سفر نامۂ حجاز

مصنفۂ

جناب [illegible] مائل مآب محقق باکمال ماہر بمثال الشہیر فی زمانہ والوحید فی اقرانہ

حضور [illegible] باعظمت حاجی میرزا عرفان علی بیگ صاحب بالقابہ ڈپٹی کلکٹر ضلع بستی

جسمین

مصنف صاحب ممدوح نے حالات سفر حجاز کو از یوم روانگی تا واپسی خود مع

حالات ریل و جہاز و قرنطینۂ کامران و جدہ و حرم شریف و مناسک حج و

دیگر حالات کلی و جزئی وغیرہ کو بڑے اہتمام اور نہایت شرح و بسط سے

تاریخ وار بطور روزنامہ اس کیفیت سے درج فرمایا ہے جو عموما مسافران

حجاز کے لیے اعانت بخش ہونگے

اور نیز

آخر مین ہدایات عازمان حج کیواسطے مع تدابیر سامان سفر وغیرہ اضافہ فرمائی ہین

حسب فرمائش و تصحیح حضرت مصنف

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

سنہ ۱۸۹۵ ع

جزو

تقریظ منجانب کمیٹی اسلامیہ گونڈہ

اس سفرنامہ مین جو اک طرز جدید پر ہے روزمرہ کے حالات سفر درج کیے گئے ہین اور پوری شرح وبسط وکمال احتیاط کے ساتھ لکھے گئے ہین - زبان اسکی عام فہم اردو ہے عبارت ازبس سلیس ہے - تمام حالات روزمرہ کی بول چال مین نہایت ہی فصاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہین اور تمام واقعات عجیب دلکش اور دلچسپ طرز پر برمحل اور خوبی کے ساتھ لکھے گئے ہین ہر واقعہ کو جو سفر مین پیش آیا ہے ایسا ہو بہو اور بامحاورہ لکھا ہے کہ اُسکے پڑھنے سے اصلی وحقیقی حال کھل جاتا ہے اور تمامہ سفر کی پوری تصویر آنکھ کے نیچے کھنچ جاتی ہے اور ہر واقعہ چشم دید نظر آتا ہے عوام کو اس سے بہت بڑا فائدہ پہونچے گا اور عازمان حج کے واسطے تو یہ سفرنامہ ایک خیرخواہ اور سچا رفیق طریق اور عمدہ راہبر ہوگا -

مصنف صاحب نے جسقدر تکالیف اور دقتین اس سفر عظیم مین اُٹھائی ہین اُسیقدر محنت وجانفشانی کے ساتھ اس سفرنامہ کو ترتیب بھی دیا ہے علاوہ تمہید وخاتمہ کے اِس سفرنامہ کو پانچ فصول پر تقسیم کیا ہے

فصل اول مین وطن سے رخصت ہونے اور جہاز پر چڑھنے اور دریا کے سفر کے حالات عجب دلچسپ بیان کیے ہین۔ اور قرنطینۂ کامران کے ایسے عجائب وغرائب حالات درج کیے ہین اور بیم ورجا کی وہ کیفیت لکھی ہے کہ پڑھنے سے دل پر اثر ہوتا ہے اور ایک کیفیت طاری ہوتی ہے۔

فصل دوم مین حد میقات سے احرام باندھنے اور جدہ شریف پہونچنے کے پرلطف حالات اور پھر جدہ سے اونٹ کی سواری پر قافلہ کے ساتھ منزل بمنزل مکہ معظمہ پہونچنے کی کیفیت خوب مشرح بیان کی ہے فصل سوم مین مکہ معظمہ کی زیارت سے مشرف ہونے کی کیفیت اسلام کی ہیبت وعظمت۔ طواف کعبہ اور مسلمانون کی جماعت خلق اللہ کی کثرت عجب شان وشوکت سے بیان فرمائی ہے شہر کے مقامات زیارت و دیگر مقامات کو بڑے لطف وخوبی سے لکھا ہے۔ فصل چہارم مین حج کی دھوم دھام اور روے زمین کے لوگون کا اژدہام عرفات کا قیام مزدلفہ اور منا کا مقام سب عجب ذوق وشوق سے بیان ہوے ہین فصل پنجم مین وطن کی واپسی مین جو جو امور اہم اور ضروری قابل آگاہی عازمان حج کے نظر آتے گئے ہین وہ تجربہ کے ساتھ مشرح لکھے گئے ہین۔ اور خاتمہ مین اُس ضروری سامان سفر کا ذکر کیا ہے جو سفر حجاز کے واسطے ہندوستان کے جانیوالون کو لازمی ہے۔

اس کمیٹی نے اس سفرنامہ کو حسب فرمائش مصنف صاحب کے ازابتدا تاانتہا اطمینان وغور کے ساتھ ملاحظہ کیا اور کمیٹی ہذا یہ تجویز کرتی ہے کہ یہ سفرنامہ مع اس تقریظ کے مرزا صاحب مصنف سفرنامہ کی خدمت مین واپس کیا جاوے اور تہ دل سے انکا شکریہ ادا کیا جاوے۔

المرقوم ۲ ستمبر ۱۸۹۴ء
دستخط۔ محمد مہدی حسن عفی عنہ
قائم مقام سکرٹری انجمن اسلامیہ گونڈا۔

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً - ترجمہ - اور اللہ کی بندگی کے لیے اُن لوگون پر جو استطاعت رکھتے ہون خانۂ کعبہ کا قصد کرنا فرض ہے -

آیۂ شریف سے صاف ظاہر ہے کہ اُس شخص پر حج فرض ہے جو استطاعت اداے حج کی رکھتا ہو اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ من اراد الحج فلیعجل یعنی جو شخص حج کا قصد رکھتا ہو وہ جلدی کرے - آیۂ شریف اور حدیث دونون پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسوقت استطاعت حج کی ہوگئی اُسی وقت سے حج کا ادا کرنا فرض ہوگیا -

اکثر لوگون کا یہ خیال ہے کہ بعد حج کے چونکہ انسان ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا مان کے پیٹ سے پیدا ہوا لہذا حج کا ادا کرنا اُسوقت تک موقوف رکھا جاے کہ جبتک تمامی امور دنیاوی سے نجات ملے اور ارتکاب گناہ کی جسارت ہی جاتی رہے - میرے بھی بعض احباب نے جب میرا قصد

ادائے حج کا سُن لیا تو مجھپر محبتانہ اعتراض فرمائے اور یہ کہا کہ اسوقت حج کو جانا قبل از وقت ہے اور اس اعتراض سے اُنکی یہ مراد تھی کہ مین اُسوقت قصد سفر حجاز کرتا جبکہ موجودہ ملازمت سرکاری سے پنشن پاکر سبکدوش ہوجاتا اور جوانی سے درگذرتا لیکن ایسے خیال سخت افسوسناک ہین اور یقیناً وہ لوگ جنکے دلون مین ایسے خیال پیدا ہین موت کو یا تو بہت دور یا اپنے قبضہ مین سمجھتے ہین۔ یقیناً وہ اپنی خیالی زیست کے گمان پر ایک ایسی بھاری عبادت کو چھوڑتے ہین یا اُسکے چھوڑنے مین سعی کرتے ہین جو تمامی عمر مین صرف ایک ہی بار فرض ہے اور سخت افسوس اُنکی حالت پر ہے جو اسی دھوکے مین اپنی عمر کھو بیٹھتے ہین اور حج سے محروم ہوکر آخرت کا راستہ لیتے ہین۔ ہان اسقدر تو عقل ضرور گنجائش دیتی ہے کہ اسوقت تک حج کا ادا کرنا ملتوی ہوجائے جسوقت تک کہ لاعلاج موانع پیش آتے رہین۔

بہرحال مین نے اپنے نزدیک اسوقت موقع پایا کہ حج کرنے کا قصد کیا اور تین ماہ کی رخصت رعایتی لیکر ۲۔ شوال ۱۳۱۱ھ کو گونڈہ سے روانہ ہوا اور اپنے حالات سفر بطور روزنامچہ حسب ذیل درج کرتا ہون اور امید ہے کہ احباب عازم حج کو بعض امور مین میرے سفر کے حالات پڑھنے سے امداد ملیگی۔ فقط

فصل اول

قرنطینۂ کامران

۹-اپریل ۱۸۹۴ء مطابق ۲ شوال ۱۳۱۱ھ ہجری نبوی

مقام لکھنؤ

آج مین نواب صاحب سے رخصت ہوکر اپنے اطفال کو اللہ کے
سپرد کرکے گونڈہ سے ریل پر روانہ ہوا میرے بچے محبت کے مارے مجکو
گونڈہ ریلوے اسٹیشن تک پہونچانے آئے اور اکثر احباب نے جنمین کرمی
منشی محمد مشرف علی صاحب و بابو اسرائیل صاحب وکلاے ہائی کورٹ و
مولوی مہدی حسن صاحب و منشی محمد وزیر احمد خان صاحب بھی تھے بمحبت
اسلامی اسٹیشن مذکورہ سے دعاؤن کے ساتھ مجھ کو رخصت کیا۔ بارہ بجے
دن کا چلا ہوا آٹھ بجے شب کو لکھنؤ پہونچا محبی منشی محمد اطہر علی صاحب خان بہادر
آنریری مجسٹریٹ کی کوٹھی پر مقیم ہوا۔ یہان پر زمانۂ سفر و راہ حج کے متعلق اکثر
ذی عزت و اہل دین نے مجھ کو محض براہ ہمدردی و ثواب اپنی اپنی
صائب رائے و بہترین شورہ و صلاح کے دینے سے اعزاز بخشا۔

۱۰-اپریل ۱۸۹۴ء ۳-شوال ۱۳۱۱ھ

بعض ضروری سامان سفر خرید کرکے بارہ بجے دن کو براہ بھوپال روانہ

بمبئی ہوا۔لکھنؤ اسٹیشن سے منشی محمد اشرف علی صاحب و دیگر احباب نے
دعا ہاے خیر کے ساتھ رخصت فرمایا۔

۱۱-اپریل ۱۸۹۴ء ۴-شوال ۱۳۱۱ھ

مقام بھوپال

۱۰-اپریل کو لکھنؤ سے روانہ ہوکر ۱۱-اپریل-کو پانچ بجے صبح بھوپال
پہونچا۔اسٹیشن ریل پر میرے مکرم جناب حافظ محمد اللہ یار خان صاحب
تحصیلدار پنشنر و افسر محکمہ سائر گل ریاست بھوپال نے مجکو جوش محبت کے ساتھ
ریل سے اُتارا۔یہ دن میرا وزیر اعظم صاحب کی مہمان نوازی کے باعث سے
بہت لطف و خوبی سے کٹا شیخ احمد علی صاحب شوق نے مجکو بعض مقامات
قابل دید اور بعض تعمیرات جدید چل پھر کر دکھلائین۔جامع مسجد جو آج کل
سنگ سرخ سے بصرف کثیر سرکار بھوپال سے تیار ہو رہی ہے ماشاء اللہ
اپنی شان مین ایک نمونہ ہوگی۔جناب وزیر صاحب ممدوح کی خوش انتظامی
سے شہر کی حیثیت نے بہت ترقی پکڑی ہے۔جو مقامات قبل ازین ویران
و گندہ سُنے جاتے تھے اب آباد اور نہایت خوشنما ہین۔بھوپال ایک
پہاڑی پر آباد ہے اور باغات بھی پہاڑی زمین پر واقع ہین۔اِس ناہموار
پہاڑی کی زمین کو دور دور سے مٹی بہم پہونچا کر جا بجا مسطح کیا ہے اور
باغ لگائے ہین اور بڑی خوبی کے ساتھ پانی سے اُسکو سیراب کیا ہے

شہر جا بجا تختۂ گلزار نظر آتا ہے۔ سرکار بھوپال کو خود عمارت سے ازبس شوق ہے
اور تعمیرات جدید قابل دید ہین۔ دینداری کا چرچا ہر جگہ ہے جمیع مساجد آباد ہین
اور اُنکے آباد رکھنے کے واسطے ایک محکمۂ خاص قائم ہے۔ چونکہ تعمیرات کا کام
خاص بھوپال مین بہت کچھ جاری ہے اور لنگرخانہ بھی کشادہ دلی اور فراخ دستی
کے ساتھ سرکار عالیہ کی جانب سے کھُلا ہے لہذا بہت بڑی دستگیری محتاجون کی ہوتی ہے۔

۱۲ - اپریل ۹۴ء ۶ شوال ۱۳۱۱ھ

مقام بمبئی

آج ۶ بجے صبح بمبئی پہونچا اور مسافرخانۂ شیخ کمو سیٹھ مین جو ریلوے
اسٹیشن موسومہ وکٹوریہ ٹرمنس سے بالکل قریب ہے مقیم ہوا۔ یہ مسافرخانہ لب سمندر
بوری بندر پر بڑے خوشنما مقام پر تعمیر ہے۔ مخصوص حجاج کے آرام کے
واسطے ہے۔ عمارت اعلی وسیع ہے اور اُسکے بالاخانہ سے ہر وقت دریا کی سیر
میسر ہے اور بالخصوص شام کو جب جہاز و کشتیون مین روشنی ہو جاتی ہے
تو عجب لطف آتا ہے۔ اِس مسافرخانہ کا اہتمام حافظ محمد شاہ صاحب پنجابی کے
سپرد ہے جو کمال خوبی سے اپنی خدمات کو انجام دیتے ہین۔ الغرض اِس
مسافرخانہ مین مَین اپنا اسباب چھوڑ کر جہاز کی روانگی کی فکر مین بعض احباب
کے پاس شہر مین گیا۔ مین نے بہت زمانہ قبل سے بعض جہازی کمپنیون سے مراسلت
کر رکھی تھی اور آخر کار یہ سوچ لیا تھا کہ اگر خاص جدہ کو جہاز کی روانگی مین دیر ہوگی

تو انگریزی ڈاک کے اسٹیمر پر سوار ہو کر براہ سوئز و ینبوع مدینۂ منورہ پہونچونگا
بمبئی پہونچ کر یہ معلوم ہوا کہ حسینی نامی جہاز بمبئی اینڈ پرشیا اسٹیم نیوگیشن
کمپنی کا ۱۵۔ اپریل کو روانہ ہو گا۔ اور چونکہ سرکاری ڈاک کا اسٹیمر ۱۴ اپریل کو
جانے والا تھا۔ ایسے موقع پر مین نے مناسب سمجھا کہ پروٹکٹر آف پلگرمس سے
اس امر کا شورہ لون کہ دونون اسٹیمرون مین سے کس پر جانا مناسب
ہو گا مخفی نہ رہے کہ پروٹکٹر آف پلگرمس کے سپرد ایسی ہی خدمات ہین کہ وہ
حجاج کو جہاز کی آمد و رفت وغیرہ صحیح اخبار سے مطلع کرتا رہے۔ (ایکٹ نمبر۱
۱۸۹۵ء ملاحظہ طلب) الغرض مین پروٹکٹر آف پلگرمس کے دفتر کو گیا وہان
اُنکو نہ پایا تب اُنکے عمال سے دریافت کیا اور معلوم ہوا کہ حسینی نامی جہاز کی
روانگی کی تاریخ ۱۰۔ اپریل مشتہر ہوئی تھی وہ منقضی ہو گئی ہے اب اُسکی روانگی
مین کچھ دیر نہین ہے۔ مین نے عمال کی اس گفتگو پر زیادہ قناعت نہ کر کے
پروٹکٹر موصوف کی جستجو جاری رکھی اور انجام کار کچہری مجسٹریٹی مین جا کر مین
اُنسے ملا۔ قبل ازین کہ مین پروٹکٹر صاحب کی ملاقات کا ذکر کرون۔ یہ بیان
کر دینا مناسب ہے کہ در عدالت پر مجکو ایک شخص سید محمد علی شاہ ملے اور
اُنھون نے فرمایا کہ وہ میرے متلاشی تھے۔ مجکو سخت حیرت تھی کہ میری تلاش
کی کونسی وجہ ہے۔ بالآخر دریافت سے معلوم ہوا کہ سید محمد علی شاہ بھی
محکمۂ پروٹکٹر آف پلگرمس کے نوکر ہین اور اُنکو ایک عرب سید عبد الحلیم نامی نے

جو پیشہ مطوفی کا کرتا ہے میرے نام ونشان سے مطلع کر رکھا تھا۔ اور یہ شخص میری
روانگی سے چار پانچ روز پیشتر گونڈہ پہونچا تھا اور مجھ سے ملاقات کرکے بہت کچھ
اپنی تعریف کی تھی اور یہ استدعا کی تھی کہ مین اُسکو اپنا مطوف بنالون اُسنے
ایک کتاب سارٹیفکٹون کی بھی میرے روبرو پیش کی تھی اور یہ کہا تھا کہ وہ مجھکو
ہر قسم کا ایسا آرام بحالت قیام وسفر حجاز دیگا کہ دوسرا مطوف کبھی نہ دے سکیگا
لیکن لکھنؤ مین جناب مولوی عبدالمجید صاحب ساکن فرنگی محل نے مجھ سے
عبدالحلیم مطوف کے ایسے حالات پوست کندہ بیان کیے جنکو سنکر مجھے افسوس
کرنا پڑا اور مین نے اپنے دل مین کہا کہ خوب ہوا جو مین نے اس مطوف سے
گونڈہ مین کوئی وعدہ نہین کیا۔ جب مین بھوپال پہونچا تو وہان ایک بزرگ حاجی
سے اور بھی زیادہ گرمیہ حالات مطوف مذکور کے سننے مین آئے یہان تک کہ مثل
لکھنؤ کے احباب کے اُنھون نے بھی مجکو منع فرمایا کہ مین عبدالحلیم کو اپنا مطوف
کرون۔ الغرض معیت سید محمد علی شاہ کے مین پروٹکٹر آف پلگرمس سے ملا
انکا نام آغا مرزا محمد علی بیگ ہے۔ یہ امامیہ مذہب ہین بہت اخلاق سے مجھسے
پیش آئے۔ مین نے اُنسے دو امور دریافت کیے۔ اول یہ کہ حسینی جہاز
فی الواقع کب جدّہ جاویگا۔ دوم اینکہ اگر حسینی جہاز کی روانگی مین کوئی تامل
نظر آوے تو کیا مین اسٹیمر ڈاک سرکاری پر چلا جاؤن کیونکہ وہ ۱۴-۱ پریل
یعنی ایک روز قبل حسینی جہاز سے چھوٹ جاویگا۔ آغا صاحب ممدوح نے

بکمال لطف و مدارا میرے ہر دو سوالات کے یہ جواب دیے کہ ڈاک پر ہر گز مت جاؤ۔
١٥۔ اپریل کو حسینی جہاز بالیقین چھوٹ جاویگا۔ اور گیارہ روز میں سیدھا جدہ
پہونچ جاویگا۔ وقت بہت کافی موجود ہے۔ مدینہ منورہ کو قبل از حج بآسانی
پہونچ سکتے ہو۔ مین نے پروفیسر صاحب کی مستحکم و صاف راے کو گرہ مین باندھا
اور آغا صاحب موصوف نے مزید عنایت سے محمد علی شاہ کی نوکری میرے ساتھ
بولدی اور یہ ہدایت کردی کہ وہ مجکو آج ہی حسینی جہاز کا ٹکٹ خرید کرا دیوین
محمد علی شاہ مجکو عبد الغفور و عبد القادر کمیشن ایجنٹان کے پاس لیکر گئے اول درجے کا
ٹکٹ مانگنے پر ایجنٹ نے کہا کہ جگہ نہین۔ دوسرے درجہ کا ٹکٹ مانگا اِسپر ایجنٹ
نے کہا کہ روپیہ دے کر آج رسید لے لیجیے ٹکٹ جہاز پر دیدیا جاویگا۔ مین نے
رسید لے لی اور اپنی جاے قیام پر پہونچا۔ رسید مین لکھا ہے کہ جہاز
١٥۔ اپریل کو چھوٹے گا۔ اور اُسمین یہ بھی ہدایت ہے کہ ۲۴ گھنٹہ کے اندر
رسید کے عوض ٹکٹ جہاز کا خرید لیا جاے۔ باقیماندہ دن مین نے سامان سفر
مین صرف کیا۔

۱۳۔ اپریل ۱۸۹۴ء ۶ شوال ۱۳۱۱ھ

مقام بمبئی

علی الصباح معمولی مشی کے واسطے مین نے سمندر کا پورب اُتر کا گوشہ
لیا اور اِس بندرگاہ مین جسقدر جہاز کھڑے تھے اُنکو جہانتک نگاہ نے

کام دیا دور و نزدیک دیکھا اور حسینی نامی جہاز کو چڑھ کر دیکھا بھالا۔معلوم ہوا کہ
یہ جہاز آرد گندم جدہ مین فروخت کرنے کے واسطے بھر چکا ہے۔مسافر بھی
بے چکا ہے۔اب دھویا جاتا ہے۔روانگی کے لیے تیار ہے۔مجکو بے انتہا
خوشی ہے کہ یہ جہاز پرسون چھوٹ جاویگا۔اب انشاء اللہ تعالی مدینۂ منورہ کی
زیارت معمولی راستۂ حجاج سے یعنی سڑک شاہی سے براہ مکۂ معظمہ پورے طور پر
اور باسانی حاصل ہوگی۔بعد مشی مین مسافر خانہ کو واپس آیا۔تھوڑی دیر بعد
کیا دیکھتا ہون کہ جناب قبلہ مولوی محمد ابوالحسن صاحب تشریف لا رہے ہین۔
مین بے تابانہ اُٹھکر قدمبوس ہوا اور اب مجکو پوری تقویت ہوگئی کہ ایسے
بزرگ کی رفاقت نصیب ہوئی۔اس رفاقت کی قدر کو میری حالت بیکسی و
ناامیدی نے جو اس سے قبل ابھی موجود تھی از حد بڑھا دیا اور میرے
لطف کو دونا کر دیا میرے قصد حج کو سُنکر میرے بہت سے احباب نے
بلکہ بعض میرے رشتہ داران نے بھی میرے ہم قافلہ ہونے پر مستعدی
ظاہر فرمائی تھی لیکن افسوس ہے کہ بچند وجوہ سب کا سنگ ساتھ چھوٹا اور
مین بفضلہ تعالی اکیلا ہی بمبئی پہونچا۔ایسی ناامیدی و بیکسی کے بعد جب
ایسے بزرگ کی کفش برداری سفر حجاز مین نصیب ہو تو کہا تک میری خوش قسمتی
کی قدر نہ بڑھے جناب مولوی صاحب ممدوح ایک دوسرے مسافر خانہ
سلیمان سیٹھ والے مین بمقام بھنڈی بازار فروکش ہوے ہین جو اِس

مسافر خانہ سے ایک میل سے کچھ زائد ہوگا۔ مولوی صاحب مدظلہ نے بھی اسی حسینی جہاز پر جانے کے واسطے ایجنٹ جہاز کو روپیہ دیدیا ہے۔

۱۴-اپریل ۱۸۹۴ء۔ ۸ شوال ۱۳۱۱ھ

مقام بمبئی

آج صبح کو معمولی گشتی کے بعد مسافر خانہ واپس آیا اور بعض اشیاء ضروری خرید کین۔ بعد دوپہر کے ایک شخص نے مسافر خانہ مین آکر گھنٹی بجائی اور بیان کیا کہ جہاز بجاے ۱۵-اپریل کے ۱۶-اپریل کو روانہ ہوگا اس ایک دن کی زیادتی نے رنج دیا اور مین نے مولوی ابوالحسن صاحب سے جاکر مشورہ لیا اور آخرالامر یہ راے قرار پائی کہ ایک دن کے بڑھ جانے سے کوئی ہرج نہین ڈاک کے اسٹیمر پر جانے کی حاجت نہین علاوہ ازین روپیہ بھی کرایۂ جہاز کا دے چکے ہین۔ بہرحال ان اسباب پر نظر کرکے دل کو تسکین دے لی۔ اس گھنٹی کے بعد ہی دلالان حجاج نے تقاضا شروع کردیا کہ رسید داخل کردو اور ٹکٹ جہاز کے اُسکے عوض مین لے لو بہرحال مین نے رسید اپنی شیخ جمرود لال کے حوالہ کی اُسنے ٹکٹ لادیا۔ ٹکٹ مین بھی ۱۶-اپریل تاریخ روانگی کی لکھی پائی اب تو گھنٹی دینے والے کے اعلان کی پوری تائید ہوگئی۔ اب کوئی شک نہین رہا کہ ۱۶-اپریل کو جہاز چھوٹ جائیگا۔

جو کچھ قصص کہ جناب مولوی عبدالمجید صاحب ساکن لکھنؤ سے اور نیز
بھوپال مین عبدالحلیم مطوف کی نسبت سُنے تھے اُس سے بدرجہا زیادہ بمبئی
مین آکر سُنے۔ الغرض ہر مقام پر مجھ سے ایک نئے مطوف کی سفارش
احباب نے کی اور جنکو پہلے بعض احباب موسوم کر چکے تھے اُنکی تردید
بعد کو ہوتی گیئن بمبئی مین آکر تو بہت سے ایسے مطوف مجھ سے ملے
جنھون نے اپنی تعریفین اور دوسرون کی بُرائیان کرتے کرتے میری
ناک مین دم کر دیا۔ عبدالحلیم خود آج شام کو میرے پاس پہونچا اور اپنے
لڑکے عبداللہ کو بھی ساتھ لایا اور ایسی شد و مد کے ساتھ گلا پھاڑ پھاڑ کر
باتین کین کہ الٰہی تیری پناہ۔ مین اُسکی گفتگو کا یہان ذکر کرنا عبث سمجھتا ہون
بہرحال اب مجھ کو کسی پر بھی وثوق نہین رہا اب جدہ پہونچ کر دیکھا جاویگا کہ مجھکو
کسکی معیت سے کیونکر آرام مِلسکتا ہے؟

۱۵۔ اپریل ۱۸۹۴ء ۱۰ شوال ۱۳۱۱ھ

مقام بمبئی

آج صبح سے مجھ کو یہ مسرت تھی کہ صرف ایک ہی شب درمیان مین
ہے کل جہاز پر چڑھ جائینگے مگر افسوس صد افسوس کہ قبل دوپہر ایک
گھنٹی والا آیا اور اُسنے اعلان دیا کہ ۱۷۔ اپریل کو بعد ظہر کے جہاز چھوٹیگا
کسی بات کا اعتبار نہ رہا۔ رسید زر پر ۱۵۔ اپریل تاریخ روانگی جہاز

معین تھی ٹکٹ پر ۱۶-اپریل ثبت ہے اور گھنٹی والا ۱۷-اپریل سناتا ہے
سخت حیرانی ہے کہ ٹکٹ پر جو تاریخ تحریر ہے اُسکا اعتبار کرین یا گھنٹی والے کا
کہنا مانین۔ اب جسقدر حاجی مدینۂ منورہ کو جانے والے ہین اُنکو سخت
پریشانی ہے۔ ہر شخص غصہ مین پھرتا ہے کوئی گھنٹی والے سے گلخپ کرتا ہے
کوئی مالک جہاز کو باتین سُناتا ہے کوئی پروٹکٹر کو ڈھونڈھتا ہے۔

یقیناً ہماری گورنمنٹ کو اِن شخصون کی حالت پر جو سفر حجاز کو جاتے
ہین یہ اطلاع نہین کہ وہ تھوڑے سے وقت ضایع ہوجانے سے کیسی سخت
مصیبت مین مبتلا ہوجاتے ہین اور اس محل پر مجکو محض بنظر رفاہ عام صاف
طور پر یہ کہنے مین ہرگز دریغ نہین کہ جس غرض کے واسطے کہ گورنمنٹ ہماری
صرف کثیر فرماکر پروٹکٹر اور اُسکے معاون معین فرماتی ہے وہ بالکل ایسے
محل پر فوت ہے کیونکہ جب حجاج کو صحیح خبر روانگی جہاز کی نہین ملتی یا اُنکو
وہ غلط افواہ سے مغالطہ مین ڈالے جاتے ہین تو اُنکو بجائے حفاظت کے
جسکے واسطے بڑے وسکٹر محکمہ قائم ہین زحمت و مصیبت کا سامنا پڑتا ہے اسی
حسینی جہاز کے متعلق امور ذیل لائق لحاظ ہین۔

۱-اس جہاز نے جیسا کہ مجکو دفتر پروٹکٹر آف پلگرمس سے معلوم ہوا ۱۰-اپریل
تاریخ روانگی اپنی مشتہر کی تھی جو ۲ شوال تھی۔

۲-عازمان حجاز نے یہ تاریخ سنکر یہان تک عجلت کی کہ اچھی طرح سے

گھر پر عید بھی نہین کی اور دوڑ پڑے تاکہ وقت پر پہونچ کر سوار ہوجائیں
۱۰ اپریل چونکہ ایسی مناسب تاریخ تھی کہ حاجی لوگ اول مدینۂ منورہ کی زیارت
سے فارغ ہولیتے اور پھر بآسانی تمام ۱۲ - جون کو حج کر کے شروع جولائی مین
اپنے وطن کو لوٹ جاتے اِسلیے اُنھون نے صرف تین مہینے کا سامان اور
زادراہ اپنے ساتھ لیا کیونکہ تین مہینے کی میعاد اِس تمام سفر کے واسطے پورے طور
کافی اور وافی تھی ۔

۲ - اَب بجاے ۱۰ اپریل کے ۱۷ - اپریل کو جہاز چھوٹے گا پس اُس سے
حسب ذیل نقصان وہرج متصور ہے ۔

اول جو لوگ بخیال مشتہری تاریخ ۱۰ - اپریل یا اُس سے قبل بمبئی گئے ہیں کا
وقت ۱۷ - اپریل تک بالکل ضایع گیا ۔

دوم - اب کہ مکۂ معظمہ پہونچ کر اتنا وقت باقی نہ رہے گا کہ مدینۂ منورہ سیدھے
چلے جائین اور لوٹ کر حج کرین - اور ایسی صورت مین مکۂ معظمہ پہونچ کر
لامحالہ مدینۂ منورہ کا قصد اداے حج تک ملتوی کرنا پڑیگا اور اسطرح سے
سوا مہینا اور بھی ضایع ہوگا ۔

سوم - اَب جو لوگ کہ کم بضاعت ہین اور جو صرف تین مہینے کی خوراک
اور آمدو رفت کا خرچ لے کر چلے ہین اُنکو علاوہ اوقات ضایع کرنے کے ایک
بڑی بھاری مصیبت یہ پیش آئیگی کہ یا تو وہ سیدھے اپنے وطن کو نہ چلے جاسینگے

اور زیارت مدینۂ منورہ سے محروم رہینگے یا اگر بلا زاد راہ کے مدینہ منورہ کو جائینگے تو جہانتک دوسرون کی امداد انکو زندہ رکھ سکیگی زندہ رہینگے ورنہ فاقون سے ہلاک ہونگے۔

ایک ہفتہ کی میعاد تک جہاز کا روکنا گو قانوناً جائز ہو مگر بلحاظ محافظت حجاج سخت مضرت رسان ہے کیونکہ تاریخ معینہ سے تجاوز کرنا اور بار بار نئی تاریخ کا اعلان کرنا اُن لوگون کو جو جہاز رانون کی سوداگرانہ چالون سے محض ناواقف ہین بالخصوص اُس صورت مین جبکہ پر ڈکٹر کے محکمہ سے صحیح اخبار بھی اُنکو نہین مل سکتے سخت پریشانی و مصیبت مین ڈالتا ہے چونکہ ہماری سرکار بہادر اپنی رعایا کی حامی ہے اسلیے امید ہے کہ وہ ضرور اِس مسئلہ پر غور فرمائیگی کہ تاریخ معینہ و مشتہرہ پر جہاز چھوٹنے سے کہانتک حجاج و مسافران حجاز پیش آیندہ مصائب سے محفوظ رہ سکتے ہین۔

۱۴۔اپریل ۱۸۹۳ء ۔ ۹۔شوال ۱۳۱۱ھ

ابتو سمجھ ہی چکے کہ ۱۰۔اپریل سے قبل روانگی جہاز کی معلوم لہذا یہ مناسب سمجھا کہ بعض مقامات بمبئی کے دیکھ ڈالون۔ مین نے کل شام کو بھی شہر رانی کا باغ اور حاجی علی مقامات دیکھے تھے اور آج صبح محلۂ قلعہ اور اُسکے نواح کو دیکھا۔ اِس سراسری گشت کا خلاصہ یہ ہے یہ شہر سوداگری ہے

بھاری بندرگاہ ہے۔ سوداگری مال سے مالامال ہے۔ چار و پانچ منزل کی عمارتین بالعموم ہین اور بعض بعض جگہ چھ و سات منزل کی عمارتین ہین۔ چینین مکانات کی بالعموم نیچی ہین۔ دروازے زیادہ اور عمارت خوشنما اور صاف۔ منادر۔ مساجد۔ کلیسا بالعموم مستحکم و خوش قطع و آراستہ آبادی بہت گھنی ہے۔ ٹریموے جاری ہے اور ٹریموے کی وجہ سے گاڑیون کا محصول بلحاظ وسعت و تمول شہر کے ارزان ہے۔ ولائتی مال ارزان و ہندوستانی مال و غلہ گران۔ چائے فروشی کی دکانین بالعموم پارسیون کے ہاتھ مین ہین ہر شے دستیاب ہوتی ہے۔ اکثر قومون کے لوگ بوجہ سوداگری پیشہ کے یہان موجود ہین۔ پارسی زیادہ تر خوشحال سوداگر ہین۔ رانی کا باغ گو چھوٹا لاخوشنما سیرگاہ ہے۔ اسمین عجائبخانہ بھی ہے۔ چرند و پرند بھی اکثر اور عجیب المخلوق پالے ہوے ہین اسکے پھاٹک کے قریب ایک عمدہ فوارہ قائم ہے جو آبپاشی سے اپنے گرد کے سبزے کو نہایت خوبی کے ساتھ سیراب کرتا ہے اور ناظرین کی دلبستگی و فرحت کا باعث ہے۔ اسی پھاٹک کے قریب ٹریموے کمپنی کا بڑا بھاری اصطبل ایک ترتیب و خوبی کے ساتھ قائم ہے۔

حاجی علی ایک بزرگ کا مزار ہے جو ایک چھوٹی سی پہاڑی پر سمندر کے اندر واقع ہے تھوڑی سی آبادی بھی وہان پر ہے۔ قلعہ اب تو ایک محلہ کا نام ہے

جسمین انگریزی اور پارسی سوداگرون کی بھاری عمارتین واقع ہین ڈسٹرکٹ
آفس بھی اسی محلہ مین ہے۔ یہ محلہ بہت خوشنما ہے اس محلہ مین جانب دریا
پارسی کثرت سے آباد ہین اور لب دریا بہت اچھا منظر ہے علی الصباح پارسی
لوگ مرد و عورت نفیس کپڑے پہنکر ایک ایک کتاب عبادت کی ہاتھون مین
لیکر عبادت کیلئے لب دریا جاتے ہین اور اُنکا گروہ جو سب ذکر و تسبیح مین
مصروف ہوتا ہے عجب بھلا معلوم ہوتا ہے۔ مین تو تا دیر لب دریا
خاموش کھڑا رہا اور پارسیون کو عبادت کرتے ہوے دیکھا کیا۔

آج بعد دوپہر کے پھر ایک گھنٹی اس اعلان سے دی گئی کہ جہاز
کل صبح چھوٹ جائیگا مسافران جہاز چار بجے صبح جہاز پر سوار
ہو جائین ۔

۱۰- اپریل ۱۸۹۴ء ۶-۱۰ شوال ۱۳۱۱ھ

آج دو بجے شب سے ہی ہمارے دلال نے غل مچانا شروع کیا کہ
چلو جہاز پر سوار ہو جاؤ۔ مین نے اور بالعموم سارے حجاج نے جو سینی ہمارے
چڑھنے والے تھے اُسی وقت سے جہاز پر چلنے کی تیاری کی بندرگاہ قریب
تھا وہان پہونچ کر بھاٹک پر کچھ دیر قیام کرنا پڑا پانچ بجے صبح جہاز پر سوار ہو گئے
آدمیون کی کثرت اور جگہ کی قلت نظر آئی۔ مارے شور و غل کے کان دھرے
آواز نہ سنائی دیتی تھی سات بجے صبح تک یہی کیفیت رہی۔ سات بجے

پروٹکٹر آف پلگرمس واسطے معائنہ حجاج وتقسیم پاس پورٹ کے آئے مجھ سے
اور کپتان جہاز سے پروٹکٹر نے تعارف کرایا۔ جو مسافر کہ اپنے حکام ضلع
سے پاس پورٹ لیکر آئے تھے اُنکو جدید پاس پورٹ لینے کی ضرورت نہ تھی
لیکن مین نے دیکھا کہ جسقدر مسافرون کو اس جہاز پر پولیس کمشنر بمبئی کے
آفس سے پاس پورٹ ملے وہ مع ثمنی کے تھے اور میرا پاس پورٹ بلا ثمنی
کے تھا مین نے دفعۂ پنجم مین پاس پورٹ کے یہ لکھا دیکھا کہ" پاس پورٹ
رکھنے والے پر لازم ہے کہ جب وہ جدہ مین پہونچے تو جہاز کے ترک کرنے
کے پیشتر اِس پاس پورٹ کی نقل ثمنی کو انگریزی قنصل کے ایجنٹ
کے حوالہ کرے"۔ مین اپنا وہ پاسپورٹ جو ضلع سے لیکر چلا تھا پروٹکٹر
کے پاس لے گیا۔ پروٹکٹر کے عمال اُسوقت جہاز پر موجود تھے اور پاسپورٹ
وہین لکھتے جاتے تھے اور مسافرون کو تقسیم کرتے جاتے تھے پس مین نے
معاً دوسرا پاس پورٹ حاصل کیا۔ یہ یقیناً غلطی تھی کہ ضلع سے پاس پورٹ
مع ثمنی کے نہین ملا تھا۔ بعد جانچ ٹکٹ و معائنۂ ڈاکٹر کے ہمارے جہاز
نے نو بجے دن کو بمبئی کو چھوڑا اُسوقت کثرت سے لوگ اپنے یگانون اور
دوستون کو رخصت کرنے کی غرض سے گودی پر موجود تھے تماشائیون کا
ایک عالم جمع تھا اور فقرا کا ایک ہجوم جدا ہی حجاج کی دعا گوئی مین مصروف
تھا الغرض دعا و سلام کی رخصتانہ کے ساتھ ہی جہاز نے جنبش کی مسلمانون نے

ذوق وشوق حج مین بآواز بلند تکبیرین کہین۔ تھوڑی دور تک پانی کی رنگت سبز تھی پھر نیلگون نظر آئی۔ دریا کے تلاطم یا جہاز کی جنبش سے دوپہر تک تو کوئی اثر مجھپر نہین ہوا مگر اُسکے بعد صفرے کا غلبہ ہوا اور شام تک دو بار قے ہوئی۔ مین نے اور جناب قبلہ مولوی صاحب نے عرشہ ہی کی نشست کو بوجہ ہوا اور سیر دریا کے پسند کیا ہمارے دونون ملازم مولابخش ومحبوب کو جہاز کی جنبش نے بالکل بیکار کر دیا اور نمکین ومرطوب ہوا نے اُنکو تختۂ فرش بنادیا۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ ضعیف العمر لوگون کو جہاز کی سواری سے بہت ہی خفیف اثر پہونچا یا لاجوان وکم عمرون کو اکثر مبتلاے غثیان کیا اکثر لوگون نے اور مین نے بھی آج کھانا ترک کیا۔

۱۸- اپریل ۱۸۹۴ء ۱۱ شوال ۱۳۱۱ھ

تمام شب بلکہ آج دس بجے دن تک طبیعت بدمزہ رہی شب کو ہوائے مغرب کی بہت تیزی تھی اور اُسکی وجہ سے جہاز کو جنبش تھی۔ صبح کو ہوا کی تندی موقوف ہوئی۔ بعد دس بجے دن کے مرغ کے شوربہ کے ساتھ چانول کھائے غذا کھانے سے کچھ تقویت ہوئی۔ اپنے نوکرون سے تو کوئی بھی کام نہین ہوسکتا یا تو غلبۂ صفرا سے نجات پانے پر اپنا کام آپ ہی کرنا پڑتا ہے یا اپنے ہمسایون اور رفیقون کی مہربانی سے کام نکلتا ہے۔ بارہ بجے دن کو کچھ بھاری مچھلیان غایت تیزی کے ساتھ

جہاز کے برابر دوڑتی ہوئی دور تک نظر آئین۔ پہلے پہل تو انکو کسی نے نہین پہچانا
کہ مچھلیان ہین۔ مجھے تو مثل ہماری بھینسون کے نیلے پانی مین چوکڑی بھرتی ہوئی
معلوم ہوئین۔ پھر بہت دیر غور کرنے سے تحقیق ہوا کہ مچھلیان ہین تخمینًا
آدھ گھنٹے تک بکثرت مچھلیان اُچھلتی نظر آئین اور مسافرون کے دل بہلاؤ
کے لیے اچھا تماشا تھین۔ کچھ عرصہ کے بعد چند کشتیان بھی داہنے بائین
دکھائی دین جو محض مچھلیون کے شکار کے واسطے اِدھر اُدھر گھوم رہی تھین
اور یقینًا کسی قریب کے کنارے سے آئی ہوئی تھین۔ تین بجے دن سے
ہواے مغرب نے پھر زور شور کیا اور پھر دریا نے موج زنی شروع کی۔
موجون کا پانی مثل فوارے کے اُڑتا تھا اور ہوا اُسکو نہایت رقیق کرکے
جہاز کے مسافرون پر چھڑکتی تھی۔ یہ آبپاشی شام کو بھی موقوف نہ ہوئی حتی کہ بغیر
کھانا کھائے اکثر لوگ اور مین بھی سو رہا۔

۱۹-اپریل ۱۸۹۴ء ۱۲ شوال ۱۳۱۱ھ

آج شب کو بوجہ تیزی ہوا و تموج دریا کے بار بار آنکھ کھلی۔ کپڑے
گیلے اور نمکینیت سے سیلے طبیعت بدمزہ۔ خدا خدا کرکے صبح ہوئی۔ کل تو
کچھ اُڑتی سی خبر سنی تھی کہ یہ جہاز کراچی بندر کو جاتا ہے اور وہان سے اور بھی
مسافران حجاز کو سوار کریگا مگر آج تو تحقیق ہو گیا کہ ضرور کراچی ہی کو جہاز
جا رہا ہے۔ مین نے جہاز کے ڈاکٹر سے پوچھا تو اُسنے یہی بتایا کہ چھ بجے شام کو

آج ہی کراچی پہونچ جائینگے۔

کراچی کا جانا جب مسافرون کو معلوم ہوا تو اُنکے دلون پر حد سے
زیادہ شاق گذرا۔کیونکہ اُنکا مقصود تو فوت ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔بجاے
عجلت کے روز بروز جہاز کے جدہ پہونچنے مین دیر ہوتی جاتی ہے
اس موقع پر مجکو کمال افسوس کے ساتھ یہ کہنا لازم ہے کہ پروٹکٹر آف پلگرمس کے
محکمہ سے کسی حاجی کو اسکی اطلاع نہین ہوئی کہ جہاز سیدھا جدہ نہ جائیگا بلکہ
کراچی ہوکر چکر کھاتا ہوا جائیگا۔

آج تلاطم زیادہ اور ہوا مین تندی ہے۔ہوا مغرب کی ہے۔میرے
رفیق مولوی ابوالحسن صاحب مدظلہ کی طبیعت مضمحل نظر آتی ہے خدا خیر کرے
جہاز مین جنبش زیادہ ہے۔بارے شکر ہے کہ بعد دوپہر کے ہوا کم ہوگئی اور
تین بجے دن کے بعد پانی کی رنگت بدلی نظر آئی۔نیلاپن پانی کا کم ہو چلا کچھ
طیور دریا پر اُڑتے ہوئے نظر آئے۔داہنی جانب یعنی مشرق وشمال کے
گوشہ مین خشکی کے آثار نمایان ہو چلے۔ذرا سی دیر کے بعد کثرت سے کشتیان
نظر آنے لگین۔سب کشتیون پر سفید بادبان کھچے ہوے ہین یہ بھی شکاری
کشتیان ہین اور مچھلیون کی تلاش مین ہین۔قریب پانچ بجے شام کے
لوگ کہہ چلے کہ وہ قلعہ کراچی کا نظر آتا ہے اور وہ پہاڑ دکھائی دیتا ہے
غرض باتون ہی باتون مین [illegible] گاؤن نظر آنے لگا چھوٹی چھوٹی

دخانی کشتیان ادھر سے اُدھر بڑی خوشنمائی کے ساتھ دریا پر دوڑتی
نظر آتی ہیں۔ ان کشتیون پر اکثر لوگ دریا کی سیر اور تفریح کے واسطے
جاتے ہیں۔ بمبئی مین تو بیشمار دخانی اور سادی کشتیان صبح وشام گھوما کرتی
ہین بلکہ دن بھر بھی تار لگا رہتا ہے۔ اگرچہ کراچی بندر ایک پرانا بندرگاہ
ہے مگر اُسکی گودی کا تمامتر کام لکڑی کی ساخت سے ہے اور بمبئی مین بالکل
پتھر کا کام ہے۔ یہ بندرگاہ بمبئی کے مقابلہ مین آدھا بھی نہین غرض
چھ بجے شام کو جہاز نے گودی پر پہونچ کر لنگر ڈالا۔ ہمنے خطوط اپنی
خیر وعافیت کے لکھ کر اپنے وطن کی روانگی کے واسطے کپتان
جہاز کے حوالہ کیے۔

۲۰ - اپریل ۱۸۹۴ء ۱۳۶ شوال ۱۳۱۱ھ

کل شام ہی سے ہوا بہت سرد تھی اور تمام شب یہی کیفیت رہی۔ دو بجے
شب کو ہوا کی زیادتی سے جہاز کے لنگر کا ناریل کا رسہ ٹوٹ گیا اور جہاز
جگہ سے تھوڑا ہٹ گیا اگر آہنی تارون کے رسہ سے بندھا نہ ہوتا تو زیادہ
دقت پیش آتی۔ انجنیر وخلاصی دوڑ پڑے اور عجلت کے ساتھ جہاز کو
اپنی جگہ پر کھڑا کر دیا۔ بعض لوگ تو شام ہی سے جہاز سے اُتر اُتر کر کراچی
شہر کو چلے گئے تھے اور اکثر صبح کو گئے۔ شب کو اکثر تھرڈ کے مسافرون نے
جنمین بالعموم بخاری لوگ ہین جہاز سے اُتر کر جیٹی پر اپنا بستر اٹھا لیا ہو

آسمانی شامیانے کے تلے سویرا کیا۔ اگرچہ تپش کی گرمی سے اور جگہ کی تنگی اور کشمکش سے تو ان لوگون کو نجات ملی مگر شبنم نے انکو بالکل تر کردیا اور اس کثرت سے اوس پڑی کہ گویا ایک جھالا پانی کا اچھا سا پڑ گیا۔ کچھ دن چڑھے مین نے جہاز سے اُترکر بندرگاہ کی سیر کی اور جناب مولوی صاحب نے بھی بعد دوپہر کے کراچی شہر کو جاکر دیکھا۔ جہاز کے اکثر مسافر صبح سے شام تک نہانے دھونے کپڑے بدلنے مین مصروف رہے اور چونکہ آج جمعہ تھا بعض ہمت والے نماز جمعہ پڑھنے شہر کو گئے تھے جو بندرگاہ سے عنقریب تین میل ہے۔ جو پتھر کہ یہان عمارتون مین استعمال کیا گیا ہے وہ نیلا رنگ رکھتا ہے اور کچا ہے۔ ریلوے اسٹیشن عین بندرگاہ پر واقع ہے اور ٹریموے یہان بھی جاری ہے بندرگاہ پر آج عجب لطف ہے چھوٹی چھوٹی دخانی خوبصورت کشتیون پر لوگ بیٹھے دریا کی سیر کرتے پھرتے ہین۔ اور طرح طرح کی کشتیان چھوٹی بڑی دریا کی چھاتی پر دوڑتی پھرتی ہین۔ شہر کے اکثر لوگ جہاز کے مسافرون کو دیکھنے صبح کو چہ پر جمع تھے کچھ سندھی عورتین بھی جابجا کشتیون مین بھری نظر آئین۔ صبح سے لیکر چار بجے شام تک سندھی لوگ جو سفر حجاز کے جانے والے تھے اِس بندر سے بھی جہاز پر سوار ہوے اب اِس جہاز مین تل دھرنے کو بھی جگہ باقی نہین رہی۔ پانچ بجے سے جہاز نے عدن کی روانگی کا سامان کیا اور چھ بجتے بجتے جہاز نے لنگر

اُٹھاکر سیدھا عدن کا راستہ لیا۔ ہان مین یہ کہنا بھول گیا کہ گھر سے روانگی
کے بعد یہ کراچی بندر پہلا مقام تھا جہان ہمارے ملازمون نے صرف
ایک وقت کا کھانا پکاکر ہمکو کھلایا اور جہاز کی روانگی پر پھر دہ بدستور اپنی حالت
غشی مین مبتلا ہو گئے۔

۲۱-اپریل ۱۹۱۳ء ۱۴ شوال ۱۳۳۱ھ

شب کو قریب نو بجے تک کراچی بندر کی جہازی روشنی ہمکو نظر آیا کی
اگرچہ کل دو پہر سے ہوا بہت ہی تند تھی لیکن جہاز کی روانگی کے وقت
خفیف ہو گئی تھی۔ آدھی رات تک تو جہاز کو مطلق جنبش نہ ہوئی الا بعد اسکے
ہوا تیز ہو چلی اور تمام دن تیز رہی۔ لیکن یہ ہوا رفتار جہاز سے موافق تھی اور
اسوجہ سے جہاز کی رفتار کو اُسنے تیز کر دیا۔ ہمارے ملازم تو کچھ ایسا نشہ
کھا کر پڑے ہین کہ اُٹھنے کا نام ہی نہین لیتے۔ دنیا و مافیھا کی خبر نہین۔ ہمکو
اُلٹا اُنھین اُٹھاکر کھانا پانی دینا پڑتا ہے بارے اتنا شکر ہے کہ وہ ایسی
جگہ پر بستر جماکر پڑے ہین کہ جہان ملازمان جہاز کی چل پھر نہین نہ جہاز
کے دھونے کی اُس موقع پر ضرورت ہے ورنہ اُنکے اُٹھانے بٹھانے
بستر صاف کرنے کی خدمت بھی ہمین کو کرنا پڑتی۔ آج دریا کا پانی شدت
سے نیلا دکھائی دیتا ہے۔ آج اِس جہاز کے اول درجہ مین ایک
عورت نے قضا کی اور لاش اُسکی دریا کے حوالہ کی گئی انا للہ وانا الیہ راجعون

اِس جوان عورت نے بعارضۂ تشنج رحلت کی ۔

۲۲-اپریل سنہ ۱۸۹۴ء ۱۵؍۱۶ شوال سنہ ۱۳۱۱ھ

آج شب کو بعد بارہ بجے کے ہوا کی شدت ہوئی۔ اور دو بجے شب کو
بہت کچھ تلاطم دریا مین ہوا۔ سکان کی زنجیرین ٹوٹین اور مرمت ہوئی تین
گھنٹہ تک جہاز غلطان و پیچان رہا۔ ادھر کی چیزین اُدھر گرنا شروع ہوئین
تھوڑی دیر تک تو رستخیز کا جہازی آبادی مین تماشا رہا لیکن صبح
ہوتے ہوتے ہوا کم ہوگئی اور جہاز اپنی معمولی رفتار پر ثابت قدم
ہوگیا۔ بعض لوگون کی چیزین جہاز کے پہلو بدلنے پر لقمۂ دریا ہوئین
مین نے تو دوڑ کر اپنا ایک ظرف مسی بچا لیا صرف ایک ہی صراحی پر
خیر گزری ۔

۲۳-اپریل سنہ ۱۸۹۴ء ۱۶ شوال سنہ ۱۳۱۱ھ

آج شب کو ہر طرح سے خیریت رہی نہ دریا مین جوش نہ ہوا کو خروش۔
آخری بار جب آنکھ کھلی تو صبح کے ستارے پر نگاہ پڑی۔ نور کا تڑکا ہے۔
سطح دریا پر عجب پیاری صبح ہے۔ ادھر ماہتاب نے اِس سیہ تاب
دریا پر چاندنی کا فرش بچھا رکھا ہے۔ اِدھر نور کے ستارے نے اپنی تابش
سے اسکو چمکا رکھا ہے روے زمین پر یہ لطف کہان۔ سبحان اللہ مین
یہ قدرتی تماشے ایک خاموشی کے عالم مین بیٹھا دیکھ ہی رہا تھا کہ جناب

مولوی صاحب قبلہ نے الصلواۃ خیر من النوم کی خوش آواز سے تمام جہاز
کے سوتون کو بیدار فرمایا۔ ہر پہلو سے لا الہ الا اللہ کی آوازین بلند ہوئین
ہر شخص نے ایک دوسرے کو مبارک صبح کی سلامتی دی وضو ہوئے
اور اِس چلتی ہوئی آبادی پر نماز کی جماعتین جا بجا قائم ہوئین۔ اسی ذکر
وشغل کے ساتھ دیکھا کہ آفتاب بھی مشرق سے مُنہ دھوتا ہوا نکلا۔
جہاز کے بسنے والے تو اِسوقت اِسکے مقر ہین کہ دریا سے آفتاب
نکل رہا ہے۔

جب سے کراچی سے چلے ہین روزمرہ کچھ پرند دریا پر اُڑتے نظر آتے
ہین بعض لوگ کہتے ہین کہ کنارہ زمین کا جانب شمال قریب ہے وہان سے
اُڑکر آتے ہین اور مچھلیون سے پیٹ بھر کر لوٹ جاتے ہین بعض کا خیال
ہے کہ کشتیون پر اور جہازون پر تھک کر بیٹھ جایا کرتے ہونگے مگر مین نے
تو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا کہ یہ تیز پر شکاری چڑیان جو وزن مین تو
چیل کے برابر مگر پرون مین اُنسے کم ہین بلا تکان مچھلیان ڈھونڈھتی
پھرتی ہین اور جب جی چاہتا ہے پانی پر بیٹھ جاتی ہین اور بے تکلف
موجون کے ساتھ موجین کھاتی ہین۔ مگر ہان ایک چڑیا نے عجب تماشا
کیا کل مغرب کے وقت وہ ہمارے جہاز کے جھنڈے کے مستول پر
ایسی بے تکلف آن بیٹھی کہ گویا اُسکا معمولی اڈا تھا۔ تمام شب اُسنے

اسی مستول پر بسیرا کیا گویا گھونسلے مین بیٹھے بیٹھے سویرا کیا لیکن صبح کو آفتاب کی صورت دیکھتے ہی اُڑ گئی حساب کے رو سے سو میل تک اس چڑیا نے ہمارے جہاز پر بلا کسی محصول کے سفر کیا ۔

ایک قسم کی اور بھی چھوٹی چھوٹی چڑیان ہمشکل ابابیل نظر آئین جو ابابیل سے جسامت مین چو گنی ہین الا بلا کی طاقتور اور تیز پر ہین دریا مین اسطرح گھس جاتی ہین جیسے تیر اور بھاری بھاری موجین اُنپر سے گذر جاتی ہین لیکن وہ بدستور اپنے شکار مین مصروف رہتی ہین ۔

آج بھی بعد دوپہر کے ایک ضعیفہ نے جو تق کے مسافرون مین تھی سیدھا خدا کے گھر کا راستہ لیا ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

کچھ دن رہے سے ہوا نے پورب سے چلنا شروع کیا اور ہمارے اسٹیمر کی خوش رفتاری مین اعانت دی ۔

۲۴ - اپریل ۱۸۹۴ء ، ۱۶ شوال ۱۳۱۱ھ

تمام شب پورب کی ہوا رہی - اور کپڑون پر خفیف نمی آگئی - تمام دن ہوا کا وہی رخ رہا بعض اوقات ہوا کے موقوف ہو جانے سے گرمی ہو ہو گئی اور دھوپ کی شدت تو سات یوم کے بعد آج ہی محسوس ہوئی ہے اب ہمارا اسٹیمر خاص بحر عرب مین ٹھیٹھ ملک عرب کے دکن چل رہا ہے اسٹیمر کو پانی مین شور مچاتا پاکر قرب و جوار کی چھوٹی چھوٹی مچھلیان اس کثرت سے

اُڑتی ہین جیسے بسیرے کے وقت دیہات مین جھنڈ کی جھنڈ چڑیان آبادی کے گرد درختون پر آتی ہوئی نظر آتی ہین۔ یہ مچھلیان کچھ بھمیری سے کم نہین اُڑتین اور اُڑنے مین پانی پر تھپیڑ کھا کھا کر اور کبھی دور اُڑتی چلی جاتی ہین اور بالآخر آنکھون سے دریا مین غائب ہوجاتی ہین۔ منجملہ ان مچھلیون کے ایک پرسون اور ایک کل بھی ہمارے اسٹیمر پر آپڑی تھین اور تا دیر مسافران جہاز کا مشغلہ رہین۔ اُنکو زندہ رکھنے کی غرض سے جیسے ہی اُنکو شیرین پانی مین ڈالا وہ مرگئین۔ عجب خدا کی شان ہے کہ ایسے نمکین پانی مین جو بالکل زہر ہے اور زبان پر رکھو تو زبان کٹی جاتی ہے یہ مچھلیان پرورش پاتی ہین اور ایسی چمکدار ہین جیسے دیاسلائی کا مصالحہ لیکن ایسے شیرین پانی مین جو ہماری حیات کا باعث ہے اُنکی روح فنا ہوتی ہے۔ ان مچھلیون کی صورت ابابیل سے بہت مشابہ ہے قدمین تو البتہ اُنسے چوگنی ہین۔ اِنکے پر بہت لمبے ہین اِسی وجہ سے یہ ہوا مین تیرتی ہین۔ آج کپتان جہاز کپتان یوز صاحب نے بہ سلسلۂ گفتگو مجھ سے فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ ۶ یا ۷ بجے صبح کو جمعہ کے روز عدن مین داخل ہوجائینگے۔ اور صرف دو گھنٹہ وہان قیام کر کے جدہ کی طرف چلدینگے۔

ناخدا علی صاحب جو مہتمم اسٹیمر منجانب کمپنی ہین فرماتے ہین کہ اسوقت

۲۵ ۔ مسافر ایک اسٹیمر پر سوار ہین ۔

کل شام سے دریا بالکل خاموش اور بہ سطح مستوی قائم نظر آتا ہے اسٹیمر بڑی خوبی کے ساتھ پانی پھاڑتا اپنا راستہ بناتا ہوا بلا تکان کے چلا جاتا ہے ۔

۲۵ - اپریل ۱۸۹۴ء ۱۸ - ۱۹ شوال ۱۳۱۱ھ

اگرچہ کل شام سے ہوا نے پھر مغرب کا رخ لیا ہے مگر بہت خفیف ہے اور دریا بدستور خاموش و مسطح ہے ۔ شب کو بڑے آرام سے سو کر سویرا کیا اور تمام دن خوبی کے ساتھ گذرا ۔ اکثر لوگون کو یہ سُنکر تعجب ہوگا کہ حاجیون مین سرقہ کے جرائم ۔ مگر یہ واقعہ تو سچا ہے ابھی تین دن ہوے جب مجھسے آکر ایک بیچارے تنق کے مسافر نے جو حاجی کے نام سے عنقریب موسوم ہونے والا ہے یہ ذکر کیا کہ کسی ناخدا ترس نے اُسکا غلہ کا گٹھیا کاٹا اور ایک اونی لوئی بھی چرالی ۔ مجھ سے وہ غریب مسافر بار بار تدبیر پوچھتا تھا اور مین سوا اسکے بحالت مسافرت اور کیا راے دے سکتا کہ کپتان اسٹیمر سے جاکر رپورٹ کرو ۔ ہنوز یہ قصہ پورا نہین ہوا تھا کہ آج ایک اور بھلا مانس اول درجہ کا مسافر ایک پریشانی کے عالم مین مبتلا نظر آیا اُسنے بیان کیا کہ اسکا ایک ریل بیگ جسمین علاوہ اور اشیا کے تیس روپیہ نقد بھی تھے کوئی اُٹھالے گیا ۔ ہرچند تلاش کیا پتہ نہ لگا ۔

یہ تو کوئی باور نہ کریگا کہ جو مسلمان حج کو جاسے وہ چوری کرسے اور بوجوہ عقلی یہ بھی قرینہ نہین کہتا کہ ملازمان جہاز یا خادمان حجاج جو جہاز مین محض حجاج کی خدمتگاری سے تمتع اُٹھانے کے واسطے سفر کرتے ہین سرقہ کے مرتکب ہون۔ ان سب وجوہ پر نظر کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضرور کوئی شخص سارق بہ لباس حاجی ہمارا ہمسفر ہے جسکو ہم پارسائی کے لباس مین دیکھ کر فریب کھاتے ہین دوسرون کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے تو شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا یہ مقولہ پورا تسکین بخش ہے۔

هر کرا جامہ پارسا بینی	پارسادان و نیک مرد انگار

مگر اپنے مال کے تحفظ کے واسطے شیخ ممدوح نے یہ صاف نصیحت فرمائی ہے کہ۔

نگہدار آن شوخ در کیسہ دُر	کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

اسمین کوئی شک نہین کہ حفاظت اپنے مال کی مقدم ہے۔ ایک ہندی مثل ہے کہ۔

مال نہ راکھے آپنا اور چورون گالی دے

ایسے بھی بندے خدا کے ہین کہ معصیت کا کوئی لحاظ نہین کرتے نہ اپنی حالت کو دیکھتے ہین اور حج کو چل کھڑے ہوتے ہین۔

اسی جہاز مین حج کے جانے والون مین سے تین شخص ایسے موجود ہین جنھون نے دھوکا دھڑی سے جہاز پر چڑھ لیا اور اُنکے پاس خرچ کے نام سے ٹکہ بھی نہین ہے مالک جہاز کو اپنے دغل فصل سے محصول جائز کے لینے سے محروم کیا اور خود بھیک کے ٹکڑون پر گذر کر رہے ہین۔ خدا جانے اُنکا کیا حشر ہوگا۔ کاش جہاز کی روانگی سے پہلے بندرگاہ پر معقول طور پر جانچ کر لیجاتی تو نہ مالک جہاز کو نقصان پہونچتا نہ یہ ناعاقبت اندیش زحمت وخطرہ مین پڑتے۔ ایسے امور گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ہین۔

۲۶۔ اپریل ۱۸۹۴ء۔ ۱۹ شوال ۱۳۱۱ھ

ہمارا جہاز بفضلہ بدستور مستقل خوش خرامی سے دریا پار ہوا چلا جاتا ہے آج صبح سے لوگون نے خطوط لکھنا شروع کر دیے تاکہ کل صبح عدن کے ڈاکخانہ سے روانہ کرسکین۔

کل والا ریل بیگ تو پڑا ہوا بفضلہ مع اشیاے محمولہ کے ملگیا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو کسی نے چُرایا نہ تھا بلکہ اسباب کی نقل وحرکت سے اُسکی گمشدگی تھی۔ آج صبح کثرت سے مچھلیون کے غول کے غول دریا مین کودتے ہوے دور تک نظر آئے انمین سے کوئی مچھلی دس سیر وزن سے کم نہوگی۔ تمام دن خیر وعافیت سے گذرا چار بجے شام سے ہوا مین

کسی قدر تیزی آگئی ہے۔

۲۷- اپریل ۱۹۱۴ء شنبہ ۲۰ شوال ۱۳۱۱ھ

کل شام کو ایک بھاری غول آبی چڑیون کا افریقہ کی جانب سے اڑتا ہوا اور جانب ساحل عرب جاتا ہوا نظر آیا۔ جہانتک نگاہ شناخت کرسکتی تھی یہ غول بطون کا معلوم ہوتا تھا قریب غروب آفتاب کے پہاڑ کا سلسلہ عرب کے جنوبی ساحل پر دکھلائی دیا۔ اور اُسی وقت سے لوگون نے عدن پہونچنے کا وقت شمار کرنا شروع کردیا۔ کراچی سے عدن (۱۴۶۰) میل ہے اور ہمارا اسٹیمر فی گھنٹہ ۹½ میل چلتا ہے پس اس حساب سے چونکہ ۲۱- اپریل کو چھ بجے شام کو کراچی سے چلے تھے کل چار بجے صبح عدن پہونچ جاوینگے۔ یہ حساب بالکل صحیح اُترا۔ آج قریب چار بجے صبح کے بندر عدن کی جہازی روشنی پہلے پہل مجھ کو دکھائی دی اور پھر تو متواتر پہاڑیان نظر آنے لگین رفتہ رفتہ اسٹیمر بندرگاہ پر پہونچا۔ اور چھ بجے سے قبل اُسنے لنگر کیا۔ صبح کی نماز سے قبل قبلہ کی سمت پر نمازیون مین تادیر بحث رہی اور انجام کار لطف وخوبی کے ساتھ یہ مسئلہ طے ہوا۔ جہاز سے تو اُترنے کا کپتان صاحب نے کسی کو حکم دیا ہی نہ تھا پس جو سیر تھی وہ جہاز ہی پر سے تھی۔ بعد نماز فجر کے بندرگاہ کی عمارتین اور پہاڑیان دھوپ کے لمعے سے سنہری چمکتی ہوئین دریائی صحن پر عجب

پر فضا اور فرحت افزا نظر آئین اور اس بہاری سطح سبز مینا کار آب روان کے
فرش پر رنگ برنگ کے اسٹیمر اور خوشنما چھوٹی بڑی دخانی کشتیان اور ننھی
ننھی سی زورق ادھر سے ادھر گھومتی کیسی بھلی معلوم ہوئین کہ سبحان اللہ اس
منظر کا تماشا ہنوز حجاج کی نگاہ نے سیر ہو کر نہ دیکھا تھا کہ اتنے مین چھوٹی
چھوٹی کاٹھ کی ڈونگیون مین دس برس سے لیکر اٹھارہ برس تک کی عمر
کے بچے جہاز کی طرف ڈونگی کھیتے ہوے باہم عربی مین گلچپ کرتے
غول کے غول نظر آئے اور افتان وخیزان ننھی ننھی ڈونگیان دوڑاتے
ہوئے ایک آن واحد مین جہاز کے متصل آن ہی پہونچے اور انھون نے
جہاز کے گرداگرد چکپھیریان کھاتے ہوے یہ کہنا شروع کر دیا کہ حاجی
ڈالو۔ یا حاجی ڈالو۔ دو آنہ ڈالو۔ ہر بچہ کا چہرہ خوشی سے بشاش ہاتھون سے
کشتیان بے تکان چلائے جاتے ہین۔ پانؤن سے دریا کا پانی اچھالتے
جاتے ہین لیکن نگاہ حاجیون کے ہاتھ سے لڑی ہوئی ہے کہ دیکھین
حاجی کیا پھینکتے ہین۔ اسوقت سب کے سب مسافران جہاز حسب حیثیت
وشوق مٹھیون مین دوانی وچوانی اور پیسے دابے ہوے ان بچون سے
مخاطب ہوئے اور ایک ایک نے تانبہ کا پیسہ یا دوانی اور چوانی دریا
مین ڈالنا شروع کی۔ ہر ایک پیسہ وغیرہ گرنے پر جھنڈ کے جھنڈ بچے
اوسکے ساتھ دریا مین غوطہ لگاتے ہین اور جسکے ہاتھ جو پڑتا ہے وہ

جہاز کے مسافرون کو دکھا کر مُنہ مین رکھ لیتا ہے۔ اِن بچون نے ہمارے جہاز کے مسافرون کے پیسے کے بٹوے تو سب خالی کر دیے اور مُنہ اپنے بھر لیے بعضون کے شوق نے تو یہانتک نوبت پہونچائی کہ جب اپنے پاس کے پیسے ہو چکے تو قرض لیے مگر غواصی کا تماشہ بے دیکھے نہ چھوڑا۔ اِن غواص بچون کے شناور ہاتھون نے چاندی کے تو ایک بھی سکہ کو تہ پر نہین جانے دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہاتھ ہی مین لیکر دریا مین کودتے تھے۔ جو بچہ غواصی سے تھک جاتا تھا وہ ایک لمحہ اپنی کشتی پر چڑھ کر دم لے لیتا تھا الغرض تادیر یہ لطف کا مشغلہ رہا۔ جب عدن کا پورٹ سرجن مسافران جہاز کا معائنہ کر گیا تو بعض عدن کے دکاندار گوشت۔ مچھلی۔ کھجور۔ حلوا۔ سوڈا واٹر۔ سبز مرچ وغیرہ لیکر ہوپنچے اور حجاج کے ہاتھون من مانے دامون بیچ گئے۔ ہمارے طباخ نے بھی ۸ کا ایک سیر گوشت بکری کا خرید کیا۔ یہ بندرگاہ ایسے عمدہ موقع پر واقع ہے کہ تمام یورپ۔ افریقہ شمالی اور خود عرب سے جسقدر جہاز ہند کو آتے جاتے ہین وہ بالعموم اسی بندر سے ہو کر گذرتے ہین۔ کثرت سے جہازون کی آمد و رفت یہان لگی رہتی ہے جس سے بندرگاہ کو بڑی بھاری رونق ہے۔ مصری ڈاک کا اسٹیمر بھی یہان رہتا ہے لیکن وہ ہندی کو سوار نہین کراتا۔ ہمارے جہاز کا ہردلعزیز کپتان جب جہاز سے

اُترکر گیا تو سب مسافرون کے خطوط ڈاک مین ڈالنے کو اپنے ہمراہ لے گیا
ایک بجے دن تک اسٹیمر نے انجن کے واسطے پتھر کا کوئلہ بار کیا اور بعد
دو بجے دن کے لنگر اُٹھایا اِس بندر پر نو مسافر جہاز سے اُترے اور سات
شخص واسطے روانگی حج کے سوار ہوے۔ ہمکو یہ حسرت رہگئی کہ شہر عدن
کی سیر نہ کر سکے۔ اِس بندرگاہ سے عدن خاص پانچ میل کے فاصلہ پر ہے
یہ پہاڑی ملک ہے عدن سے پہلے تو دو ہی تین اسٹیمر روزمرہ دکھائی
دیا کرتے تھے جو مغرب سے مشرق جایا کرتے تھے۔ مگر آج تو کوئی اسٹیمر
دکھائی دیے علاوہ اُن اسٹیمرون کے جو بحالت قیام بندرگاہ عدن
کے نظر آئے تھے اور جنکی تعداد پانچ سے کم نہ تھی۔ پانچ اور اسٹیمر
عدن کو جاتے ہوئے تین بجے دِن سے چھ بجے شام تک ملے۔

۲۸- اپریل ۱۸۹۴ء ۲۱- شوال ۱۳۱۱ھ

آج شب کو بھی کئی اسٹیمر عدن کو جاتے ہوئے ملے۔ بارہ بجے
شب سے پورب کی ہوا بہت تیز ہے۔ اور آسمان پر جا بجا ابر نظر آتا ہے
صبح کے ستارے نے آج بڑا تماشا کیا کبھی تو ابر مین مُنھ چھپاتا تھا اور کبھی
چاند کے مقابل ہو جاتا تھا۔ اسی حیص بیص مین صبح ہو گئی اور آفتاب نے
نکل کر دونون کا فیصلہ کر دیا۔ صبح سے کامران کے قصے ہر شخص کی زبان پر
تھے اور جون جون مقام قرنطینہ نزدیک آتا جاتا تھا آپسمین چرچا بڑھتا جاتا تھا

حتی کہ بعد دوپہر کے دور سے پہاڑیان نظر آچلین اور رفتہ رفتہ خلیج کا راستہ
جہاز نے پکڑا۔ اور پانچ بجے شام کو کامران کے کنارے جہاز نے لنگر کیا۔
کپتان صاحب مع ڈاکٹر صاحب کے ایک زورق پر سوار ہو کر بندرگاہ پر
گئے اور بعض ترکی سپاہی اپنے ہمراہ جہاز پر لائے۔ آتے ہی کپتان صاحب
نے مجھ سے فرمایا کہ کل صبح آفتاب نکلنے پر مسافر جہاز سے اُترینگے اور قرنطینہ
مین رہینگے۔ بہت سے لوگ تو بالکل تیار ہی ہو بیٹھے تھے اور اُنکو پورا
یقین تھا کہ شام ہی کو اُترجانا پڑیگا۔ لیکن جب کپتان سے شب باشی کی
خبر پاچکے تو کمرین ڈھیلی کین اور اپنے کاروبار مین مصروف ہوے۔

۲۹-اپریل ۱۸۹۴ء ۲۲-شوال ۱۳۱۱ھ

مقام کامران

شب کو جہاز ہی مین سونا پڑا۔ چونکہ انجن جہاز کا چلنا موقوف تھا
لہذا پمپ سے پانی کا آنا بھی بالکل موقوف تھا۔ صبح اُٹھکر ہر شخص لوٹہ لیکر
پمپ پر دوڑتا تھا اور جب پیچ گھما گھما کر عاجز آتا تھا تو کہتا تھا کہ کل بگڑ گئی
آج تو پانی کا ایک قطرہ نہین نکلتا۔ اکثر لوگون نے ڈول رسی سے کام لیا
مگر ایک قوی ہیکل بخاری نے بڑی ہمت کی سمندر سے بھر بھر کر ڈول
نکالنا اور پانی پانی پکارنا شروع کیا۔ اور بیسیون لوٹے بھر دیے۔ آج لوگ
پھر رات رہے سے جاگ ہر ہی گئی۔ ہر شخص اپنی تیاری مین مصروف ہو

دن نکلنے سے پہلے ہی کنارے سے کشتیان چل اُٹھین اور مسافرون کے
اُتارنے کے واسطے جہاز کے نیچے آلگین۔ جیسے ہی کہ کشتی سیڑھی پر لگائی
گئی مسافرون کی بھرمار ہوگئی۔ جہاز مین جان پڑگئی۔ ایسا شور برپا تھا کہ
کان دھری آواز نہین سُنائی دیتی تھی۔ ہرچند کہ بہت سے لوگون نے
ایک روپیہ فی صندوق اور آٹھ آنہ فی بورا دے کر کپتان کو اپنا مال
واسباب حوالہ کردیا تھا تاکہ بعد قرنطینہ کے پھر جہاز پر آکر لے لیوین اور
نقل وحرکت کی تکلیف سے نجات پاوین تاہم تھوڑی کرکے
ضروری چیزون کا ہر شخص کے پاس انبار تھا۔ صندوق پر صندوق اور
بورے پر بورا چل اُٹھا اور دھکا مکی ہو چلی۔ اَب کوئی کسی کی نہین سنتا۔
ہر شخص اسی فکر مین تھا کہ سب سے آگے مین ہی چلا جاؤن۔ اتفاق سے
مین یہ تماشا دیکھنے کو کشتی پر پہلے ہی سے جا بیٹھا تھا۔ مجکو تو بخاریون کو
دیکھ کر عجب ہوا۔ اول تو وہ لوگ بالعموم لحیم شحیم تن وتوش کے آدمی مین
اور آدمی کیا ہین دیو ہین اور پھر اُسپر یہ طرہ کہ قد سے بھی زیادہ بھاری
صندوق وبورے اپنی اپنی پیٹھون پر لاد کر بیس بیس سیڑھی کا زینہ
بلاتکلف اُترتے چڑھتے چلے جاتے ہین اور ناؤ پر بوجھ سمیت پاؤن
جماتے چلے آتے ہین۔ ہماری کشتی تو آن واحد مین بھر گئی اور جو لوگ
رہ گئے وہ اور کشتیون مین چڑھتے چلے گئے۔ ایسا اکثر ہوا کہ ایک غل کا

ایک شخص کہین اور دوسرا کہین سوار ہوا - اور منجملہ اسباب کے کوئی شے
کہین اور کوئی شے کہین رہی - بہرحال چار کشتیان اس کام پر مامور تھین
اور وہ باری باری سے مسافرون کو جہاز سے اُتار کر کنارے پر پہونچانے
لگین سب سے پہلے کشتی تو وہ تھی جسنے ہمکو کامران کی چہ پر اُتارا
اور ہماری عجلت کرنے کا سبب یہ تھا کہ ہم پہلے اپنے گروہ رفقا کے
واسطے مقام قرنطینہ مین پہونچکر معقول اور آسائش کی جگہ پسند کرلین خیر
کشتی سے تو کسی طرح جھٹ پٹ اُتر آئے لیکن دس پندرہ قدم چلکر
ایک ترک ملا جسنے علیک سلیک کے بعد کچھ ٹوٹی پھوٹی انگریزی مین مجھ
سے کہا کہ چند منٹ تک ہم لوگون کو اُسکے چھپرون مین بغرض تبدیل ہوا
ٹھہرنا ہوگا - جب چھپر تلے گئے تو ایک ڈاکٹر ہمسے مصر ہوا کہ ہم اپنے
کپڑے جسم سے اُتار دین تاکہ اُنکو بخور دیدیا جاے - ہماری برہنگی رفع
کرنے کی غرض سے سِلے سِلائے صاف وستھرے سفید ولالنبے
قمیص دیے گئے سب نے ہنسی خوشی یا قہرًا وجبرًا اپنا کپڑا اُتارا
اور عاریت کا جامہ پہنا یہی مغتنم تھا کہ کوٹ کے سوا اور کپڑون کے
اُتارنے مین ڈاکٹر نے اصرار نہین کیا اور ہر طرح کی آسانی دی اور
خوش زبانی اور خوش اخلاقی سے پیش آیا - اسوقت جسقدر لوگ
کشتیون سے اُترے سب کے گلون مین سفید قمیص ڈالے گئے

یہ جلسہ بھی لطف سے خالی نہ تھا۔ سوائے چرمی چیزون اور دستی
چھڑیون کے جو کپڑے کی قسم سے اُسوقت مسافرون کے پاس تھا
سب اسی جگہ رکھوا لیا گیا اور ہماری قمیصون والی اُجلی پلٹن کو ڈاکٹر
نے ایک دروازے سے دوسرے احاطہ مین چلے جانے کا ایما کیا
اُس احاطہ کے ایک کمرے مین بخور والی کل رکھی تھی اور ایک فرنچ
وہان کام کرتا تھا۔ ڈاکٹر تو انگریزی مین باتین کرتا تھا مگر وہ فرنچ تو
مشکل سے انگریزی سمجھتا تھا تا دیر اُس احاطہ مین منتظر رہنا ہوا کہ
دیکھین اب کیا ہوتا ہے۔ ہمارے احاطہ مین بند ہو جانے کے بعد
اور لوگ بھی غول کے غول اُسی حیثیت سے آنا شروع ہوئے
جنسے ہماری تعداد مین بیشی ہوتی گئی۔ جو جو اسباب کہ گٹھریون
یا صندوق وغیرہ مین بند تھا اُسپر تو دوا کا پانی چھڑکا گیا اور کپڑے
جو اُتارے گئے یا بستر سے جو کھولے گئے تھے وہ بلا لحاظ ما و شما کے
سب ایک کل مین ڈالے گئے اور اُنکو بخور دیا گیا۔ جب بخور
دیا جا چکا تو کل سے وہ گڈ کپڑے کا نکالا گیا اور اُمینن سے بلا کسی تمیز
کے جتنے جتنے کپڑے ہاتھون مین آتے گئے نکال نکال کر ملازمان
مشین صحن احاطہ مین پھینکنے لگے اُسوقت سب کی نگاہین اپنے اپنے
کپڑون کی تلاش مین جمی تھین۔ کپڑون کے چارون طرف سفید قمیصون والون کا

ہجوم تھا لیکن پہچاننے پر بھی کوئی شخص اپنا کپڑا نہین نکال سکتا تھا اسوجہ سے
کہ متواتر کپڑون پر کپڑے پھینکتے چلے جاتے تھے اور اگر کسی تیز دست
نے نگاہ لڑا کر کپڑے پر ہاتھ بھی مارا تو بھبکتے گرما گرم کپڑون کے انبار
سے نکالنا دشوار ہوا۔ نہ تو ہاتھ ایسا بیجان کہ گرم بھاپ کا متحمل ہو سکے
نہ کپڑے مین اتنی جان کہ بغیر پھٹے اُس دباؤ سے نکل سکے۔ انجام کار یہانتک
انتظار کرنا پڑا کہ ہوا کے جھونکون نے کپڑون کی بھاپ اُڑا کر ٹھنڈا کیا
پھر تو خوب اُلٹ پلٹ شروع ہوئی اور سب نے اپنے اپنے کپڑے
پہچان کر پہنے تھوڑی دیر کے بعد سب باہر نکلے لیکن جون ہی قدم
بڑھانا شروع کیا کہ ترک سپاہیون نے روک ٹوک مچائی نہ ہم اُنکی سمجھین
کہ کیا مقصود ہے نہ وہ ہماری سمجھین۔ خدا خدا کر کے ایک راستہ پایا جدہر
سے قرنطینہ کے جھونپڑون مین جا پہونچے۔ یہ ترکی گارد خدا جانے دیہاتی
پولیس تھا یا کیا۔ بندوقین تو اُنکے ہاتھون مین ہنری مارٹینیز ریفل
دکھائی دیتی تھین اور کارتوسون کی پیٹیان بھی اُنکی گردنون مین آویزان
تھین مگر جیسی اُنکی وردی شکستہ بدرنگ پھٹی پرانی تھی ویسی ہی اُنکی
بندوقین زنگ آلودہ اور انتہا کی کثیف تھین۔ خیر ہمکو اس سے کیا ہم نے
جھونپڑون کا راستہ لیا جو دو قطارون مین بارک نما صرف لکڑی و
چٹائی کے بنے ہوے تیار تھے۔ اپنے رفقا کے واسطے ایک آخری جھونپڑا

مین نے پسند کرلیا اور اب یہ فکر پیدا ہوئی کہ اپنے ہمراہی اور اسباب کو
ترتیب و آسانی سے لوا لادین جب پھر اُسی جگہ پہونچے تو نہ پوچھو کہ کیا حشر
برپا تھا اب تو وہان آدمی کا انبوہ کثیر تھا اور سلطانی حمال مسافرون کی
چیزون پر چیزین پٹخ رہے تھے۔ بعض چیزون کی صورتین تو دھڑ پٹک
مین ایسی مسخ ہوگئی تھین کہ مالکون کو بھی اُنکی پہچان مین تکلف تھا۔ مین نے
خود دو بار ایک ضعیفہ کو اُسکا مشکیزہ اُٹھا اُٹھا کر دیا مگر پانی کے بہ جانے
اور ریت مین لپٹ جانے سے اُسکی ایسی مٹی خراب ہوئی تھی کہ وہ ضعیفہ
بڑے شد و مد کے ساتھ مجھ سے کہتی تھی کہ یہ مشکیزہ اُسکا نہین اور بالآخر اُسی کا
نکلا۔ بارے بڑی خوبی کی یہ بات تھی کہ ہر مسافر کے دل مین خوف الٰہی
غالب تھا اور دوسرے کی چیز پر دست درازی کرنا تو درکنار خود اپنی چیزون
کی شناخت مین تکلف تھا۔ ہان چیزین اکثر خلط ملط ہوئین اور گم بھی ہوئین
خیر یہ قصہ تو طول ہے۔ ہمارے مخدوم مولوی ابو الحسن صاحب نے
تو اِس ضعیفی مین جوانون سے بڑھ کر کام کیا اور ہمہ تن مستعد ہو کر مشین
ہوس پر جا کھڑے ہوئے جہان مسافرون کی گھچ پچ اور اسباب کی
ریل پیل مچی ہوئی تھی۔ خیر جہاز پر سے ہمارے آدمی اور چیزین آ چکی تھین
مگر نہ کوئی حامی نہ مددگار نہ کوئی مزدور ملتا ہے نہ کوئی اعانت کرتا ہے
اب ہم اور ہمارا سارا اسباب جفا و کفا تھوڑا تھوڑا کر کے آقا و نوکر نے ملکر

اسنے قیامگاہ پر اسباب پہونچایا۔ لوگ کہتے ہین کہ صرف سال حال مین ایسی
بدنظمی ہے ورنہ پارسال تک حجاج کی امداد کے واسطے قلی کثرت سے
ملتے تھے۔ امسال تو یہ کیفیت ہے کہ سونے کے وزن پر مزدور ڈھونڈھنا ہو
تو بھی نہین ملتے۔ اسباب تو جیسے تیسے فرودگاہ پر پہونچ گیا مگر کھانے
پینے کا کہین ٹھکانا نہین۔ نہ تو یہ علم تھا کہ اِس خرابی و پریشانی سے جہاز
سے مقام قرنطینہ پر پہونچینگے نہ یہ معلوم تھا کہ اسباب ڈھوتے ڈھوتے
صبح سے دوپہر ہوجاویگی نہین تو یہ ممکن تھا کہ جہاز پر سے کچھ ناشتہ لیکر اُترتے
یہ تو جو ہوا سو ہوا بھوک کے مارے دم نکلا جاتا ہے۔ اَب بجز اِسکے کوئی
تدبیر نہین سوجھتی کہ صندوق کھولین بسکٹ نکالین اور کھائین ایسا ہی
کیا بسکٹ نکالے خود بھی کھائے اور دوسرے لوگون کو کھلائے میٹھا
پانی پڑا پڑا یا کسی مشک یا ظرف سے بکمال احتیاط پیا اور صبر کیا پانی کا
کہین پتہ نہین ملتا نہین معلوم کہان سے اور کیونکر ملیگا۔ نہ تو ملازمان
قرنطینہ ہمارے پاس آتے ہین نہ ہمکو پاس آنے دیتے ہین نہ بھوک
پیاس کی خبر لیتے ہین عجب حیرانی ہے کس سے کہین اور کیونکر پانی مانگین
جسکو دیکھا پانی پانی پکارتا نظر آیا۔ لاحول ولا قوۃ یہ عجیب تماشا ہے
کہ تحفظ صحت کی غرض سے تو قرنطینہ مین اُتارے جاوین اور پھر پیاسے
پیاسے مارے جاوین۔ لکڑی اور پانی کے انتظار مین شام ہوگئی

پانچ بج گئے تو بھی لکڑی نہ ملی۔ مگر اسوقت یہ خبر ملی کہ تھوڑا تھوڑا پانی تقسیم ہوگا ٹکٹ لینے کو جھونپڑے سے باہر نکلو۔ الغرض جھونپڑے سے باہر نکلے تو ایک عرب چوکیدار نے ایک ٹکٹ ٹین کا مثل دستور جہاز کے ہاتھ مین رکھا۔ اسکو غنیمت سمجھے ٹکٹ لیے اور آدمی دوڑے تو ایک آدمی کو اتنا پانی ملا کہ سوا اپنے کسی دوسرے کی پیاس نہ بجھا سکے۔ خوشی اسکی تھی کہ پانی تو ملا خواہ کتنا ہی قلیل ہو لیکن جب منھ لگایا تو معلوم ہوا کہ پانی جو ملا وہ شیرین نہین ہے مگر ایسا بھی کھاری نہین ہے جیسا کہ سمندر کا پانی۔ بہرحال دن ڈوبے اِس جھونپڑے کا چوکیدار ایک لالٹین لایا اور بیچ مین لٹکا کر روشن کر گیا ہمنے تو کسی ڈھب سے کام نکالا اور شام کا کھانا پکوا کر کھایا مگر بہت سے مقدور والے اور غریب بھوکے سو رہے۔

۳۰- اپریل ۱۸۹۴ء ۲۴ شوال ۱۳۱۱ھ

مقام کامران

کل تو کسی کو اتنا ہوش ہی نہ تھا کہ آپسین بیٹھین اُٹھین۔ ہر شخص محنت سے چور تھا لیکن آج صبح سے سب کو آب و خور کی فکر نے گھیرا۔ بڑی تسکین تو لوگون کو اِس سے ہوگئی کہ صبح ہی صبح ہیزم سوختنی ایک جگہ انبار ہونا شروع ہوگئی۔ لوگ ہاتھون ہاتھ لے گئے اور اپنے دھندے مین

مصروف ہو گئے۔ آٹھ بجے دن کو ڈاکٹر صاحب کے ملاحظہ کی سیٹی بجی سب لوگ اپنی اپنی بارکون سے نکل قطار باندھ کر باہر کھڑے ہو گئے ڈاکٹر صاحب نے سب کو ایک نظر دیکھا شمار کیا اور بارکون کا چکر بھی دیا اسوقت پانی کے ٹکٹ تقسیم ہوے۔

آج شام کو مجھ سے اور ڈاکٹر مسٹر زونوفن سے تادیر گفتگو رہی۔ یہ ڈاکٹر اہل فرانس خوش اخلاق آدمی ہین۔ حجاج کے کارخاص پر اس جزیرۂ کامران مین تین سال سے تعینات ہین مگر اُنکی باری کا یہ سال آخر ہے چھ مہینہ تک زمانۂ حج مین ڈاکٹر کی تعیناتی یہان رہتی ہے یہ جزیرہ جسکا نام کامران ہے ایک اُجاڑ ٹیکرا بالو اور کنکر کا ہے اور باوجود کہ چھوٹی چھوٹی تین آبادیان بھی اسمین پائی جاتی ہین مگر کھیتی کا کہین نام نہین ہے۔ سبزے کے نام سے چند پریشان کھجور کے درخت جہان تہان نظر پڑتے ہین۔ قرنطینہ والون کے واسطے خاص حدود معین ہین جنکے باہر نہین جا سکتے۔ جا بجا حدود پر سلطانی سپاہی روک ٹوک کے واسطے تعینات ہین اور شب و روز بکمال مستعدی اپنی خدمات کو انجام دیتے ہین اِس جزیرے مین جو لوگ آباد ہین وہ چٹائی۔ چارپائی۔ کپڑا وغیرہ دستی چیزین بناتے ہین اور دوسری سرزمین ملحقہ سے اپنی گذر اوقات کرتے ہین۔ یہان کے لوگ سیہ فام بے ڈول۔ بدرو ہین۔

لیکن خلیق اور ایماندار ہین۔ یہان جو خال خال افسر نظر آتے ہین وہ
اکثر فرانس والے ہین اور حمار کے سوا اُنکے پاس سواری کو کچھ نہین
ہے مع اسسٹنٹون کے چھ ڈاکٹر یہان تعینات ہین۔ ڈاکٹر صاحب
فرماتے ہین کہ قرب و جوار کے دیار سے اس مقام کی آب وہوا اچھی
ہے۔ اور قرنطینہ کے واسطے مناسب ہے۔ اِس جزیرے کی زمین پر
جو ریت مجتمع ہے وہ بالکل دریائی جانورون کی ہڈیون کی ہے اور جو
کنکر کا بھاری ٹیکرا ہے اسکو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مچھلی۔
گھونگھا۔ سنکھ۔ کوڑی وغیرہ اقسام کی ہڈیان مجتمع ہوکر ایک جسم ہوگئی
ہین اور اُنمین حجریت آگئی ہے۔ جن مکانات ساختہ چٹائی مین ہم مقیم
ہین اُنکا فرش زمین بالکل ریت ہے اور ریت کا ہونا بہت ہی سودمند
اِسوجہ سے ہے کہ یہ ریت ہر قسم کی رطوبت کو فوراً جذب کرلیتی ہے
چاہے جسقدر حجاج پانی ڈالین اور تر چیزین پھینکین بالو کی قوت جاذبہ
سے وہ بالکل خشک ہوجاتی ہین اور عفونت نہین ہونے پاتی۔ اِس
جزیرے مین رطوبت زیادہ ہے۔ پانی ایک کنوئین سے پینے کے
واسطے یہان آتا ہے لیکن پانی کھاری ہے اور بدرجۂ لاچاری وہ استعمال
کیا جاتا ہے اگر سلطنت کی توجہ ہو تو یہ پانی کی خرابی فوراً رفع ہوسکتی ہے
اور پانی صاف و شیرین بنایا جاسکتا ہے۔ جو تین قریون مین لوگ

آباد ہین اُنکی بیشتر معاش مچھلی ہے اور زمانۂ حج مین مزدوری سے روپیہ
نقد کماتے ہین حجاج کی آسانی کے واسطے آج صبح سے ایک کان بھی
یہان کھولی گئی ہے جسمین سوا ے نمک۔ چانول۔ قند اور کھجور کے اور کچھ
فروخت نہین ہوتا۔ کھجور تو اِس ملک والون کی خاص غذا ہے اور وہ بہ نسبت
دیگر اشیا کے ارزان بھی ہے دُنبہ بھی فروخت کے واسطے لوگ لاتے ہین
مگر وہ ضعیف العمر و لاغر ہین اور قیمت مین چھ روپیہ سے کم کوئی نہین بعض
عرب مچھلیان بھی فروخت کرتے پھرتے ہین۔ جسقدر لوگ کہ اسوقت
قرنطینہ مین ہین یعنی جو کہ حسینی جہاز کے مسافر ہین وہ بالعموم تندرست
ہین۔ البتہ ایک بنگالی نے قرنطینہ مین آکر آج انتقال کیا اور ایک شخص
سندھی عارضۂ اسہال کا مبتلا ہے اور شفا خانہ مین زیر علاج ہے
شاذ و نادر کسی کو بخار یا درد سر ہے لیکن کوئی شخص کامران کی آب و ہوا
کی وجہ سے بیمار نہین ہوا۔ جو لوگ کہ ابتک ممبئی سے لیکر یہانتک فوت
ہوئے وہ فی الواقع اُسوقت بھی بیمار تھے جبکہ جہاز پر سوار ہوئے تھے
کاش اُنکی تندرستی کی جانچ جہاز مین چڑھنے سے پہلے ہو جاتی تو وہ
دریائی سفر سے باز رکھے جا سکتے تھے بعض لوگ جو اپنی زیست سے
بوجہ عارضہ کے تنگ آجاتے ہین وہ حج کو چل اُٹھتے ہین اور دِل مین
یہ نیت کر لیتے ہین کہ اب وہ راہِ خدا مین جان دینے جاتے ہین

لیکن اِس قسم کا خیال اُن لوگون کی نادانی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے
مریضون کے واسطے شرعاً حج کے واسطے سفر کرنا جائز نہین ۔

خداوند کریم کا بہت بڑا شکر ہے کہ موسم مین ہنوز وہ گرمی پیدا نہین ہے
جو ہونا چاہیے تھی۔ اِسوقت تک ٹھنڈی مغربی ہوا چل رہی ہے اور ہر طرح
سے امن ہے اگر خلاف دستور موسم ٹھنڈا نہوتا تو بہت کچھ اندیشہ کا مقام تھا
کامران کے ایک چھوٹے قریہ مین جو یہان سے آدھ میل سے زائد نہین
ڈاک خانہ اور تار دونون موجود ہین اور ڈاکٹر کی معرفت تمام کام ڈاک و تار برقی
کا بآسانی ہوتا ہے۔ تین آنہ کے ٹکٹ مین ایک خط ۸ بھر وزن کا ہندوستان
جاتا ہے۔

یکم مئی ۱۸۹۴ء شنبہ ۶ - ۲۴ - شوال ۱۳۱۱ھ

مقام کامران

آج شب کو ہوا ٹھنڈی چلا کی اور خوب نیند آئی سب کے سب
میٹھی نیند سو رہے تھے کہ ہمارے رفقا مین سے ایک شب بیدار ہر دلعزیز میر صاحب
میر مہتاب علی حیدر آبادی نے بڑی خوش الحانی کے ساتھ اس اسم اعظم کا
ورد شروع کیا۔

یا حیُّ یا قیوم لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین
وانت امان الخائفین

بھینی بھینی خوش آوازی سے جب اِس مناجات نے دلگدازی
شروع کی تو سب کی آنکھیں کھل گئین۔ دیکھا تو نور کا تڑکا تھا اور مقبولی کا وقت
تھا ہر شخص جاگتا تھا مگر ہمہ تن گوش ایک سکتہ کے عالم مین پڑا تھا اُسکے
کی طاقت سلب تھی اور خیال کو یکسوئی حاصل تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ہمارے
رفیق و ہمدرد۔ ضعیف العمر جوان العبادت قادر پاشا صاحب بنگلوری
نے مسجد مین جاکر سوز دل سے اذان دینا شروع کی اور اللہ اکبر اللہ اکبر
کہکر سب کو کھینچ بُلایا۔ بعد نماز فجر کے ہمنے بسکٹ و چا ر سے صبح کا ناشتہ کیا
منجملہ حجاج کے جو ہمارے ہمسفر ہین اور جو ۱۶۔ بارکون مین ایام قرنطینہ
پورا کر رہے ہین۔ سب سے بھاری غول بخاریون کا ہے اور سندھی
لوگ بھی اُنکے ہم پلہ ہین اُنسے کم بنگالی اور اُنسے کم ہندی ہین۔ تھوڑے
سے افغان بھی ہین مگر سب سے کم میمن ہین۔ میمنون مین معزز اور ہمارے
ہمسفر عربی احمد و ہاشم جیا ہین۔ یہ صاحب آخر الذکر ازبس خلیق و بامروت
ہین۔ سنتے ہین کہ میمن دراصل ہندو تھے جو کچھ کے ملک مین آباد تھے
حضرت پیران پیر دستگیر محی الدین جیلانی کے زمانہ مین کسی وقت مابین
۱۷۴۔ اور ۵۶۲۔ ہجری کے کسی بزرگ کی ہدایت سے مسلمان ہوئے
اور مومن کہلائے لیکن کثرت استعمال اور غلط اللسانی کی وجہ سے مومن
سے میمن کہلانے لگے۔ یہ لوگ بالعموم سوداگری پیشہ ہین اور بمبئی مین اُنکے

بھاری سوداگر اکثر آباد ہین۔ کاٹھیاوار کے ملک مین یہ لوگ زیادہ پائے جاتے ہین انمین بھی سُنّی و شیعہ ہین۔

جو لوگ کہ دریا کے سفر کر چکے ہین جیسے کہ ہمارے ہمسفر پیرجی فضل علی صاحب ساکن مہم۔ وہ تو بلا کسی خرخشہ کے اطمینان کے ساتھ ہر طرح سفر کے متحمل ہین مگر بعضے نوگرفتار تو عجیب حالت رکھتے ہین۔ چوتھا دن ہے کہ وہ جہاز سے اُتر چکے ہین مگر ہنوز اُنکا سر چکر کھاتا ہے اور جہاز کے خیال مین جھوم جاتے ہین ایسا سمجھتے ہین کہ گویا ہنوز جہاز پر سوار ہین۔

۲۔ مئی ۱۸۹۴ء۔ ۲۵۔ شوال ۱۳۱۱ھ

مقام کامران

کل شام کو جب ڈاکٹر صاحب سے مجھ سے گفتگو ہوئی تو تحقیق ہوا کہ اب صرف چھ یوم قرنطینہ کے باقی ہین لیکن کل کا دن تو گذر گیا اب تو یہ خوشی ہے کہ منجملہ دس یوم کے آدھا زمانہ گذر گیا۔ اَب صرف آدھی میعاد قرنطینہ کی باقی ہے اور بڑی خوشی تو اِسکی ہے کہ کوئی شخص کسی متعدی عارضہ مین مبتلا نہین جو بندھی کہ پرسون شفاخانہ بھیجا گیا تھا اُسکو صبح آج مین نے بچشم خود جا کر دیکھا اَب وہ اچھا ہے۔ دست اُسکے بند ہین پلنگ پر آرام سے بیٹھا ہے۔ اَب صرف ضعف باقی ہے۔ یہ کامران وہ مقام ہے جہان سے چوتھا سال ہے کہ جہاز کا جہاز نامرادی کے ساتھ

لوٹا دیا گیا تھا میر مہتاب علی صاحب بھی جو اِس دفعہ ہمارے ہمسفر ہین
اُس جہاز کے مسافر تھے ۔ وہ کہتے ہین کہ وہ نادری جہاز تھا اُسمین رسالدار
ضمیر خان صاحب بریلوی بھی سوار تھے ۔ اگرچہ ایام سفر کے یہی تھے جو
آج کل ہین لیکن اُس دفعہ شدت سے گرمی تھی اور بہت سے مسافر تو
راستہ ہی مین لقمۂ دریا ہو چکے تھے اور جب قرنطینہ مین یہان آئے
تو ہیضہ نے وبا کی صورت پکڑلی اور جب بائیس روز تک پڑے رہے
اور ہیضہ کی وجہ سے نہ تو جانون کو نجات ملی نہ قرنطینہ سے کسی طرح گلوخلاصی
ہوئی تو یہ سوچا کہ اب حج کے نصیب ہونے سے تو فی الجملہ نا امیدی ہو چکی
ہے گھر ہی کو لوٹ جاوین ۔ آخرش سب مسافر جو سات سو سے زائد تھے
اِسی پر متفق ہو گئے اور جہاز کی واپسی کی فکر کی اور واپس ہو گئے ۔ بعض
مستقل مزاج تو بمبئی سے پھر سوار ہو کر دوسرے جہاز مین اُسی سال حج
ادا کر آئے اور بعض ابتک چلے جاتے ہین اور جو باقی ہین وہ آیندہ
زمانہ مین جاتے رہینگے ۔ آج صبح بعد ملاحظۂ معمولی کے ڈاکٹر صاحب نے
مجھ سے یہ فرمائش کی کہ مین اپنی بارک مین مسافرون سے قرنطینہ کا محصول
بحساب عہ فی کس وصول کر دون ۔ مین نے اِس خدمت کو بخوشی منظور
کیا اور منجملہ باون نفر مسافرون کے جو ہماری بارک مین مقیم ہین چالیس
شخصون سے پانچسو روپیہ نقد وصول کرا دیا گیا ۔ اِس وصول تحصیل مین

جو فوری امداد مجکو شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہوری سے دی ہے وہ
بہت کچھ لائق تحسین ہے۔ مابقی اشخاص نے بوجہ مفلسی کے محصول دینے
سے انکار کیا۔ اِس موقع پر پھر مجکو اپنا پچھلا افسوس یاد آتا ہے کہ جب
لوگون کے پاس بقدر ضرورت آمدورفت کا خرچ نہین تو ناحق وہ
ایسے سفر عظیم مین پانؤن دھرتے ہین اور طرح طرح کے مصائب
وآلام مین مبتلا ہوتے ہین۔ پہلے محصول قرنطینہ کا صرف دس روپیہ
فی کس تھا اور اب بارہ روپیہ آٹھ آنہ فی کس ہے۔ دو روپیہ آٹھ آنہ کا اضافہ
بباعث کمی پنج اور ارزانی نقرہ کے ہے۔ کل شام کو بمبئی سے مینجورنا مے
جہاز مسافران ہند کو لیکر پہونچا۔ آج صبح اُسکے مسافر مثل ہمارے دوسری
فرودگاہ مین اُتارے گئے۔ آج سمندر مین مدوجزر زیادہ ہے۔ اور
ہماری جانب کا ساحل ازبس خوشنما ہے۔ بڑھتی ہوئی سمندر کی جالدار لہرین
شور کرتی ہوئی ہماری ہی بارک کے نیچے آکر ٹوٹتی ہین۔ کھاری پانی پیتے
پیتے جب ناک مین دم آگیا تو مَین نے ڈاکٹر صاحب کو چِٹھی لکھی تاکہ وہ اسٹیمر
سے آب شیرین لانے کی اجازت بخشین۔ ڈاکٹر صاحب نے بفرط عنایت
ایک کشتی کا اسٹیمر پر جانے کو لطف فرمائی اور اُسپر ایک شخص مع مشک کے
بھیجا گیا۔ ہمارے خلیق کپتان نے بے تکلف ایک مشک آب شیرین
دیدیا۔ کامران مین آب شیرین کی جو قدر ہے وہ آج ہی کُھلی پانی پہونچنے پر

ہمارے رفقا مین سے کسی نے براہِ تمسخر یہ کہدیا کہ فی گلاس ایک روپیہ
قیمت لیجاویگی۔ اِس فقرے کو بمشکل پانچ منٹ گذرے ہونگے کہ ایک
سندھی ایک ہاتھ مین گلاس اور دوسرے مین ایک کلدار چمکاتا ہوا پانی
کی تلاش مین پہونچ گیا۔ بہرحال ایک گلاس میٹھا پانی کا اس مقام پر روپیہ
خرچ کرنے پر بھی میسر نہین آتا۔ کام کاج والے مستعد آدمیون کو تو یہ قرنطینہ
کی نظربندی ازبس تکلیف دیتی ہے۔ بہت کچھ جی چاہتا ہے کہ صبح و شام
دو چار میل گھومین مگر یہ حسرت دل کی دِل ہی مین رہ جاتی ہے اگر احیاناً
بھولے سے ایک قدم بھی حد سے باہر ہوگئے تو فوراً روک ٹوک ہوگئی۔
حدود قرنطینہ بہت ہی کوتاہ ہین۔ ہماری فرودگاہ کے مشرق تو سمندر
لہرین مار رہا ہے۔ اور بالکل زیر دیوار ہے حتیٰ کہ دس قدم بھی خشکی نہین۔
مغرب و شمال وجنوب سپاہیون کی چوکیان ہین جو بارکون سے
پچاس پچاس گز کے فاصلہ پر ہین۔ اَب قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس
حصار کے ساتھ بجز کنارہ سمندر کے اور کون سی جگہ تفریح ومشی کی باقی
ہے۔ باانیہمہ مین تو اپنے پانؤن کو کند نہین رکھتا کسی نہ کسی طرح سے
چل پھر کر کھانا ہضم ہی کر لیتا ہون۔ آج شام کو جب کوئی شغل ہاتھ نہ آیا
تو کنارے سے کنکر پتھر اُٹھا اُٹھا کر پانی پر پھینکنا شروع کیے۔ اِس ورزش کو
دیکھ کر کثرت سے میرے ہمخیال مختلف عمرون کے لوگ جمع ہوگئے ہماری تو

بارک کی بارک تھی اور علاوہ حجاج کے کامران کے عرب بھی شریک حال
ہوئے اور خوب بحثا بحثی ہوئی - شرکا ورزش کے علاوہ تماشائیون کا ایک
ہجوم ہو گیا - اِس ورزش نے اُس سے کم لطف نہین دیا جو کرکٹ کھیلنے
سے حاصل ہو سکتا تھا -

۲ - مئی ۱۸۹۴ء ۲۶ - شوال ۱۳۱۱ھ

مقام کامران

شب کو تھوڑی گرمی نصف شب تک رہی اور صبح کو بھی ٹھنڈی ہوا
کھانے کا جی مشتاق تھا چنانچہ اکثر لوگ اپنی اپنی بارکون سے باہر نکلکر
بیٹھے تھے - مین حسب معمول اولاً شفاخانہ گیا - کل تک تو ایک ہی مریض تھا
آج دو ہوئے دفعتہً ایک سے دو دیکھ کر تردد پیدا ہوا - بارے دریافت
سے معلوم ہوا کہ کوئی متعدی عارضہ کسی کو نہین ایک تو وہی سندھی ہے
جو اسہال کا مبتلا ہے اُسکی طبیعت اصلاح پکڑتی جاتی ہے اور ایک بوڑھا
بخاری ہے جو اپنے جسم کا بوجھ بھی مشکل سے اُٹھا کر رینگ سکتا ہے
اس بخاری کو کل صبح مین نے لب دریا دیکھا تھا تین چار اُسکے رشتہ دار
اُسے پکڑ دھکڑ کر نہلا رہے تھے اور وہ ضعیف جس پہلو پانی مین پڑ جاتا تھا
اُسکو بغیر چار پانچ شخصون کی امداد کے بدل نہ سکتا تھا مجکو اُسوقت تک
اُسکی بیماری کا کوئی شبہہ نہ تھا کیونکہ یہ ظاہر تھا کہ وہ کبیر سن سو برس سے

کیا کم عمر کا تھا اور اسپر فضل الٰہی بھاری جسم پایا۔ حواس کہانتک درست رہ سکتے ہین اور ہاتھ پانوٗن کہانتک کام دے سکتے ہین مگر کل ہی دوپہر کو اُسے مین نے پھر دیکھا کہ کچھ اُسکے رشتہ دار اور کچھ عرب اُسکو بُرے حالون کشان کشان شفاخانہ لیے جاتے ہین کبھی تو رحم کھا کر کوئی بخاری اسکو بیٹھ پر چڑھی چڑھا لیتا تھا اور کبھی چارون طرف سے سب ملکر اُسے اُٹھا کرلے چلتے تھے اور اُسکی ٹانگین لٹکتی جاتی تھین۔ گو اسکو بیماری کچھ ہی ہو مگر اسکی ایسی حالت پر ہر شخص قہقہہ لگاتا تھا یہ وہی بخاری ہے جو شفاخانہ مین موجود ہے اِسکا دماغ ضعیف ہے اور وہ خود ناتوان آفتاب لب بام ہے۔ آج دن کو گرمی رہی اگرچہ خفیف ہوا چلا کی۔ اب ہر شخص کو روانگی کی فکر ہے جسکو دیکھو قرنطینہ کے دن گن رہا ہے بیکاری اور بھی لوگون کو زیادہ پریشان کرتی ہے آج کثرت سے لوگون نے احرام کے کپڑے ناپے اور پھاڑکر تیار کیے جن لوگون نے ایک گز عرض سے کم کا کپڑا خریدا ہے اُنکا تو کوئی بیونت ہی نہین بنتا۔

۴ ۔مئی ۱۸۹۴ء ۲۷۔ شوال ۱۳۱۱ھ

مقام کامران

کل شام کو دکن پورب کے گوشہ سے ہوا چلتی تھی ایک پہر شب کے بعد ہوا نے رخ پلٹا اور مغرب سے چل اُٹھی لیکن طلوع آفتاب پر

ٹھیک پورب سے چلنے لگی لیکن دوپہر سے پھر مغرب ہوگئی - آج بعد
جائزۂ ڈاکٹر کے پے درپے دو چار پائیان شفاخانہ جاتے ہوئے
دیکھ کر سب کے حواس باختہ ہوگئے خدا خیر کرے یہ کیا معاملہ ہے
ایسا نہو کہ ہیضہ ہو یا کسی اور متعدی عارضہ نے وبا کی صورت پکڑی ہو
ہر شخص اسی ششش و پنج مین تھا بعد کچھ دیر کے جب یہ سُن لیا کہ وبائی مرض
نہ تھا تب دم مین دم آیا - ایک عورت ضعیف العمر باشندۂ سندھ نے
جو بعارضۂ اسہال اسٹیمر ہی سے بیمار تھی رحلت کی اور ایک بنگالی
اب اسہال کا مبتلا ہے - کامران عجیب امتحان کا مقام ہے جی چاہتا ہے کہ
اِسکے حسب حال کچھ شعر لکھون -

یہ جدہ اور عدن کے درمیان ہے
قرنطینہ کے لائق کامران ہے

جو حاجی ہند سے جاتے ہین حج کو
اُنھون کی آزمائش پہلے یان ہے

سلامت بچ کے نکلے گر یہان سے
تو جانو حج کے لائق وہ جوان ہے

رہے جیتا جو دس دن تک برابر
نصیبہ ور ہے بیشک کامران ہے

وہاں مین کوئی مرجاوے جو یان پر
تو سب کے واسطے قید گران ہے

مقولہ شیخ سعدی کا بجا ہے
مناسب حال ہے لائق بیان ہے

چو از قومے یکے بیدردی کرد
نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

نمی بینی کہ گاوے در علف زار
بیالاید ہمہ گاوان دہ را

بس اک کے مرنے سے دونی ہو بیعاد
قرنطینہ کا بڑھ جانا عیان ہے
قرنطینہ سے ناممکن ہے بچنا
کسے اس سے مفر ہے اور کہان ہے
بہت مرطوب یان آب وہوا ہے
بہت کچھ پُر خطر ریگ روان ہے
عجب بیم ورجا کی یہ جگہ ہے
اسی کا خوف ہر دل مین نہان ہے

نہ پوچھ عارف کہ کیا ہے حال اپنا
زبان پر الحفیظ والامان ہے

آج صبح سے لوگون نے منصوبے باندھنا شروع کیے تھے
کہ نماز جمعہ ادا کی جاے ہماری بارک کے مُلّا اور قاضی نے تو خطبے بھی
پڑھ کر زبان پر چڑھا رکھے تھے لیکن نماز کو جاتے جاتے بعض مسائل
جوازی و ناجوازی نماز کی بحث مین پڑ گئے بعض نے کامران کی
ویرانی۔ حالت مسافرت اور عدم موجودگی جامع مسجد پر غور فرما کر بارک ہی
مین نماز ظہر پر قناعت کی مگر ملا و قاضی اور بعض اُنکے ہم سخن نے عارضی
مسجد ساختۂ نے اور جٹائی کی طرف قدم بڑھائے پانچ ہی سات منٹ
کے بعد ملا اور قاضی کے ہمراہی تو اس بیان سے واپس آئے کہ
کوتاہی جانے اُنکو مسجد مین کھڑے ہونے کی گنجائش نہ دی۔ اُسکے بعد
جو آواز کہ مسجد سے آنا شروع ہوئی اُس سے ہمکو معلوم ہوا کہ ہماری
بارک والون مین سے کسی کی بھی وہ آواز نہ تھی آخرش یہ تشویش پیدا ہوئی

کہ ملا اور قاضی کیا کرنے لگے۔ ہنوز تشویش کے زمانہ کو طوالت نہ ہوئی تھی کہ
بارک کے ایک دروازے سے قاضی صاحب با جبہ و دستار خطبہ بغل مین
دابے اور دوسرے دروازے سے ملا جی سر پر عمامہ باندھے ایک ہاتھ
مین تسبیح دوسرے مین خطبہ کی کتاب لیے نظر آئے۔ چارون طرف سے
نظرین اُنپر پڑنے لگین اور بڑے قیل و قال کے بعد تحقیق ہوا کہ
گھس بیٹھ کر جیسے تیسے ہماری بارک کے قاضی و ملا سنتین پڑھنے کھڑے
ہوے تھے کہ اتنے مین ایک سندھی نے زبانی خطبہ پڑھنا شروع کردیا
اور امامت بھی ختم کردی۔ اَب ملا اور قاضی مین نوک جھوک شروع ہوئی اور
یہان تک طول کلام ہوا کہ بیچ بچاؤ کرنا پڑا۔

گر ہمین مکتب است و این مُلّا
کار طفلان تمام خواہد شد

مغرب سے پہلے آج مین تفریح کنان سندھی پیرزادون کی بارک
سے گذرا۔ ایک بھاری پیر بانکپن وسط بارک مین بالاے چارپائی
تشریف فرما تھے مین تو سلام علیک کرتا ہوا اور ایک پُرانی عقیدتمندی
سے ایک بزرگ کے ساتھ پیش آتا ہوا اِدھر سے اُدھر نکل گیا میرے
دوستون مین سے شیخ رحمت اللہ صاحب نے کچھ دیکھ بھال کر فرمایا
کہ شاید محمد شفیع جو سندھی پیر مشہور ہین اور جنکے مرید اور معتقد چار پانچ

بارکون ین بھرے ہوے ہین یہی ہین واللہ اعلم ہون یا نہون مگر ہمارے
ہمراہیون مین سے کسی سے انھون نے گفتگو نہین کی ورنہ یہ معما بھی حل ہوجاتا
بغیر پوچھے کیا معلوم کون ہین جب بارک سے باہر ہوئے تو ایک پختہ
چھوٹی سی عمارت چٹیل میدان مین نظر آئی اور دریافت سے معلوم
ہوا کہ ایک بڑے بزرگ ولی اللہ محمد بن حسن ۱۲۶۷ھ عراقی کا یہ مزار ہے انھون
نے ترک وطن فرمایا اور اسی جزیرے مین اقامت فرماکر وصال فرمایا
اور درازی عمر سے قطع تعلق فرمایا۔ اسکا افسوس رہ گیا کہ بجز دور سے
فاتحہ پڑھنے اور حسرت کی نگاہون سے دیکھ لینے کے اس قرنطینہ کی بدولت
قرب زیارت نصیب نہ ہوا۔

۵ مئی ۱۸۹۴ء ۲۰ شوال ۱۳۱۱ھ

مقام کامران

آج جب نماز پڑھ کر علی الصباح مشی کرتا ہوا مین چلا جاتا تھا تو یکبارگی
میرے کانون مین وہ چہچہاتی ہوئی آواز پڑی جو آج کل کے موسم مین
اپنے وطن مین پلنگ سے اُٹھتے مُنھ اندھیرے کسی مٹی کی مُنڈیر پر
سنا کرتے تھے مین حیران تھا کہ یاالٰہی اس ویرانے بے برگ چٹیل
میدان مین شامان کہان سے بول اُٹھی یا اینکہ سُہانا وقت پاکر میرا
دماغ گونج اُٹھا جب خوب غور و تامل سے چل پھر کر دیکھا تو معلوم ہوا

کہ ٹیکرون مین جابجا بیٹھے ہوئے چنڈول بول رہے ہین - کیا خدا کی
شان ہے یہ ویرانے بھی ان دل سوز اور پر سوز نغمون سے خالی نہین
رکھے - ایک قسم کی اور بھی چھوٹی مٹیالی چڑیان اس جزیرے کی
زمین پر رہتی ہین اور وہ بالکل ہندوستان کی چڑیون کے مشابہ
ہین یقیناً وہی قسم ہین کیونکہ سرمو فرق نہین - آج بعد جائزۂ ڈاکٹر کے
ایک بگڑے دل پٹھان ہماری بارک کے مقیم محمد خان نامے بھوپالی
نے عجب دل لگی کی - ہنستے ہنستے سب لوٹ گئے آپ نے جب تمام قصص
وحکایات اپنی جوانی کی تن فن اور جنگ وجدل کے ختم کر لیے تو ترنگ
مین آکر کیا فرماتے ہین کہ خیر اس دفعہ تو قرنطینہ کا محصول دے ہی
دیا ہے مگر دوبارہ حج اپنے والدین کے لیے اور کرونگا اور ایک حبہ
نہ دونگا - ہمارے قیام کی بارکین شورہ کی لکڑی اور چٹائی کی بنی ہوئی
ہین آسائش کی ضرور ہین لمبائی مین ستر فٹ - چوڑائی مین بیس فٹ
بلندی مین پندرہ فٹ ہین طوالت مین ہر جانب پانچ پانچ کھڑکیان
نے کی جال سے محفوظ کی گئی ہین اور اتر دکن آمد ورفت کے واسطے
دو دروازے چھوڑے گئے ہین - تمام بارکین اسی قطع کی ہین جلانے
کے واسطے شورہ کی لکڑی ملتی ہے جو مثل جامن کے ہے لیکن جلنے مین
بہت اچھی ہے - آج پھر آب شیرین کی ضرورت ہوئی اور ڈاکٹر صاحب

اور کپتان صاحب سے بذریعہ چٹھی کے منگوالیا گیا - ان موقعون پر صاحب سلامت کی قدر کھلتی ہے - ملنساری عجب چیز ہے

افسوس کہ آج ایک سندھی نے بعارضہ اسہال و بخار قضا کی انا للہ وانا الیہ راجعون - یہ شخص بھی اسٹیمر کا بیمار تھا - جو سندھی کہ شفاخانہ مین زیر معالجہ ہے اسکی حالت ایسی نہین ہے کہ وہ قرنطینہ کے اخیر وقت تک بھی سنبھل جاوے - شاید اُسکو کامران مین چھوڑنا پڑیگا اور کوئی دوسرا اسٹیمر اُسکو جدہ پہونچاویگا - اب آج تک داخل خارج ہو کر صحیح تعداد اشخاص کی فرقہ وار حسب ذیل باقی رہی ہے -

بخاری	سندھی	بنگالی	ہندی	کابلی	میمن	کل
٢٥٠	١٩٩	١٧٥	١١٧	١٥	١٥	٧٧١

٦ مئی ١٨٩٤ء - ٢٩ - شوال ١٣١١ھ

مقام کامران

رات تو بڑے آرام و چین سے کٹی - معمولی مشی کے بعد جب مین لوٹا تو جناب مخدومی مولوی ابو الحسن صاحب مدظلہ کو وظیفہ مین بدستور مصروف پایا بارک مین سب کو اللہ اللہ کے ذکر و شغل سے مالامال دیکھا لیکن اپنی بارک کے ملا احمد جان صاحب پشاوری کو جو پیش امام بھی ہین خلاف معمول آفتابہ بدست و چین بہ پیشانی دیکھ کر جی دھک سے

ہو گیا الٰہی خیر کیجیو - پوچھتے ہوے بھی جی ڈرتا ہے بارے مجکو اِس
گومگو کے عالم مین دیر تک رہنے کی نوبت نہین پہونچی - جیسے ہی لوٹ
زمین پر دھر کر پیٹ کو ہاتھ سے پکڑا مین سمجھ گیا کہ کچھ دال مین کالا ہے
چند ہی منٹ کے بعد جب چاے و بسکٹ ملاجی کے سامنے پیش کیے
گئے تو اُنھون نے اِس کلام کے ساتھ غیر التفاتی فرمائی کہ پیٹ مین
قراقر ہے - اب عجب مخمصہ پیش آیا - اگر ڈاکٹر سے خبر کرتے ہین تو وہ
شفاخانہ مین ڈالے دیتا ہے اور اگر خاموشی اختیار کرتے ہین تو علاج
کیونکر ہو الغرض اسی شش و پنج مین تھے کہ ڈاکٹر کے جائزے کی
پیشی ہوئی اب ملاجی کا خیال تو بھول گیا - جائزے کی غرض سے بارک
سے باہر نکلے قطار باندھ کر کھڑے ہو گئے - ڈاکٹر نے اِدھر سے اُدھر
دو بار گنا اور ہر بار ایک آدمی کم پایا اب ڈاکٹر سب سے مستفسر ہوا کہ
ایک آدمی کہان غائب ہے کبھی وہ اپنا رجسٹر دیکھتا ہے کبھی اُسکا
نائب ایک ایک کر کے گنتا ہے مگر پتہ نہین چلتا آخر ش جب ڈاکٹر
نے بارک کے چوکیدار پر آنکھین نکالین تو وہ چارون طرف دوڑا اور
ملاجی کو مع آفتابہ پائخانہ سے باہر کھینچ لایا - لاحول و لا قوۃ ایک ہنسی اور
ایک دُکھ اب کیا کیا جاے لیکن خیریت یہ تھی کہ ملاجی کا اُسوقت تک
مُنھ نہین اُترا تھا یہ سمجھا گیا کہ معمولی فراغت کے واسطے بیت الخلا تشریف

ے گئے تھے اب ڈاکٹر کے پنجہ سے تو نجات ملی مگر ملاجی کی فکر سب کو پڑی
ہیرا ے قرار پائی کہ آج اُنکو کھانا نہ دیا جاے لیکن کھانے کے و
اسقدر شائق کہ اُنکے عمامہ کے پیچون تک سے بسکٹ نکلے خیر دو
بجے تک کسی طرح سے اُنکو بھوکا رکھا۔ قدرت الٓہی اُنکے دست موقوف
ہوئے بعد دو بجے کے کھچڑی پکوا دی گئی لیکن مارے بھوک کے
جب تک کھچڑی تیار نہین ہولی ملاجی نے چولھے کا پیچھا نہین چھوڑا۔ گرسنگی
کی حالت مین فرمانے لگے کہ۔

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنسکر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

آج کا دن عجب تشویش سے گذرا جائزۂ ڈاکٹر کے بعد جنازہ پر
جنازہ نظر آیا معلوم ہوا کہ بخار و اسہال کے مبتلا دو سندھیون نے اِس
عالم سے مفارقت کی اور ایک سندھی اور ایک بنگالی اور مبتلاے بخار
پاے جاتے ہین۔ خدا خیر کرے۔ کیا امتحان کا مقام ہے۔ کل ہی شام
کو بعد داخل خارج کے صحیح تعداد موجودہ جماعت حجاج کی لکھ چکا ہون
آج دو اور کم ہوگئے اب کسر سے کم فیصدی ایک موت قرنطینہ والون
مین ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج شام کو قبل و بعد مغرب
چاند دیکھنے کے واسطے لوگون کا ہر جانب ہجوم ہوا۔ ابر کی وجہ سے

اول تو چاند نہین نظر آیا الا جب ابر ہٹ گیا تو تھوڑی دیر کے بعد چاند ہوا گل
ذیقعدہ کی پہلی تاریخ ہو گی ۔

۷ مئی ۱۸۹۴ء یکم ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام کامران

آج علی الصباح جب مین مشی کرتا ہوا ہاشم جیا کی بارک کی طرف گیا
تو اُنھون نے باصرار مجکو بلا کر یہ وحشت ناک خبر سنائی کہ قرنطینہ کی میعاد
مین بتجویزہ توسیع ہو گئی ۔ خدا خیر کرے ۔ یہ دس دن کیا کم سخت کٹے
تھے اب یہ اضافہ دیکھا چاہیے کیا رنگ لائے ۔ جب سے اس خبر کی
تصدیق بعد جائزے کے ڈاکٹر کی زبان سے ہوئی ہے تب سے تو
ہر شخص کو سخت قلق گذرا ہے اک مُردنی سی سب پر چھا گئی مگر آخرش کیجے کیا
بقول ۔ مُردہ بدست زندہ ۔

	شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن	

افسوس ہے کہ بھاری بھاری امیدین جو آج صبح تک قائم تھین وہ
دفعۃً کالعدم ہو گئین ۔ ہر شخص کے ذہن نشین یہی تھا کہ بس ایک شب
بیچ ہے کل چار بجے شام کو میعاد قرنطینہ پوری ہو جائیگی اور سب کو نجات
ملجائیگی مگر وہ سب خیال خام تھے بجائے خلاصی کے ۔

	توڑ ڈالے مرے صیاد نے بازو دونون	

اگر اب چھوٹے بھی تو نکلے تاہم ناامیدی کفر ہے۔ خدا تعالیٰ یہ مشکل بھی آسان کریگا اب جسکو دیکھو وہ دم بخود ہے بعض کو غضب کا جوش و خروش ہے مگر کیا حاصل جو شدنی ہے شدنی ہے۔ کچھ اسی مین خدا تعالیٰ کی مصلحت ہے۔ اسی قسم کی باہم قیل و قال ہو رہی تھی کہ ایک بخاری کی رحلت کی قریب کی بارک سے خبر آئی اور خواب غفلت پر تازیانہ ہوئی اب تو بازار موت خوب گرم ہے اور ذائقہ بھی اسی مین ہے۔ ہم بھی لبیک لبیک پکارتے ہوئے حاضر ہین الٰہی جو تیری مرضی ہماری بارک کے مخیروں ذی حوصلہ و باہمت نے خیرات کرنے کی غرض سے چندہ فراہم کیا اور فقرا مین نام اللہ تقسیم کیا۔ الٰہی توفیق دونی دے۔ آمین۔ الٰہی تو غفور رحیم ہے۔ معاف فرما۔ آمین۔ ہمارے اعمالون سے درگزر۔ آمین۔ اب لوگون مین اگلے پچھلے قرنطینون کے ذکر ہوتے چلے جاتے ہین پر ہمکو تو اسی قرنطینہ سے واسطہ ہے۔

تذکرے جانے دیجیے جب کے
ابھی بچے تو کرینگے حج ابکے

ایک بچی تو گئی نہ اپنی پیش
مشورے سب غلط ہوئے سب کے

صبح تک تو ہر ایک تھا بشاش
تھا یقین میہمان ہین اک شب کے

بارے جب ملگئی صحیح خبر
کہ قرنطینہ بڑھ گیا ابکے

پھر نہ پوچھو کہ کیا ملال ہوا
ہوش پران تھے ایک دم سب کے

گر نہ ہوتا یہان قرنطینہ
باوا آدم یہان نرالا ہے
دیکھکر کامران کے لیل و نہار

ہم پہونچتے مدینہ تک کب کے
آدمی ہین یہان عجب ڈھب کے
حوصلے پست ہو گئے سب کے

خیر جو کچھ ہو ہم تو اے عارف
ہین بھروسہ پر اک فقط رب کے

سنا گیا ہے کہ شام کو ایک مجمع چند بارکون سے متفق ہو کر ڈاکٹر کے پاس پہونچا اور بوجوہ ذیل توسیع میعاد قرنطینہ کا شاکی ہوا لیکن ڈاکٹر کیا کر سکتا تھا اُسنے آرے بلے کر کے ٹالدیا۔ اللہ اللہ خیر صلاح۔

اول۔ بلحاظ تعداد مسافران کے اموات کی تعداد زائد نہین۔

دوم۔ کوئی شخص جدید کامران پہونچکر بیمار نہین پڑا نہ مرا بلکہ جو بیمار ہین یا جو فوت ہوے وہ ضعیف العمر اسٹیمر سے یا اُس سے بھی قبل سے بیمار تھے۔

سوم۔ کوئی وبائی مرض اسوقت تک نہین نہ مردون مین سے کوئی متعدی عارضہ مین فوت ہوا۔

۸ مئی ۱۸۹۴ء ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام کامران

آج تو ہم جہاز پر چڑھ گئے ہوتے مگر کچھ اپنا بس تھوڑی ہے

کل سے پھر یہ قرنطینہ کے پانچ یوم کاٹنا ہونگے۔ خدا خیریت سے یہ دن
کاٹ دے۔ آج تو خدا خدا کرکے شام کی تھی لیکن افسوس ہے کہ شفاخانہ
کی آبادی سے یہ دن بھی خالی نہ گیا۔ عصر کی نماز کے بعد تک تو دروازہ
شفاخانہ کا ایسا مقفل تھا کہ زمانۂ قرنطینۂ ثانی مین اُسکے کھلنے کی کوئی بھی امید
نہ تھی لیکن قبل مغرب ایک چارپائی پر تین عرب ایک مریض کو لیے جاتے
نظر آئے اور معلوم ہوا کہ ایک بنگالی مبتلاے اسہال ہے شافی مطلق
شفا بخشے۔ جسقدر رفقے ہمارے ہم سفر ہین سب مختلف زبانین رکھتے
ہین عجب تماشا ہوتا ہے جب بہ تقاضاے اخلاق باہم ملنا جلنا چاہتے ہین
اور زبان کی دقتین ایک دوسرے کے مطالب کے اظہار مین پیش آتی
ہین لیکن کیسے فخر کرنے کا مقام ہے کہ یہ برکت دولت اسلام سب کے سب
ایک ہی راہ پر چلتے ہین اور ایک کلام ربانی پر سب کا اتفاق ہے کتنے ہی
فرقے اور کتنی ہی زبانین کیون نہون سب ایک ہی امام کی اتباع کرنے مین
متفق ہین۔ آج صبح کو جناب مولوی ابو الحسن صاحب مدظلہ نے مجھ سے
یہ خواب بیان فرمایا کہ قافلہ کو اُنھون نے کشتیون پر سوار ہوتے دیکھا ہے
اور میری زبان سے اُسکی تعبیر اُسوقت یہ نکلی کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی
ہوگا۔ کل شام کو نادری جہاز بھی ہند سے حجاج کو لیکر پہونچا اور قرنطینہ
کے واسطے اُسکے لوگ تیسرے مقام پر اُتر رہے ہین۔

۹ مئی سنہ ۹۴ء ۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۱ھ

مقام کامران

آج دوپہر تک عجب سکوت کا عالم تھا البتہ بعض بارکون مین قرنطینہ
ثانی کے واسطے نصف محصول پانچ یوم کا بقدر چھ روپیہ چار آنہ فی کس
وصول ہوا۔ بہت کچھ لوگون نے چاہا کہ اس محصول زائد سے بچ سکین
مگر کب کوئی تدبیر کارگر ہوسکتی ہے اور انجام کار سب نے روپیہ دینا
شروع کیا۔ ہم لوگ اپنی بارک مین دوپہر کسی طرح کاٹ رہے تھے کہ دفعتہً
ایک سندھی کے انتقال کی پڑوس کی بارک سے خبر پہونچی اب کچھ
نہ پوچھو کہ اس وحشتناک خبر نے کیسا کچھ ہمارے، زخم خوردہ دلون کو
چور کیا۔ ہر شخص کے مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین۔ کاٹو تو خون نہین یاالٰہی
کیا کامران ہی کا ہمارا خمیر ہے۔ ہاے اگر یہ خبر صحیح ہو گئی تو قرنطینہ کی میعاد
مین اور بھی ترقی ہو گی اب خدا جانے کیا ہو گا پچھلی روایتین جو سُنی تھین
اسوقت وہ ہو بہو سامنے نظر آتی ہین۔ ہمارے رفقا مین سے میر مہتاب علی
تو ایکبار اسی کامران سے بے نیل مرام واپس ہو چکے تھے اور ایک بار
اسی قرنطینہ کی زحمتون کو اور اپنی زیرباری کو اُٹھا چکے تھے۔ ان بیچارہ
کی زبان سے تو لفظ تک نہین نکلتا۔ یہ عجب محل ہے۔ پونے آٹھ سو
آدمیون مین سے اگر ایک بچہ کو بھی دردسر کا مبتلا پاتے ہین تو سب کے سب

سہم جاتے ہین۔ ایک ایک کے واسطے دعائین مانگنا پڑی ہین اور
سب کی خیر سناتے مناتے صبح سے شام ہوتی ہے۔ تصدیق کرنے پر
خبر تو بالکل صحیح معلوم ہوئی ضرور ایک سندھی جوان عمر و جسیم نے رحلت
کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ قرنطینہ مین ہر واحد آج اسکا معترف ہے
کہ جو صدمہ اُسنے اُٹھایا ہے اور اُٹھا رہا ہے وہ اسکی عمر مین ایک ہی
یادگار ہوگا۔ نہ کوئی مشورہ کام دیتا ہے نہ عقل۔ اب اسکے سوا کیا چارہ ہے
کہ خاموشی سے صبر کرین اور خدا کو یاد کرین۔ خیر جو جسکے جی مین آتا تھا وہ
کرتا تھا لیکن ایک پنجابی خدا بخش نامے نے جو سورۂ یوسف کی تفسیر
منظوم پنجابی زبان مین خوش الحانی سے پڑھنا اور سمجھانا شروع کی تو تمام
بارک اسکی گرویدہ اور محو خیال تھی اور ایک سما بندھ گیا تھا ہنوز اُسنے
اِس ذکر کو ختم نہین کیا تھا کہ ایک گھنٹہ کے بعد ہماری بارک کا چوکیدار
مسمی احمد ہشاش بشاش اُچھلتا ہوا پہونچا۔ اب سب کی نظرین اُسی کی
طرف جا لگین۔ اُسنے خدا معلوم دیہاتی عربی مین کیا کیا نہین گایا اور
مثل تصویر ہمکو نقش بہ دیوار بنایا۔ نہ تو ہمارے ہوش کام دیتے تھے
کہ سمجھین نہ ہمارے کان کام دیتے تھے کہ سُنین لیکن آخری الفاظ
جو اسکی زبان سے نکلے انشاءاللہ خلاص تھے جسکو سنکر سب نے
یہ سمجھ لیا کہ قرنطینہ خلاص ہوا ایک شادی مرگ کی اُسوقت کیفیت تھی

مجکو اسوقت بھی لفظین نہین ملتین کہ اُس سچے جوش خوشی کا اظہار کرسکون
باایہمہ دلون مین تذبذب تھا جب اُس سندھی کا وفات پانا ذہن مین گذرتا
ہے تو بجاے اِسکے کہ خلاصی پر باور کرین یہ سوچتے ہین کہ گو خلاصی قرنطینہ
سے ہوئی بھی تو سندھی کی وفات کی خبر ہونے سے رُک جائیگی اب کبھی تو
دل کو خوشی سے بھر لیتے ہین اور کبھی پھر وہی مُردنی چھاجاتی ہے تھوڑی
دیر کے بعد عبد اللہ بن عبد الحلیم مطوف نے آکر یہ ذکر کیا کہ وہ وصول
تحصیل سے ہے ہر فی کس فیس قرنطینہ مین مدد دے رہا تھا کہ دفعۃً بحکم ڈاکٹر وصول
تحصیل بند کر دیا گیا اور روپیہ وصول شدہ واپس کر دیا گیا۔ اِس خبر کو
سنکر بھی دل کو اطمینان نہین ہوا پھر تو متواتر اِدھر اُدھر سے قرنطینہ چھوٹنے
کی خبرین گونج اُٹھین لیکن کوئی ایسی قوی دلیل نہین ملتی جسپر وثوق کر لیا
جاے۔ الغرض اسی حشر و نشر مین ساعت گزاری ہو رہی تھی کہ کچھ کشتیان
اشین ہوس کی طرف اور دو شخص ترک سواری حمار اُدھر ہی کو جاتے
نظر آئے اور دفعۃً یہ خبر اُڑ گئی کہ رسید بن حجاج کو محصول قرنطینہ کی جو
بحساب بارہ روپیہ آٹھ آنہ فی کس وصول ہو چکا تھا تقسیم ہو تی ہین اور
قرنطینہ چھوٹ گیا اسپر بھی وثوق نہوا کیونکہ قرنطینہ ثانی کی میعاد سے
ہنوز ایک ہی دن گیا ہے ابھی چار روز باقی ہین اور آج ہی ایک سندھی
قضا کر گیا ہے کیسے ممکن ہے کہ قرنطینہ جدیدہ کا حکم ترمیم ہو گیا ہو۔ اِسی

شش و پنج مین بیٹھے تھے کہ ایکبار دیکھا کہ چار عرب اُسی سندھی مردہ کی
لاش شفاخانہ سے دوڑتے ہوئے مشین ہوس کو لیے جاتے ہین ہم
سب کے جی دھک دھک ہونے لگے کہ آئی ہوئی امید ناامیدی سے
مبدل ہوا چاہتی ہے۔ اگر قرنطینہ چھوٹا بھی ہوگا تو اِس نعش کی وجہ سے
پھر قائم ہو جائیگا۔ اب کسی پہلو دل کو ڈھارس نہین ہوتی۔ دل و زبان پر
ہر فرد بشر کے اللہ اللہ تھا اور نعش پر آنکھین لگی ہوئی تھین تا دیر منتظر
رہے کہ اب کیا ہوتا ہے مگر ذرا سے صبر کے بعد معتبر خبر پہونچی کہ نعش کو
ڈاکٹر نے حکم دیدیا کہ دفن کردو اور رسید ون کا اجرا بند نہین کیا۔
تھوڑی دیر اور گذری تھی کہ عبداللہ اور احمد دونون ہماری بارک کی
رسیدات واسطے تقسیم کے لیے پہونچے اور مین نے اُنکو اپنی بارک
والون کو نام بنام تقسیم کردیا۔ روپیہ کی رسید سفید تھی اور فقرا کے
واسطے آسمانی کاغذ پر معافی نامہ تھا۔ رسیدین تقسیم ہونے پر بھی باور
نہین ہوا کہ قرنطینہ سے نجات ہوئی کیونکہ قرنطینہ چھوٹنے کی کوئی
دلیل معقول نہ تھی۔ آخرش بعد نماز عصر ہمارا ڈاکٹر مع انسپکٹر وغیرہ کے
پہونچا اور یہ ملاحظہ غیر معمولی تھا۔ شفاخانہ مین جو دو مریض تھے وہ بھی
اپنی اپنی بارکون مین پہونچا دیے گئے۔ اب چونکہ ڈاکٹر اور اُسکے
افسر انسپکٹر نے بھی کوئی حکم صریح نہین دیا اب بھی باور نہ ہوا کہ قرنطینہ

چھوٹا انجام کار مین خود موقع پاکر ڈاکٹر کے پاس پہونچا اور پوچھا کہ اب ہم اپنے اسٹیمر پر سوار ہو جائین مگر ڈاکٹر نے کہا کہ آج نہین کل صبح سوار ہو جانا۔ یہ سُنکر یہ تو یقین ہو گیا کہ قرنطینہ چھوٹ گیا مگر تشویش سے دل کو نجات نہ ملی۔ ایک شب درمیان مین پڑی ہے۔ خدا جانے کیا معاملہ پیش آئے۔ جب مین ڈاکٹر سے پوچھ کر بارک کو واپس آتا تھا تو مین نے دیکھا کہ کوئی بارک ایسی نہ تھی جسکے لوگ کلھم اجمعین باہر نکلکر خوشیان نہ مناتے ہون ہمارے دوست سیٹھ ہاشم جیا نے اپنے بچون کی مٹھائی جسکو وہ ہند سے بنوا کر اپنے ساتھ بکمال احتیاط لائے تھے مسلمانون مین تقسیم کردی۔ بارکون کے چوکیدار اور کامران کے مفلس عرب تو مالا مال ہو گئے مارے خوشی کے اسقدر حجاج نے انعام واکرام مین روپیہ لُٹایا کہ ہر ایک فقیر و مسکین کا ہاتھ چاندی سے بھر گیا۔ ۱۰۲ فقرا ہمارے ہم قافلہ ہین ان سب کے نصیب جاگ اُٹھے۔ کیا خدا کی شان ہے۔ ہمارے رنج کے ڈوبے ہوے دلون کو کیسا دفعتہ خوشی و خرمی سے مالا مال کر دیا کہ سبحان اللہ۔ جب تک کہ ہم ایسی ناامیدی کے صدمات پے درپے نہ اُٹھاتے اِس احسان الٰہی کی قدر ہم ہرگز نہ پہچان سکتے۔

---

۱۰ مئی سنہ ۱۸۹۴ع - ۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۱ھ

کامران

آج کی رات پوری شب برات تھی یا یون کہون کہ اللہ میان کی
رات تھی چراغ جلے کسی نے گانا اور کسی نے مولود شریف کرنا شروع
کیا اور جسطرح سے جس سے ممکن ہوا خوشیان منائین بعض عرب
جمع ہو گئے جنھون نے اپنے دہقانی گیت اپنی زبان مین بحمد و نعت
گانا شروع کیے اور خوب کود کود کر ناچے بعض حجاج کی عورتون نے
آنحضرت کی تعریف اور ادائے شکر مین اشعار گائے۔ رات دن سے
مبدل ہوگئی صبح تک رت جگا رہا مین تو صبح تک برابر خاموش پڑا رہا
مگر نیند میری آنکھون سے بھی کافور ہوگئی تھی عجب مسرت کا عالم تھا
تین بجے شب سے ناشتے پکنا شروع ہو گئے۔ بے صبری کے مارے
حنفیون نے بھی نماز صبح مین شافعیون کے وقت سے اتفاق کیا۔
الغرض بعد نماز ہر شخص اپنے اپنے اسباب کے گٹھے باندھے تیار
ہو گیا۔ بارکون سے اسباب اور لوگ سب باہر تھے کوئی سمندر کی جانب
کشتیون کو دیکھتا تھا کہ اب ہمکو اسٹیمر پر لے چلینگے اور کوئی اسٹیمر کو
ٹکی لگائے دیکھ رہا تھا کوئی ڈاکٹر کی خوابگاہ کو تاک رہا تھا کہ اب اٹھ کر
ففروا الی اللہ کہتا ہے۔ الغرض جب آفتاب منھ دکھلانے لگا تو بیتابی

بڑھنے لگی حتی کہ اسباب کے گٹھے لیکر لوگ لب دریا بڑھنے لگے
اور عربون کی روک ٹوک ہونے لگی کہ ابھی حکم نہین ہے مین بھی جب انتظار
حکم سے تھک گیا تو خود ڈاکٹر کے ایک ماتحت کے پاس گیا اُسنے سمجھایا
کہ حجاج کی آسانی کے واسطے اسٹیمر اور قریب بلوایا گیا ہے تاکہ چڑھنے
مین دیر نہو اور دقت نہو۔ اور بھی شکر پر شکر کیا گیا۔ الغرض اسٹیمر قریب
آکر ٹھہرا اور روانگی کی سیٹی حجاج کے واسطے دی گئی پہلے عورتون کا
غول چلا اور اُسکے بعد تو ہم سب چل نکلے۔ پانچ کشتیان جو لگی ہوئی تھین
ایک آن واحد مین بھر گئین۔ ایک کشتی پر مین مع ہمراہیان قافلہ اور
دوسری کشتی پر جناب قبلہ مولوی ابوالحسن صاحب مع ہمراہیان قافلہ
سوار تھے۔ ہم تو پہلے ہی ہلہ مین اسٹیمر پر پہونچ گئے۔ اور ایک دوسرے
کو مبارکباد دینے لگا۔ مولوی صاحب مدظلہ کا خواب بالکل صحیح ہوا۔
کسی کو کیا امید تھی کہ قرنطینہ ثانی دفعۃً موقوف ہو کر ہمکو آزادی نصیب ہو گی
اسکے خدا تیرا بے انتہا شکر ہے۔ ہماری کشتیان آتے ہوے دیکھکر
کپتان اور دیگر ملازمان جہاز بے تابانہ اسٹیمر کی چھتری سے جھانک
رہے تھے اور اُنکے چہرون سے مسرت کے آثار دور تک نظر آتے تھے
ہمارے غول کے بعد متواتر کشتیان چھوٹنے لگین اور حجاج اور اسباب
کا لانا شروع ہو گیا مین نے اظہار خوشی کا اِس سے اچھا موقع اور نہ پایا

چنانچہ زینے پر جا کھڑا ہوا اور جہانتک میرے جسم کو تحمل ہو سکا مین نے
حجاج کو آنکا اسباب جہاز پر چڑھانے مین مدد دی ۔ ہمارے ملازمون
نے یہ ہوشیاری کی تھی کہ ہمارے واسطے پہلے ہی سے ناشتہ
تیار کر رکھا تھا چنانچہ غلبۂ بھوک مین جس لذت کا وہ ناشتہ کھایا گیا شاید ہی
پھر کبھی عمر مین نصیب ہو ۔ اب تو جہاز کے چھوٹنے کی تیاریان ہو چلین اور
جس وقت اخیر کشتی حجاج کو اسٹیمر پر ہونچا چکی ہمنے اپنے کانون سے
روانگی کی گھنٹی سُن لی اور ساڑھے دس بجے ہمارا جہاز چھوٹ گیا ۔ خوشی کے
نعرون سے جہاز گونج گیا اب پورا یقین ہو گیا کہ کامران سے چلدیے
جہاز پر بیٹھے بیٹھے سب اپنی اپنی فرودگاہ سے رخصت ہوئے اور مین نے
بیساختہ یہ الوداع کہ دی ۔

فریاد ز کامران بہ فریاد	ہر کس بخیال اوست ناشاد
شوریت آب بر زبان ہا	بد طعم دہان جملہ افراد
اے راحت ما بباد داده	دل ہا ز تو آمده بفریاد
افسرده بہر روئے	آتش ز صغار تا بہ امجاد
پیدا بزمین تست ناپید	از تو بکسے نہ داد و فریاد
رویید گے ہمہ نباتات	از سطح زمین تو شده باد
شوری و بآب شور محصور	از شور زمین چہ می توان داد

امراض و وبا بہ حصہ تو — از بہمن ماہ تا بہ مرداد
بسیار ز بندگان اللہ — از جور تو دل شکستہ جان داد
ہان قرب عرب بہ قسمت تست — زان منزلتے بنامت افتاد
آرے قربت بہ بہترینے — پایات افزود باش دل شاد
در عہد خلیفہ ہمچو سلطان — سرسبز شدی و ہم تو آباد
از نام نہاد قرنطینہ — قید تو فتاد ہمجملہ آزاد
رخصت کنمت بنام داور — نامت ز دلم رود نہ از یاد
بس شکر خداے عزوجل را — ق — کو کرد ہمہ خلاص و آزاد
از قید قرنطینہ وگرنہ — ہر لحظہ فزودی سخت میعاد

عارف مکن این چنین خروشے
از درد دل حزین و ناشاد

شام تک دکن و پورب کی ہوا چلا کی اور جہاز اپنی خوش رفتاری میں بدستور ثابت قدم رہا۔

فصل دوم

قیام جدہ

۱۱ مئی سنہ ۱۸۹۴ء ۵ - ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۱ھ

ہوا بدستور گوشہ دکن پورب کی رہی - آج صبح ہی سے لوگوں نے

نہانا دھونا نوافل پڑھنا اور احرام باندھنا شروع کر دیا جسکو دیکھو خندہ رو
مصافحہ کرنے مین مستعد ہے ہر جانب سے لبیک کی آواز آرہی ہے
بعض لوگون نے تو کامران ہی سے احرام باندھ لیا ہے ۔ مین نے بھی
اگرچہ محرمون کی صورت کامران مین اُترتے ہی بنالی تھی مگر احرام کا باندھنا
باتباع ارشاد مولوی محمد ابو الحسن صاحب مدظلہ حد میقات پر موقوف
رکھا تھا اور آج ہم دونون نے قران کی نیت کر کے احرام باندھا اور
جوش دل کے ساتھ لبیک لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک
ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک بار بار پکارا شان عظمت
الٰہی ذرہ ذرہ سے نمود ہو رہی ہے عجب شان ہے اور عجب خود مختاری
ہے کہ ہمسے اپنے بال توڑنے تک کا مواخذہ ہے اور یہ ثبوت اِسکا
ہے کہ ہم مین کوئی چیز ہماری نہین پس ہم محض ناچیز ہین اور صاحبی
اُسی کی ہے جسکو قدامت ہے ۔ مقام یلملم جو کہ یمن و ہندوغیرہ ممالک کے
واسطے حد میقاتی ہے ہنوز بہت دور ہے اور سُنا جاتا ہے کہ نصف شب کو
اُسکے محاذی ہمارا جہاز آئیگا لیکن شام تک عنقریب سب حجاج نے احرام
باندھ لیے خال خال باقی ہین جو بعد نماز عشا احرام باندھینگے حد میقات سے
پہلے احرام کا باندھنا ہمیشہ مستحسن اور اَولیٰ ہے ۔ ہمسے احباب کہتے ہین کہ
قران مشکل ہے لیکن ہم کہتے ہین کہ ثواب بھی تو عظیم ہے اور ہمت کے آگے

مشکل بتوجہ تو آسان ہے آج بھاری بھاری غول بڑی بڑی مچھلیون کے نظر آئے
اس قسم کی مچھلیون کو خنزیر البحر کہتے ہین ۔

۱۱ مئی ۱۸۹۴ء - ۶ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام جدہ شریف

شب کو تو ہوا گوشۂ پورب دکن سے آیا کی مگر صبح سے مغرب کی ہوا
ہوگئی رات کو شبنم بہت گری۔ لوگون کو بڑے تڑکے سے یہ انتظار تھا کہ
جدہ کے پہاڑ نظر پڑین۔ آخرش اُنکے انتظار کا عمدہ نتیجہ نکلا اور قبل دوپہر کے
جدہ کے پہاڑ نظر پڑے اور لبیک لبیک کی صدائین اور خوشی کے
نعرے ہر جانب سے بلند ہوے بعد دوپہر کے جہاز نے جدے کی
بندرگاہ پر لنگر کیا تھوڑی دیر کے بعد کثرت سے کشتیان دوڑ پڑین
اور چارون طرف سے آکر جہاز کو گھیر لیا مسافرون نے بلا لحاظ زینہ کے
اپنا اسباب بامداد کشتی بانان کے رسون سے باندھ باندھ کر ہر جانب
سے اُتارنا شروع کر دیا اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹہ کے اندر مسافرون
سے جہاز خالی ہوگیا کشتیان اس کثرت سے تھین کہ آدھی سے زیادہ
بالکل خالی ہی لوٹ پڑین اور اُنکو کوئی مسافر نہ ملا کشتی والون کی شرح
معینہ فی کس آٹھ آنہ ہے جب خشکی پر پہونچے تو چند عرب صراحیان بغل
مین دابے اور بلورین خوشنما گلاس ہاتھ مین لیے شربت شربت

بکارتے نظر آئے۔ اکثر لوگوں نے خریدا اور پیا ہمنے تو احتیاطاً کو دخل دیا
جدہ کی بلند و سنگین اور پاکیزہ عمارتیں جہاز پر سے بہت دور سے نظر آتی
تھیں اور ہم بیتاب تھے کہ اُنکی خوشنمائی دل بھر کر پاس سے جاکر دیکھیں
ہماری تمنا کو بہت جلد اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور ہمکو جلد تر اُن تک
پہونچا دیا مگر قبل ازین کہ ہم اُسنکے نظارے سے آنکھیں سیر کرین ہم کشتیون
سے اُترکر چار ہی پانچ قدم آگے بڑھے تھے کہ ایک غزنین کا پٹھان ترکی
ٹوپی لگائے کوٹ سفید اور کابلی تمان پہنے ہوئے ضلع ضلع پکارتا نظر آیا۔
دفعۃً تو سمجھ مین ہرگز نہین آیا کہ ضلع سے اُسکی مراد کیا ہے مگر بعد کو کھُل گیا
کہ پاسپورٹ کی نقل مانگتا ہے جو ہر شخص عازم حج اپنے ضلع یا بمبئی سے
لیکر چلا تھا۔ ہمنے بھی پاسپورٹ کی نقل پھاڑکر اُسکے حوالہ کی یہ شخص برٹش
قنصل کی جانب سے پاسپورٹ فراہم کرنے کے واسطے تعینات ہے
اُردو بولی جانتا ہے۔ الغرض پاسپورٹ کی نقل دے کر جیسے ہی کہ ہم
آگے بڑھے ہمکو ایک دفتر کی کھڑکی کے روبرو کچھ دیر کھڑا ہونا پڑا اور
ایک روپیہ چار آنہ فی کس محصول بنام صحت و صفائی کے ادا کرنا پڑا یہ
محصول دینے کے بعد ہم ایک دروازے پر پہونچے جہان سے ایک
ترکی سپاہی ہماری رسیدین دیکھ کر ہمکو دوسرے احاطہ مین جانے کی
اجازت دیتا گیا جیسے ہی کہ ہم نے اُس دروازے سے باہر قدم رکھا

مطوفون کے بھاری غول نے ہمکو گھیر لیا اور استفسار کرنا شروع کیا کہ
ہم کس کی مطوفی مین ہین یا کسکو اپنا مطوف کرینگے یا کسکی مطوفی مین بلحاظ
تقسیم ممالک جا سکتے ہین - چونکہ عبداللہ بن عبدالحلیم نے ہم سے بحالت
سفر دریا بہت ارتباط پیدا کر لیا تھا ہمنے کسی طرح سے اپنی مروت کو
جواب دینا مناسب نہ جانا اور اُسکی خدمات نے ہمکو یہ کہنے پر مجبور کر دیا
کہ ہم عبداللہ کے ساتھ سفر کرتے آئے ہین اور اُسی کو اپنا مطوف
کرینگے - یہ کہتے ہی عبداللہ اور اُسکے دوست ہمارے ساتھ ہو لیے
مگر اس احاطہ سے نکلنے سے پہلے ایک اور دروازے پر روک
ٹوک ہوئی اور ایک روپیہ دو آنہ فی کس محصول بابت پروانۂ راہداری
کے ہمسے اور وصول کیے گئے جنکی رسید تک نہین ملی لیکن باہر نکلنے
کی اجازت ہوگئی - اِسکے بعد تو ہم اپنے ملازمون کو اسباب کے ساتھ
چھوڑ کر عبداللہ کے ساتھ شہر کو روانہ ہوے - کوچہ و بازار خوب آباد اور
صاف - جا بجا قہوہ خانے اور چاے خانے - ترکون کے گھٹ دُکاندارون
کی زیبائش و آرائش عجیب پُر لطف ہے - سڑکون پر اکثر تختہ بندی کے
پٹاؤ ہین جنھون نے گرمی کو کھو دیا اور شہر کو خنک کر دیا ہے - چونکہ وقت
بہت قلیل تھا ہمنے فرودگاہ کے پہونچنے مین عجلت کی اور قبل از نماز مغرب
ایک شخص شیخ محمد امین دلال جہاز کے مکان پر آکر قیام کیا اور شام کا

کھانا بھی انھین کے یہان کھانے کا اتفاق ہوا اب شب ہو گئی صبح کو
انشاء اللہ تعالیٰ جو حالات اور ہونگے وہ درج روزنامچہ ہونگے ۔

۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۴ء ۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۱ھ

مقام جدہ شریف

کل یہ ذکر کرنے سے رہگیا کہ قبل مغرب مین ٹیلیگراف آفس کو گیا
اور چاہا کہ اپنے وطن کو خیر و عافیت سے پہونچنے کا تار دیدون لیکن
سب سے پہلے یہ دقت پیش آئی کہ ملازمان ٹیلیگراف میری زبان نہ سمجھتے
تھے کسی قدر انگریزی سمجھتے تھے مگر انگریزی مین میری کسی بات کا جواب
نہ دیتے تھے آخر کار ایک عرب مترجم کی مدد لی اور اسنے بھی ترکی
ملازمون کے سمجھانے مین بڑی دقت اٹھائی جب سب مضمون سمجھا چکے
تو محصول مین یہ دقت پیش آئی کہ نوٹ یا روپیہ لینے سے ملازمان تاربرقی
نے بالکل انکار کیا اور اس بات پر ضد کی کہ سوا ے فرنگ کے
اور سکہ وہ قبول نہ کرینگے بہرحال ناچار ہو کر اپنی فرودگاہ کا
راستہ لیا ۔

شب کو بعض معزز لوگ جدے کے جمع ہوے اور اُنسے یہ
معلوم ہوا کہ مکۂ معظمہ سے مدینۂ منورہ کو یا تو آج قافلہ روانہ ہو گیا ہوگا
یا کل جائیگا بعض اشخاص نے یہ بھی بیان کیا کہ اگر اکثر حجاج آمادہ

ہو جائینگے تو یہاں سے بھی قافلہ روانہ ہوسکتا ہے۔ بہرحال بہت کچھ
مشورے کے بعد یہ امر آج پر موقوف رکھا گیا تھا کہ بعد صحت روانگی
قافلے کے تدبیر مناسب کیجائیگی ہمنے وطن کے واسطے چند خطوط شب کو
لکھ رکھے تھے وہ آج ڈاک مین ڈالدیے گئے اور ایک جوابی تار مکہ معظمہ
کو بدریافت حال روانگی قافلہ کے عبداللہ کی معرفت روانہ کیا گیا ذرا سا
آفتاب بلند ہوا ہوگا کہ ہمنے یہ مناسب جانا کہ حضرت حوا علیہا السلام کی
قبر کی زیارت کر آوین چنانچہ کچھ حصہ شہر کی آبادی کا دیکھتے ہوے باب مکہ
سے گذرتے ہوے قریب ایک میل کے گئے ہونگے کہ ایک پختہ
چار دیواری نظر آئی راستہ مین بہت سے فقیر ملتے گئے جب دروازہ
پہونچے تو بواب نے ہمارے جوتے رکھوا لیے اور ہمنے برہنہ پا
دروازے کے اندر قدم رکھا سب سے پہلے ایک چھوٹی سی لکڑی کی بنی
جو زمین سے چار فٹ کے قریب بلند ہوگی کچھ سفید پوش عرب ملے
جنھون نے ہم سے فاتحہ پڑھوایا اور ہم سے یہ اشارہ کیا کہ جو پتھر
لکڑی کے آگے نکلا ہوا ہے اُسپر ہم اپنا ماتھا ٹیکین مجھ کو اسوقت
دادی جان کی گود یاد آگئی اور مین خندہ پیشانی مجاورون کے
ہاتھ مین چاندی کے ٹکڑے ڈالتا ہوا آگے بڑھا ہر جگہ فقیرون کے
ہجوم تھے اور چاندی کے ٹکڑے ناکافی سمجھ کر تانبے کے قلیل القیمت

سکے لیے جو اُن فقیرون کے پاس کثرت سے موجود تھے اور جنکو
وہ فردانیان کہتے تھے الغرض پہلے مقام سے جسکو مجاور لوگ سرھانا
بتلاتے تھے چل کر ایک اور چھوٹی سی پختہ کوٹھری و کھڑکی کے پاس
پہونچے وہان بھی اسی طرح سے فاتحہ خوانی کی گئی اور وہان سے
پھر مجاورون کو نذر دیتے ہوے تیسرے مقام پر پہونچے جو ناف کے
نام سے مشہور تھا وہان بھی اسی طرح عملدرآمد ہوا۔ چوتھی جگہ بھی یہی عملدرآمد
ہوا اور یہ مقام زانو کے نام سے مشہور ہے یا پائین کہا جا سکتا ہے۔
قبر کا کوئی خاص نشان نہین ہے البتہ دور تک دونون طرف دیوارین
چار چار فٹ اُٹھی چلی گئی ہین کہین کہین اُنمین سبزہ بھی بو یا ہے یہ
امر متحقق نہین ہے کہ یہی مزار حوا علیہا السلام کا ہے مگر لوگ اسی جگہ پر
اُنکا دفن ہونا مشہور کرتے ہین۔ اس احاطۂ قبرستان مین اور بھی
چند مزار ہین وہان بھی فاتحہ خوانی کی گئی اور پھر اُسی راستہ سے
جاے قیام پر لوٹے کہ جس راستہ سے گئے تھے۔ اس شہر مین کثرت
سے تجارت پیشہ آباد ہین اور بڑے بڑے مالدار ہین عمارتین بالعموم
پختہ چونے و پتھر کی بنی ہین صحن عمارتون مین نہین ہین البتہ بعض
بڑی عمارتون مین روشنی کی غرض سے اور ہوا کی گذر کے لیے موقع
مناسب پر تھوڑی سی جگہ مربع یا مستطیل چھوڑ دی گئی ہے دیوارون مین

جا بجا لکڑی کے بند دیے گئے ہین چھتین بالعموم نیچی ہین۔ مکانات
اکثر پانچ چھ منزل کے ہین اور ہر منزل مین خوشنما کھڑکیان کھولی
گئی ہین جنکے آگے خوب خوب صنعتون کے ساتھ لکڑی کا کام کیا گیا
ہے۔ دور سے یہ عمارتین نہایت ہی خوشنما دیکھ پڑتی ہین ہر مکان مین
پاخانے کا ایک مخزن ہے جو حسب ضرورت برسون مین کبھی صاف
ہوتا ہے۔ ہندوستانی سنڈاس بہت کچھ اسکے مشابہ ہے مثل
ہندوستان کے یہان خاکروب نہین جو میلا صاف کرین نشستگاد
ان مکانون مین بہت پر تکلف اور اچھی تراش خراش کی بنی ہین اور
اس سے زیادہ مین نہین سمجھا سکتا کہ وہ اسکے مثل ہین کہ کسی کمرہ مین
دیوارون سے لگاکر سیدھی سیدھی کوچین برابر بچھا دیجائین اور
دیوارون کے رخ پر دو دو تین تین فٹ کے لمبے تکیے ڈیڑھ ڈیڑھ
فٹ بلند اور چار چار انچ موٹے آرام کے واسطے لگا دیے جائین
تکیے خوش وضع چھینٹ کے ہین اور اُنکے نصف حصۂ بالائی پر
اکثر سفید حاشیہ دار غلاف چڑھا ہوا ہے۔ الغرض شہر کی
آبادی دیکھتے بھالتے جب اپنی فرودگاہ کے متصل پہونچے تو
ایک ہوا مین اڑتے ہوئے اخبار کے پرچہ نے ہماری جویا آنکھون
کو دفعتاً اپنا مخاطب بنایا۔ مین نے اسکو بیتابانہ دوڑکر اُٹھایا۔ دیکھا تو

ایک عربی زبان کا اخبار ہے جو ۱۱ شوال ۱۳۱۱ھ (مطابق ۱۰ اپریل ۱۸۹۴ء)
کا مطبوعہ ہے۔ ناصیۂ اخبار پر الحاضرہ لکھا ہے اور مقام ٹیونس کا چھپا ہوا
ہے اول تو سراسری نگاہ سے جھٹ پٹ ادھر سے اُدھر ورق لوٹ
پوٹ کر دیکھ لیے پھر پڑھنا شروع کیا تو طول مضامین سے بوجہ
نہ ہونے مہارت کے جی گھبرایا اور آخر کار چھوٹی چھوٹی خبرون پر
نگاہ کو دوڑایا ایک جگہ یہ خبر لکھی پائی کہ شریف سروری کو کسی نے
مابین جدہ و مکۂ معظمہ کے راہ مین قتل کیا۔ دریافت کرنے سے پایا گیا کہ
یہ واقعہ حال کا ہے اور سنا گیا کہ کسی بدو نے اپنے رشتہ دار کے
خون ناحق کا بدلہ لینے کے لیے شریف مذکور کو قتل کر ڈالا خیر سرچہ باشد
اسمین کوئی شک نہین کہ یہ چھوٹا سا راستہ بھی جو پچیس کوس سے زائد
نہ ہوگا پُر خطر ہے۔ اب انتظار اسکا ہے کہ مکۂ معظمہ سے تار کا جواب
آتا ہوگا لیکن یہ مناسب سمجھا گیا کہ جب تک تار کا جواب آوے اونٹ
کرایہ کر لینا چاہیے آخرش مکۂ معظمہ ہو کر چلنا پڑیگا کیونکہ یہ تحقیق ہو گیا کہ
ینبوع کا جانیوالا کوئی اسٹیمر اسوقت تیار نہین اور جو مسافر کہ ہند
سے آتے ہین وہ جدہ سے سیدھے مدینۂ منورہ کو جانے پر
متفق نہین۔ عبداللہ سے کہا گیا کہ وہ اونٹون کا انتظام کرلے ہم نے
کھانا کھایا اور جانے کی فکر مین مصروف ہوے۔ ہمارے ہم قافلون کے

اونٹ تو دو پہر سے قبل آ گئے اور انھون نے بار کرنا بھی شروع کر دیا
بعد ازان ہمارے اونٹ بھی آ گئے اور ہمارے آدمیون نے اسباب
کی درستی بھی شروع کر دی ہم نشستگاہ سے بیٹھے اپنے ہم قافلون
کے اسباب لادنے کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ یکبارگی کیا دیکھتے ہین
کہ اونٹ تتر بتر ہوے جاتے ہین شغدف کہین شبری کہین پھینکی
جاتی ہے۔ اسباب حاجیون کا بار کرا کرایا اُتار اُتار کر پھینکا جاتا ہے
اونٹون کے بیچ مین ترکی سپاہی گھوم رہے ہین کسی بدو کا گلا اور
کسی اونٹ کی مہار پکڑے ہوے ہین اور ایک غل وشور مچا ہوا
ہے۔ الغرض چخ چخ کر کے ترکیون نے اونٹ بٹھلائے اسباب
اُتار پھینکا اور اونٹ لیکر لمبے ہوے۔ بعض بدو اسوقت روپوش
ہو گئے بعضے لڑتے جھگڑتے ساتھ گئے۔ دریافت سے معلوم ہوا
کہ کچھ سلطانی فوج مکہ معظمہ کو کوچ کریگی اُسکی باربرداری کے واسطے
یہ اونٹ بیگار مین پکڑے گئے اب بیچارے حاجیون کو دیکھا کہ دلشکستہ
عجب پریشانی و مایوسی کے ساتھ اپنا اسباب گرا پڑا اُٹھا رہے ہین
اور جہان کا تہان رکھ رہے ہین۔ اب پوری نا امیدی ہو گئی کہ آج
کسی طرح سے روانگی نہین ہو سکتی۔ ہم اسی کا شکر کرتے ہین
کہ ہم کو اسباب بار کرا دینے کی نوبت نہ پہونچی تھی ورنہ زحمت کے

علاوہ خفت بھی اُٹھانا پڑتی - اب بےبسی ہے کیا کیجیے - دریافت سے
معلوم ہوا کہ یہ اونٹون کی گرفتاری کچھ ہمارے ہی محلہ مین نہین ہوئی
بلکہ شہر مین جابجا اسی طرح سے ہوئی اور ایک جگہ تو حاجیون سے
مارپیٹ کی بھی نوبت پہونچ گئی - الٰہی توبہ یہ سفر اور یہ دھینگا مشتی -
عصر کی نماز کے وقت مکۂ معظمہ سے تار کا جواب پہونچا اور معلوم ہوا
کہ قافلہ کل مدینۂ منورہ کو روانہ ہو گیا اور اب اُسکے ملنے کی کوئی
صورت نہین - البتہ ایک ترکیب یہ باقی ہے کہ مین اپنا اسباب
یا تو جدے مین چھوڑ دون یا جناب مولوی صاحب قبلہ کے ساتھ
مکۂ معظمہ روانہ کر دون اور خود تن تنہا ایک بدو کی معیت مین سانڈنی پر
سوار ہو کر چلا جاؤن لوگ یہان کے کہتے ہین کہ اس ترکیب سے
رابق مین قافلہ مل جائیگا اور پھر اختیار رہیگا خواہ براہ راست مدینۂ منورہ
چلا جاؤن یا قافلے کے ساتھ رہون - بہرحال عبداللہ نے وعدہ
کیا کہ وہ کسی معتبر بدو کو کل تک بُلوا دیگا اور سانڈنی کا انتظام معقول کردیگا
قریب غروب آفتاب جی چاہا کہ چل پھر کر کچھ دیکھین چنانچہ بازار دیکھتے
ہوے جیسے ہی ایک سلطانی پولیس کی چوکی کے پاس پہونچے
بائین جانب سے اللہ اکبر کی آواز سنائی دی اور یہ پہلی اذان کی
آواز تھی جو ملک عرب مین ہمکو سنائی دی - القصہ وہین سے رخ

موڑا اور مسجد کا راستہ لیا مسجد قریب تھی صحن مسجد مین کھڑے ہوکر
تا دیر موذن کی طرف نگاہ لڑائے رہے اور اُسکی خوش الحانی کا لطف
اُٹھاتے گئے یہ مسجد ملک عرب کی مساجد کا پہلا نمونہ ہے۔ جو ہماری
نظر سے گذرا۔ کوئی گنبد مسجد مین نہین نہ لداؤ کی چھت ہے بلکہ لکڑی
سے پٹی ہوئی چھت ہے اور ایک مینار جو مسجد کے دروازۂ مشرقی پر
بلند ہے محض اذان کے لیے تعمیر کیا گیا ہے نہ کہ زیبائش عمارت
کے واسطے۔ اسی مینار پر یہ موذن اذان دے رہا تھا اور اسکو
بحالت اذان ایک جگہ قرار نہ تھا بلکہ مینار کے چارون طرف گھوم
گھوم کر ہر سمت اُسنے اذان کے کلمات پہونچا دیے۔ موذن کے
مینار سے اُتر آنے پر بھی ہمنے جب جانب مغرب نظر کی تو یہ شبہہ ہوا
کہ ابھی آفتاب کا کنارہ باقی ہوگا۔ لیکن یہ گمان غلط تھا مغرب کی
سرخی کا عکس جو سمندر پر پڑ رہا تھا اُسنے تابش پیدا کر رکھی تھی اور
دن نظر آتا تھا۔ الغرض موذن نے اُترتے ہی تکبیر کہی اور جماعت
کھڑی ہوئی اس جماعت مین چارون مذہبون کے لوگ شریک
تھے اور کئی ملک کے تھے عجب لطف تھا کوئی ہاتھ باندھے اور
کوئی ہاتھ کھولے نماز پڑھتا تھا کوئی آمین چلا کر اور کوئی آہستہ
کہتا تھا لیکن ایک ہی امام حنفی المذہب کے سب مقتدی تھے

ترک اپنی وردی پہنے جوتون سمیت نماز مین مصروف تھے۔ بعد مغرب مسجد سے اُترے اور فرودگاہ کا راستہ لیا۔ لب دریا ہونے کی وجہ سے جدے کی آب وہوا بہت مرطوب ہے دن کو توکسی قدر تمازت آفتاب سے گرمی ہوتی ہے مگر شب بہت خنک ہوتی ہے۔ کل شب کو توہم کو مکان کے اندر بھی بغیر اوڑھے نیند نہین آئی۔

۱۴- مئی سنہ ۱۸۹۶ء - ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۳ھ

مقام جدہ

شب کو بہت خنکی تھی حتی کہ رضائی اوڑھنے کی نوبت پہونچی آج پھر صبح سے روانگی کی فکر درپیش ہوئی۔ ایک بدو اچھے سفید کپڑے پہنے سر پر پھُندنے دار ریشمی رومال باندھے جنبیہ سُنہری کام کا آڑا کمر مین لگائے موچھین چڑھائے ہماری نشستگاہ مین کوئی نو بجے پہونچا اُسکی صورت سے سختی برستی تھی کچھ بہت قدآور دفربہ نہ تھا میانہ قدون سے کچھ تھوڑا ہی نکلتا ہوا تھا جسم اُسکا خوب مضبوط گویا ٹھونک کر گڑھا ہوا تھا رنگت گندمی مائل بہ تیرگی آنکھون مین تھوڑی رعونت تھی پیشانی بلند لیکن مکدر۔ ناک نکیلی ٹھوڑی پر سے داڑھی ندارد تھی۔ آتے ہی سلام علیکم کر کے بیٹھ گیا۔ عبداللہ و دیگر اعرابی اُس سے ہمکلام ہوے ہم تو اُسکا تماشاہی دیکھا کیے۔ معلوم ہوا

کہ یہی بدو ہے جو مجھ کو مدینۂ منورہ اپنے ذریعہ و ذمہ داری سے
پہونچانا چاہتا ہے کہتا ہے کہ ایک سانڈنی میری سواری کو دیگا اور
ایک بدو میرے ہمراہ دوسری سانڈنی پر کریگا اور پانچ یا چھہ روز مین
مدینۂ منورہ پہونچا دیگا۔ جب یہ گفتگو ہم سُن چکے تو ہمارے جناب قبلہ
مولوی صاحب مدظلہ نے میرے تحفظ جان کے لیے ہر پہلو سے
گفتگو کی بدو یہ کہتا تھا کہ وہ اسکا ذمہ دار ہے کہ چھ روز کے اندر مجھ کو مدینۂ منورہ
پہونچا دیگا اور دو سو روپیہ لے گا لیکن جب اُس سے یہ پوچھا جاتا تھا
کہ راستہ مین کوئی واردات تو نہ ہونے پاویگی تو وہ یہ جواب
دیتا تھا کہ جہانتک اُسکے رشتہ دار و شناسا راہ مین ملینگے وہ کوئی زحمت
نہ پہونچائینگے اور آیندہ تقدیر۔ آخرش جب ہمارے شفیق و ہمدرد نے
کوئی اطمینان کا جواب نہ پایا تو مجھ سے باصرار فرمایا کہ ہرگز تنہا جانے کا
قصد مت کرو مین نے بھی خیال کیا کہ بدو کے ہاتھ مین تنہا پڑنا واقعی
جان پر کھیلنا ہے اور ممکن ہے کہ یہی بدو میرا قاتل ہو۔ بس مین نے
سکوت کیا۔

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

آخر کار اب یہی قرار پایا کہ سب کے ساتھ مکہ معظمہ چلوں اور اگر کوئی

فکر وہان سے ممکن ہو تو کرون۔ دو پہر تک ہمارے اونٹ آ گئے
اور اسباب بار کرا دیا گیا۔ چار بجے دن کو چارون طرف سے حاجیون
کے اونٹ چل نکلے اور باب مکہ سے سب نکل کر ایک میدان مین جمع
ہوتے گئے ہم بھی پا پیادہ باہر گئے اور ایک قہوہ خانے مین جا کر
بیٹھ گئے چار کی پیالیان پین اور اس کا اِنتظار کیا کہ جب سب اونٹ
شہر کے باہر ہو جائین اور قافلہ تیار ہو جاے تو چلین۔ قریب ایک
گھنٹہ کے ہمکو انتظار کرنا پڑا۔ اس قہوہ خانے کے قریب ایک مسجد
بھی ہے اسمین نماز عصر ادا کی اور اپنے اونٹ پر سوار ہو گئے ہمنے
شغدف مول نہین لیا بلکہ کرایہ کر لیا ہے۔ البتہ ایک شبری بازار مین خرید
کی ہے ایک سیڑھی شغدف پر چڑھنے کو خرید کی تھی سو آنے دیر
نہ ہوئی کہ کوئی چرا لے گیا۔ خیر اسوقت تو ملنگے تانگے کام نکل گیا آیندہ
خدا حافظ۔ شہر سے قریب نصف میل کے چلے ہونگے کہ کچھ عمارتین
نظر آئین دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ عمارتین خالی پڑی ہین جدے
کے امیر سوداگرون نے اس غرض سے انکو تعمیر کرایا ہے کہ بحالت
زیادتی گرمی کے وہ یہان آ کر شب گزاری کرتے ہین اور شہر مین نہین
رہتے۔ قریب ایک میل کے چلے ہونگے کہ تربوزون کے کھیت ملنا
شروع ہوے نہ تو یہان زمین کی مٹی نظر آتی ہے نہ آبپاشی کا کوئی

سامان سے ہے صرف ریتا ہے جسمین یہ تربوز کی بیلین ہریاری ہین جدہ سے دو راستہ جانب کہ معظمہ پھوٹے ہین ایک تو ہماری بائین جانب ہے جسپر تار لگا ہوا ہے اور ایک یہ جسپر ہم چل رہے ہین ہمکو دن ڈوبنے تک وہ قافلے نظر آیا کیے جو ہماری بائین جانب سے گذر رہے تھے دریافت سے معلوم ہوا کہ گو وہ سڑک شاہی ہے جسپر تار لگا ہے لیکن خطرناک ہے اسوجہ سے ہمارے قافلہ نے دوسرا راستہ اختیار کیا ہے۔ بہرحال شام ہوگئی کچھ موٹی موٹی گھاس جا بجا ہمکو ریت مین ملتی چلی گئی اب پہاڑیون کا سلسلہ دونون طرف نظر آتا ہے اور ریت کا میدان ہے۔ ہم کھانا کھاکر سوار ہوئے تھے مجھکو تو اونٹ کی سواری اور شغدف کی جنبش سے کوئی تکلیف نہین پہونچی اور غالبًا اسوجہ سے تکلیف نہین ہوئی کہ مین گھوڑے کی سواری کا عادی ہون مگر جناب قبلہ مولوی صاحب مدظلہ کو سخت تکلیف ہوئی اور قریبًا دس بجے شب کو انھون نے اونٹ سے اترکر کچھ دور بمعیت عبداللہ پیدل چلنا پسند کیا اور بعد کچھ دیر کے پھر سوار ہوگئے۔

۱۵ مئی ۱۸۹۶ء ۔ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ

مقام جدہ

شب کو جناب مولوی صاحب مدظلہ نے کچھ دور پیدل چلنا

اختیار کیا تھا دونون جانب ببول کے درخت ملے تھے اور کبھی کبھی اسقدر
اُنسے متصل ہمارا اونٹ نکلتا تھا کہ ببول کی ڈالیان ہماری شغدف پر
رگڑتی جاتی تھین صبح ہوتے ہی دور سے ایک سفید نشان نظر آیا
اور جون جون قریب ہوئے معلوم ہوا کہ ایک کنوان پختہ بنا ہے اور
اُس سے مسافر پانی پیتے ہین اِس کنوین سے تھوڑی دور آگے ایک
کھجور کا باغ نظر پڑا ہمارے جمال نے کہنا شروع کردیا کہ اب منزل
قریب پہونچی - جہان یہ گفتگو جمال سے ہوتی تھی اُسکے داہنی جانب
ایک پہاڑی نظر آتی تھی جمال کہتا تھا کہ یہ مقام نخرہ ہے اور یہان بھی
قافلے والے منزل کیا کرتے ہین - دھوپ اچھی طرح نکل آئی لیکن
قیام گاہ کا پتہ نہین - جمال بار بار یہی کہتا ہے کہ اب پہونچے اب پہونچے
وہ کھجورون کا باغ بھی بائین طرف چھوٹ گیا اور دھوپ مین حرارت
بڑھ چلی شغدف مین جھومتے جھومتے جی گھبرا اُٹھا آنکھین منزل کو
ڈھونڈھنے لگین آخرش انتظار کرتے کرتے کچھ جھونپڑے نظر پڑے
اور کچھ سفید عمارت اور ایک آدھ ڈیرہ بھی دکھلائی دیا اور لوگ
کہہ اُٹھے کہ یہی حدہ ہے قریب آٹھ بجے دن کے ہمکو ایک جھونپڑے
مین اُترنے کا اتفاق ہوا وہ سفید عمارت جو ہمکو دور سے نظر آتی
تھی دراصل مسجد ہے جسکو عسکر سلطانی اپنے استعمال مین رکھتے ہین

اور اُسکی بغل مین ایک خیمہ کھڑا ہے جسمین بعض سوار مقیم ہین اُترتے ہی
پہلے پانی کی فکر پڑی جسکی ایک بوند ہمارے پاس باقی نہ تھی کیونکہ جو
صراحیان جدے سے شغدف مین لگا کر چلے تھے اُنکا پانی جمال
وغیرہ نے پی کر اُنکو خالی کر دیا تھا۔ مین نے کھڑے ہو کر دیکھا تو جانب
شرق ایک کنوان نظر آیا اور اُسپر بعض حبشی پانی بھر رہے تھے
مین تو بے تکلف لوٹا لیکر اُسکی جانب چلتا ہوا۔ کنوین پر پہونچا ایک
حبشی سے لوٹا دکھا کر پانی مانگا اُسنے مہربانی کر کے بھر دیا مین اپنی
ضروریات سے فارغ ہو کر فرودگاہ پر لوٹا اور عبداللہ کو بھیجا تاکہ بازار
سے جا کر کچھ کھانا خرید لائے۔ اتفاق وقت سے کچھ سلطانی فوجی
سپاہی بھی آج سفر کرتے ہوے جدے سے آئے ہین اور اُنھون
نے یہان بھی دھر پکڑ مچا رکھی ہے۔ چنانچہ جو حبشی حجاج کے لیے
گدھون پر آب شیرین بار کیے ہوے فروخت کو لاتے تھے اُنکو
فوجی سپاہی پکڑ لے گئے اور حاجی بدستور پانی کو ترستے رہ گئے
لیکن دوسری کھیپ پھر گدھون پر آئی اور حجاج مین تقسیم ہوئی۔ اِس
مقام پر نانپز کی دوکان ہے۔ روٹی۔ مرغ۔ انڈے۔ تربوز خربوزے
اور کھجورین فروخت ہوتی ہین۔ ہمنے آج دیر مین کھانا کھایا اور تمام
دن اِسی جھونپڑے مین بسر کی۔ گرمی کی بہت شدت ہے لو کے مارے

باہر پانؤن نہین رکھا جاتا۔ بہرحال ہمنے کھانا کھایا اور بدوؤن کو کھلوایا
اور لیٹ رہے۔ بعد نماز ظہر کے بدوون نے چلنے کی تیاریان شروع
کین مگر ہمنے منع کیا کہ ابھی دھوپ اور لو کی شدت ہے چنانچہ چار بجے
دن تک ٹھہرے رہے اُسکے بعد سوار ہوکر مکہ معظمہ کو چلے اِس
منزل مین اونٹون کی لگاتار قطار نہین ہے۔ بلکہ چھوٹی چھوٹی قطارون
کے ٹکڑے الگ الگ ہین اور بیچ بیچ مین تھوڑا فصل ہے۔
حدے سے کچھ دور آگے چل کر زمین نظر آئی اور جھاڑیان ملین اگر
یہ زمین درست کی جائے تو جیسے حدے مین بعض کھیت ہمکو نظر
آئے ہین یہان بھی کھیت ہوسکتے ہین۔ لیکن ملک کی ناواقفیت
کی وجہ سے ہم نہین کہہ سکتے کہ پانی کہان سے آبپاشی کو پہونچ سکتا ہے
بعض بعض جگہ بدوون کی چھوٹی چھوٹی آبادیان راستہ مین ملین
شام کے قریب ایک جگہ فاختہ کا غول عین راستہ پر چگتا نظر آیا
ہندوستان کی فاختہ سے اور اِنسے سر مو فرق نہین ہے یہ
پہلی چڑیان ہین جنکو ہمنے سرزمین عرب پر دیکھا بلکہ اور آج تک بھی
ہمکو تمام راستہ مین اکثر اونٹون کی کھانکر مین ملا کی ہین بجز
کی رفاقت نہ بیدا ہے اور جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس خشک
ریگستان کے ملک مین اسقدر کا [illegible] جانور ہے [illegible]

اُس سے تمام راہ گیر نفع اُٹھاتے ہین اور اُسکی ہڈیان اُنکو راستہ کا نشان بتاتی جاتی ہین - ورنہ اس ریگستان مین مشکل سے کوئی اور نشان ٹھہر سکتا ہے جمال کا مقولہ ہے کہ یہ منزل چھوٹی ہے اور قریب نصف شب کے مکہ معظمہ پہونچ جائینگے - یہ جمال لوگ سب بدوین دیہاتی عربی بولتے ہین اور اکثر شب کو گاتے چلتے ہین مگر کوئی لفظ اُنکا سمجھ مین نہین آتا - ہماری بولی بھی وہ نہین سمجھتے لیکن معمولی ہان نہین کے الفاظ سمجھتے ہین اور باقی اشارون پر کام کرتے ہین ہمکو اُنسے گفتگو کرنے مین آسانی اِس وجہ سے ہے کہ ہم ایک مترجم اپنے ساتھ رکھتے ہین - اور میرے نزدیک امرا کو یا تو کوئی ایسا لائق مترجم جو روزمرہ کے محاورات عرب کو سمجھ اور بول سکتا ہو ہند ہی سے اپنے ساتھ لانا چاہیے یا جدے سے نوکر رکھ لینا چاہیے ورنہ بجز اُس صورت کے کہ وہ خود زبان کو سمجھ و بول سکتے ہون عجب وقت پیش آئیگی - بالخصوص ایسے لوگون کو جو حالات کے دریافت کرنے کے شایق اور بولتے رہنے کے عادی ہین بہت بڑی تکلیف ہوتی ہے بہت سے معاملات ایسے پیش آتے ہین جنمین بولنے کو جی چاہتا ہے بہت سی چیزین ایسی پیش نظر ہوتی ہین جنسے واقف ہونے کو دل چاہتا ہے مگر عدم واقفیت زبان یا عدم موجودگی مترجم سے جی مار کر رہ جانا پڑتا ہے ہمارے ساتھ اگر مترجم نہ ہوتا تو

خدا جانے ہمارا راستہ اور ہمارا دِن کیونکر کٹتا۔ مترجم کے انتخاب
مین بھی بہت کچھ فکر درکار ہے اکثر نابکار اور خراب لوگ ملتے ہین جو
ہمارے مطلب کے نہین ہوتے اپنے ہی مطلب کے یار ہوتے
ہین۔ پہاڑیون کا سِلسِلہ برابر ملتا چلا جاتا ہے لیکن کسی پہاڑی پر سبزی
نظر نہین آتی۔ دِن ڈوبنے پر ہمنے اونٹ ہی پر نماز مغرب ادا کی اور
کھانا کھا کر سو رہے۔

فصل سوم

زیارت مکہ معظمہ

۱۲ مئی ۱۸۹۴ء۔ ۶-۱۰ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ۔ یوم ربوع

شب کو مین شغدف مین پڑا سو رہا تھا کہ دفعتًا کچھ آہٹ پا کر آنکھ
کھل گئی اور دیکھتا کیا ہون کہ ایک بدو ہمارے چلتے اونٹ پر چڑھا
کچھ کھسر پسر کرتا ہے۔ غالبًا وہ میرے رفیق جناب قبلہ مولوی صاحب
مدظلہ کی جانب کچھ تاک جھانک کرتا تھا کہ دفعتًا مجھ کو روالور نکالتے دیکھ کر
کھسک گیا اور اس تیزی کے ساتھ غائب ہوا کہ گویا چھلاوا تھا۔
مین نے اِس بدو کو دیکھ کر روالور پر تو ہاتھ پیچھے ڈالا تھا پہلے کون
کون کا شور مچا دیا تھا جس سے اگلے پچھلے مسافر ہوشیار ہو گئے تھے

اور ہمارے مترجم نے جو اگلے اونٹ پر سوار تھا فوراً مجھ سے استفسار کیا
تھا کہ کیا ہے کاش مین ہوشیار نیند نہ سوتا ہوتا یا جاگ نہ اُٹھتا تو کوہان
پہنے کو وہ نہ چڑھا ہو پر مال تو ضرور ہی لیجاتا۔ یہ بدو چلتے اونٹ پر بڑی
صفائی سے چڑھ جاتا تھا اور اب مین بھی اُسکی طرح سے چڑھنا سیکھونگا
سیڑھی کا لگانا اور شغدف پر چڑھنا بہت بڑا تکلف کرنا ہے شب کو
ہم سوتے چلے آتے تھے کہ کچھ لوگون کی گفتگو اور لبیک کی آوازون نے
مجھے بیدار کیا اور اُس وقت معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ کی آبادی نظر
آنے لگی دور سے عمدہ روشنی کی لالٹینین چمکتے ہوے نور کے تارے
معلوم ہوتی تھین۔ ذرا ہی آگے بڑھے تھے کہ دونون جانب راستہ
کے مکۂ معظمہ کے لوگ سفید پوش قافلے کے استقبال اور انتظار مین
کھڑے نظر آئے اور ہر ایک نے اُنمین سے ہم سے اور سب قافلہ والون
سے یہ سوال کرنا شروع کیے کہ ہم کسکی مطوفی مین ہین یہ بھاری مجمع جسکا سلسلہ
قہوہ خانہ تک چلا گیا تھا مطوفون کا تھا اور قہوہ خانہ مین تو بیشمار مطوف
جمع ہوے تھے۔ ہم وہین سے اُتر لیئے اور پا برہنہ چلنا شروع کیا
جس وقت ہم خاص مکہ مین داخل ہو لئے ایک بجے کا وقت تھا غرض
[illegible] گھر پر شامیون کے محلہ مین لے گیا اور اُسی وقت
[illegible] کی گئی۔ ہم جب عبد اللہ کے مکان پر

چڑھتے جاتے تھے کہ نصف زینہ پر عبداللہ کی والدہ اپنے بچہ کے
انتظار مین کھڑی پائی گئی۔ اُسوقت عبداللہ کی ماں کی عجب شادی مرگ
کی کیفیت تھی کیونکہ اُسنے بڑی مفارقت کے بعد اور سفر ہند سے
لوٹنے کے بعد اپنے بچہ کو دیکھا تھا۔ اب ہمنے ضروریات سے
فراغ حاصل کیا اور منتظر اسکے ہوے کہ کب ہمکو بیت اللہ کی زیارت
نصیب ہوگی۔ ہم تو اپنے ذوق مین بھرے زیارت بیت اللہ کی
لَو لگاے تھے اور عبداللہ ہم سے اصرار کرتا تھا کہ ابھی رات زیادہ
ہے کچھ دیر آرام کرلو۔ مگر ہماری آنکھین تو اُدھر ہی لگی تھین نیند کس کو
آئے۔ بہرحال اضطراب و انتظار کے ساتھ گھڑیان ٹال رہے تھے
کہ ایک سریلی آواز نے ہماری بیتابی کو بیحد بڑھادیا۔ عبداللہ نے کہا
کہ اب تیار ہوجاؤ اذان ہوتی ہے۔ ہم تو تیار ہی تھے فوراً اُٹھ کھڑے
ہوے اب اُسوقت کا حال نہ پوچھو کہ کیا تھا ہم خود اپنی حالت کو
نہین سمجھتے تھے کہ ہم کیا کرینگے۔ ہمارے بدن پر رعشہ تھا اور ہمارے
پانوُن ہیبت سے کانپتے تھے اور ہماری آنکھین انفعال سے نیچی تھین
اور ہم حیران تھے کہ کس طرح اپنا مُنہ دکھائین اور کیا لیکر بیت اللہ کو جائین
ہمارا خروش دل ہماری آنکھون کو ہرگز رونے سے اتنی فرصت نہ دیتا
تھا کہ ہم دیکھکر قدم رکھین جناب مولوی صاحب قبلہ نے تو عبداللہ کا

کندھا پکڑ لیا تھا ورنہ چلا بھی نہین جاتا۔ بغیر روئے ہوئے ایک لفظ بھی دعا کا ہمارے منھ سے نہین نکلتا تھا۔ اِس موقع پر مجھے وہ حضرات یاد آتے ہین جو حضرات صوفیہ کے نعرون پر ٹھٹھہ لگاتے ہین اب مین اُنکو دیکھون کہ اُنکے ٹھٹھے کیسے چلتے ہین ٹھٹھہ درکنار یقینًا وہ اپنے نعرون کو روک نہین سکتے اور جیسے ہنستے ہنستے باؤلے بنجاتے ہین۔ یہان روتے روتے اندھے ہو جائینگے۔ الغرض یہ دعا پڑھتے اور لفظ لفظ پر آمین کھینچتے اور قدم قدم پر ڈاڑھین مارتے ہوئے آگے بڑھے اور خدا کے گھر کا راستہ لیا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ہٰذَا الْحَرَمَ حَرَمُکَ وَالْبَلَدَ بَلَدُکَ وَالْاَمْنَ اَمْنُکَ وَالْعَبْدَ عَبْدُکَ جِئْتُکَ مِنْ بِلَادٍ بَعِیْدَۃٍ بِذُنُوْبٍ کَثِیْرَۃٍ وَاَعْمَالٍ سَیِّئَۃٍ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمُضْطَرِّیْنَ اِلَیْکَ الْمُشْفِقِیْنَ مِنْ عَذَابِکَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِیْ بِمَحْضِ عَفْوِکَ وَاَنْ تُدْخِلَنِیْ فِیْ فَسِیْحِ جَنَّتِکَ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ہٰذَا حَرَمُکَ وَحَرَمُ رَسُوْلِکَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعَظْمِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰھُمَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔

جون جون مسجد حرم سے ہم کو قرب ہوتا جاتا تھا ہماری گریہ وزاری بڑھتی ہی جاتی تھی۔ اور ہمارے اختیار سے باہر تھی۔ الغرض

باب السلام تک پہونچا اور جیسے ہی کہ حرم شریف کے اندر پانون رکھا ہم پر دونی ہیبت طاری ہوگئی جسم پر لرزہ آگیا۔ اور تھرتھراتے پانون سے آگے بڑھے ایک نور کا عالم ہمارے سامنے تھا جسکی پہنائی پر نہ ہماری نگاہ پہونچ سکتی تھی اور نہ قلم مین اب یارا ہے کہ لکھ سکے۔

سُبحان اللہ بے نہایت درگاہ ہے اور کیا کہین کہ کیا ہے۔ ہمنے صدق دل سے اور زبان سے اُس بارگاہ صمدیت مین پہونچکر یہ اقرار کیا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

پھر باب بنی شیبہ کے اندر ہوتے ہوئے اور یہ پڑھتے ہوئے کہ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا۔

وہان جا پہونچے جہان کی زیارت کی تمنا ہمکو ہندوستان سے کھینچکر لائی تھی اور جسکی دید کی تمنا ہمنے عمر بھر کی تھی۔

اے خدا قربان احسانت شوم		این چہ احسان است قربانت شوم

پھر تو ہم کو اِسکے سوا کچھ نہ سوجھا کہ ہمنے بسم اللہ کرکے نیت باندھی اور بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد پکار کر حجر اسود کو بوسہ دیا اور بیت العتیق کا طواف کرنا شروع کیا اور جو جو دعائین ہر شوط کے واسطے ترتیب دی گئی ہین وہ خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھین اور بعد ختم طواف حنفی جماعت کی شرکت مین نماز فجر ادا کی جیسے ہی نماز سے فارغ ہوے ایک زمزمی ایک بالٹی آب زمزم کی بھری ہمارے سامنے لایا اور اسپر مصر ہوا کہ خوب جی بھر کے پیو ہم یہ کہتے گئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَّاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ وَّسُقْمٍ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اور پانی پیتے گئے زمزمی کے اصرار پر اصرار نے ہمکو خوب سیر ہوکر پانی پلایا اور ہم بھی شربت کے سے گھونٹ اُتارتے چلے گئے۔ اِسکے بعد ہم مؤدبانہ تعمیل احکام اور اداے ارکان مین مصروف ہوے اور باب صفا سے نکل کر نیت سعی کی باندھتے ہوے صفا کی سیڑھیون پر چڑھے اور کعبہ رو ہوکر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پکارتے ہوے اُترے اور دعا پڑھتے ہوے مروہ کی جانب چلے تھوڑے ہی قدم چلنے کے بعد سبز مینار حرم شریف کا ملا وہان سے ہلکے ہلکے دوڑنا شروع کیا اور تھوڑی دور آگے چل کر پھر ایک مینار اسی نشانی کا ملا وہان دوڑنا

ختم کیا اور معمولی قدمون سے چلتے ہوئے مروہ کی سیڑھیون پر جا چڑھے صفا سے مروہ تک پہونچنے کو ایک شوط یعنی پھیرا کہتے ہین اسطرح سے سات پھیرے کیے گئے اور اُسکے بعد ہم اپنی فرودگاہ پر واپس آئے چونکہ ہمنے احرام قران کا باندھا تھا لہٰذا حجامت نہین بنوائی گئی نہ احرام کھولا گیا یہ ارکان بعد ادائے حج کے ادا کرنا ہونگے فرودگاہ پر پہونچکر ذرا ٹھنڈے ہوئے تھے کہ اتنے مین منشی خیراللہ خانصاحب مہاجر اور چند اور احباب تشریف لائے منشی خیراللہ خان صاحب نے ایک خط میرے گھر کا جو اُنکے پتہ سے پہونچا تھا اور ایک خط جناب قبلہ وکعبہ بھائی حاجی مرزا نثار علی بیگ صاحب مدظلہ کا جو خود اُنکے یعنی منشی خیراللہ خانصاحب کے نام سے گیا تھا دیا۔

مین نہین کہہ سکتا کہ ایک مدت کے بعد اور ایک بھاری سفر کے بعد جب یہ خطوط مجھ کو ملے ہین تو میرے دل کی خوشی کے مارے کیا کیفیت تھی۔ الغرض اپنے کامون سے فارغ ہوئے اچھے اچھے عرب کے کھانے کھائے اور ہزار ہا شکر اُس درگاہ بے نیاز مین بھیجے جسنے ہم سے ناچیزون کو آستانہ بوسی کے اعزاز و افتخار سے محروم نہین فرمایا اور ہمکو ہماری محنت کا ثمرہ بخشا اور یہ توفیق دی کہ آج ہم مکہ مین موجود ہین۔ ورنہ ہم کہان اور یہ دولت کہان۔ ہ شکر نعمتہائے تو

چند آنکہ لکھتا ہے تو۔ بارہ بجے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہوگی کہ اذان کی
آواز آنا شروع ہوئی اور معلوم ہوا کہ یہان ظہر کی نماز بہت ہی جلدی
ہوتی ہے فوراً وضو کر کے مسجد حرم کا راستہ لیا اور باب زیادہ
سے داخل حرم شریف ہوکر جماعت کی شرکت کی اور عصر کے
وقت تک وہین ذکر و شغل مین مصروف رہے اور خانۂ کعبہ کی دید سے
دل بھرا اور اُسکی زیارت سے ثواب لوٹے یقیناً ہندوستان مین ظہر
کی نماز کا وقت تھا جسوقت نماز عصر کے واسطے اذان میناروں سے
پکاری گئی جنکو خاص لوگی ہے وہ تو دم بھر حرم شریف سے علٰحدہ ہی
نہین ہوتے اور خانۂ کعبہ کے نظارے سے اُنکو سیری ہی نہین
ہوتی ہزارون آدمی ہر وقت عبادت مین مصروف اور مسجد حرم کے
اندر باوضو موجود رہتے ہین اور اذان سنتے ہی دوکاندار اور دیگر
ملکی اور مسافر کثرت سے جمع ہوجاتے ہین اور جماعت کے شریک
ہوتے ہین۔ بعد عصر یہ فکر پیدا ہوئی کہ کرایہ پر مکان تلاش کرین کیونکہ
ہم اسوقت تک عبداللہ کے گھر بطور مہمان مقیم ہین۔ ہم اپنی فرودگاہ پر
لوٹے اور یہ فکر کر رہے تھے اور اپنی خیر و عافیت کے خطوط وطن بھیجنے
کو لکھ رہے تھے کہ ہمارے جہاز کے رفیق شیخ رحمت اللہ ہمکو
تلاش کرتا ہوا پہونچے اور انھون نے ہم سے بہ اصرار فرمایا کہ ہم اُنکی

سعیت اختیار کرین کیونکہ جس مکان مین اُنکا قیام ہے اُسمین ہمارے
واسطے گنجایش کافی ہے ۔ مولوی صاحب قبلہ نے بھی اسی پر اتفاق رائے
کیا اور اب یہ طے ہو گیا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ نقل مکان کرینگے کسی قدر
دن رہے سے مسجد حرم شریف مین پہونچے اور خانۂ کعبہ کے طواف
کیے گو اسوقت دھوپ فرش طواف پر مطلق نہین تاہم پتھر کا فرش
زیادہ گرم ہے طواف تو کسی وقت بند ہی نہین ہوتا چاہے کیسی ہی
دھوپ کیون نہ ہو یا کیسا ہی شدت کا پانی کیون نہ برسے مگر ہر شخص ایسے
موقعون پر طواف نہین کرسکتا ۔ ایک حافظ صاحب نے جو ہند سے
تشریف لائے تھے غضب کی ہمت کو صرف فرمایا اور سچ یہ ہے
کہ جب جوش دل پیدا ہوتا ہے تو دنیا و مافیہا کی خبر نہین رہتی حافظ
صاحب موصوف نے عین دوپہر مین برہنہ پا طواف کیا اور مین نے
دیکھا کہ اُنکے پائون مین آبلے پڑ گئے تھے ۔ ایک بار کا ذکر سنا جاتا ہے
کہ شدت سے بارش ہوئی اور حرم شریف مین تمام پانی بھر گیا اور
زمین سے اسقدر پانی بلند ہوا کہ در کعبہ کو جا چھوا جو اسوقت سطح زمین سے
چھ فٹ بلند ہے مگر لوگ اُسوقت بھی طواف کرتے تھے اور پانی مین تیرتے جاتے تھے[1]

---

[1] یقیناً یہ ذکر بہت پرانا ہے اور اُسوقت کا ہے جبکہ ۱۲۰۰ھ مین خانۂ کعبہ کو شدت بارش سے صدمہ پہونچا تھا ۔

جو لوگ گرمی کے متحمل نہین ہوتے وہ وقت طواف سلیپر پہن لیتے ہین
جو مخصوص حرم شریف مین چلنے کے واسطے بنائی جاتی ہین۔ الغرض
ہم جیسے ہی کہ طواف سے فارغ ہوے اذان مغرب ہونا شروع
ہوئی اور ہمنے حنفی مصلے کے عقب جاکر جانماز پر جگہ لی اور نماز مغرب
ادا کی اسوقت روشنی حرم شریف کی قابل دید ہے۔ سبحان اللہ ہمکو
تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسوقت آسمان پر ہین جدھر دیکھو نور کے
تارے دمک رہے ہین۔ صحن مسجد حرم شریف کے گرد جو عمارت
محرابدار بطور خانقاہ بنی ہے اور جو سب مسجد کے اندر داخل ہے۔
وہ روشنی سے اسطرح آراستہ کی گئی ہے کہ جگمگا رہی ہے ہر در
مین پانچ پانچ سفید ہانڈیان خوشنما زنجیرون مین آویزان ہین اور
اُنکے اندر زیتون کے تیل کے بھرے گلاس روشن ہین اور خاص
خانۂ کعبہ کے گرد جو حلقۂ طواف بیضاوی بنا ہے وہ فلزاتی ستونون
سے محدود ہے اور سنہری گلزیان آنکی بہت ہی پیاری نظر آتی ہین
ہر دو ستونون کے وسط مین سات سات ہانڈیان اسی طرح سے
اُتار چڑھاؤ کے ساتھ آویزان کی گئی ہین کہ وہ بیل کے طور پر نظر
آتی ہین اور اِس قسم کی ترتیب سے جسکو مین نے اپنی عمر مین
آج ہی دیکھا ہے وہ خالی نہین ہے۔ سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے

کہ ہوا کی جنبش سے وہ آپسمین ٹکرا نہین سکتین اور ٹوٹنے سے محفوظ
رہتی ہین دوسرے ازبس خوشنما معلوم ہوتی ہین صحن مسجد کے ہر چہار
گوشون پر مصنوعی کھجور کے درخت فلزاتی نصب کیے گئے ہین جنمین
ہانڈیان کیا آویزان ہین نور کے قبہ پھلے ہوے ہین۔ در کعبہ کے
آگے اکون مین موم بتیان اور ہر چہار مصلون پر مومی بتیان لالٹینون
مین روشن ہین اور حلقۂ طواف مین چار پانچ مقام پر تین تین فٹ بلند
سرجون یعنی فلزاتی شاخون پر لالٹینین لگی ہین جنمین بتیان روشن ہین
اور جو وقتاً فوقتاً اُٹھائی جاتی ہین اور مقام ابراہیم پر بھی اسی قسم کی
روشنی ہے۔ بعد نماز مغرب بھی ہمنے طواف کئے اور نماز عشا سے فارغ
ہوکر فرودگاہ پر لوٹے۔

۱۷ مئی سنہ ۱۸۹۴ء ۱۱۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ یوم خمس

آج تو کچھ رات رہے سے ہمارے شوق نے ہمکو جگایا اور
حرم شریف مین جا پہونچے مسجد حرم مین لوگون کو بدستور زندہ دل
شب بیدار اور عبادت مین دیکھ کر دل بھر آیا۔ ہزارہا بندگان خدا
مین کہ ذکر و شغل مین مصروف ہین گروہ کے گروہ ہین کہ طواف
کر رہے ہین نمازین پڑھ رہے ہین۔ سجدے کر رہے ہین غلاف کعبہ

پکڑ پکڑ کر دعائین مانگ رہے ہین ڈاڑھین مار مار کر رو رہے ہین ایک
شان کبریائی نظر آرہی ہے جون جون صبح قریب ہوتی گئی لوگون کا
پڑھنا شروع ہوتا گیا صبح کی اذان سے پہلے میناروں سے موذنون
نے صلواۃ و تسبیح کا نہایت خوش آوازی سے پڑھنا شروع کیا جو دل
مین چبھی جاتی تھی۔ الغرض صبح صادق کے وقت اذان ہوئی اور
سب سے پہلے شافعی مصلے کی جماعت ہوئی ہمنے بھی اسی جماعت
مین شرکت کی بعد نماز ہمنے طواف کرنا شروع کیا اُسوقت ہمنے
دیکھا کہ خواجہ سرا جو بالعموم طواف کے اہتمام مین رہتے ہین عورتون کو
اسوقت طواف کرنے سے منع کرتے ہین بلکہ بجبر طواف سے باہر
کردیتے ہین جیسے ہی کہ حنفی مصلے کی نماز ہوچکی مین نے دیکھا کہ ہزارہا
کبوتر صحن مسجد مین غول کے غول آنا شروع ہوگئے مین نے دیکھا
کہ بہت سے بندگان خدا اِن کبوترون کو دانہ لا کر ڈالتے ہین اور
پورے کے پورے آنڈیل دیتے ہین مگر یہ کبوتر ایک آن واحد مین
سب چُن لیتے ہین۔ یہ کبوتر کسی قدر حرم شریف کے اندر بھی رہتے ہین
اور کثرت سے باہر شہر مین جا بجا رہتے ہین بالکل جنگلی نسل کے ہین
مسجد حرم کے اندر جہان جہان ایسے مواقع ہین کہ کبوتر بیٹھ سکین
وہان سنی کیلین نہ کھڑی کرکے برابر برابر لگادی گئی ہین پھر بھی کبوتر

اُنکو تنکے رکھ رکھ کر پاٹ دیتے ہین اور اپنا گھونسلا بناے بغیر نہین رہتے -
یہ کبوتر کسی سے نہین ڈرتے برابر آدمیون مین گھومتے ہین اور گلیون
مین بھی جا بجا اُترتے ہین - ہمارے جدید مکان مین جسمین آج ہم آکر
مقیم ہوے ہین کئی کبوتر رہتے ہین - حرم شریف سے ذرا سا دن نکلے
مین گوشۂ شرق وجنوب کی طرف گیا ہزار ہا محتاج لنگرخانہ سے کھانا لیکر
نکلتا نظر آیا کچھ دور آگے بڑھے تو کچھ عمارتین جدید سرکاری تعمیر ہوتی نظر
آئین اور پہاڑیون کے بیچ مین تھوڑی سی فراخ جگہ بھی دکھائی دی
جہان سے بعض سلطانی شارح نہر سے پانی لیجانے کا ڈول ڈال رہے
تھے اور جگہ کی پیمایش ہو رہی تھی اور داغ بیل دی جاتی تھی داہنی جانب
ایک نہایت عالیشان عمارت ہے جو قلعہ کے نام سے موسوم ہے لیکن یہ قلعہ
بہت ہی پُرانا قلعہ ہے لوگ کہتے ہین کہ کسی زمانے مین یہان سے
لیکر محلہ حلقہ کے باہر تک برابر زمین کے نیچے نیچے جانے کا راستہ تھا
ذرا دور آگے کچھ سلطانی اصطبل نظر آئے جو ہنوز زیر تعمیر ہین اور ابھی تک
تو صرف گھاس پھوس کے بنے ہین انمین اسوقت خچر موجود ہین ذرا
آگے خوشنما عمارتین جدید تعمیر کی ہوئی نظر آئین معلوم ہوا کہ والی مکہ اِس
مقام پر رہتے ہین کچھ فوجی افسر بھی وردی پہنے ٹہلتے ہوے دکھلائی دیے
اور اِس آبادی کے شمال جو پہاڑی ہے اُسپر چھوٹے چھوٹے بہت سے

خیمے دکھائی دیے علیٰ ہذالقیاس جانب مشرق بھی چند خیمے دکھائی دیے ان خیمون مین سلطانی فوج مقیم ہے۔ سنتے ہین کہ صرف عثمان پاشا کے زمانے مین جسکو چند ہی سال کا عرصہ ہوا ہے اِس محلہ جیاد نے ترقی اور رونق پکڑی ہے اور سلطانی فوج اور والی مکہ کے لیے عمارتین بنی ہین اور اب بنتی جاتی ہین ورنہ اِس سے قبل اِس جگہ کوئی عمارت نہ تھی سب خیمون ہی مین گذر کرتے تھے نہر کا پانی اگر اِس جگہ تک پہونچ جاویگا تو بہت بڑا آرام ملازمان فوج کو ہوگا ورنہ ابتک تو وہ شہر کے مختلف مقامات سے پانی لاتے ہین نہر کا انتظام شہر مین نہایت عمدہ کیا گیا ہے کہتے ہین کہ تیرہ مقامات پر پختہ مقامات پانی لینے کے واسطے بنائے گئے ہین اِن مقامات مین سے اکثر ان کو مین نے دیکھا ہے۔ عجب خوبی کے ساتھ بنائے گئے ہین۔ اوپر کی جانب تو ایسی آسانی رکھی گئی ہے کہ بہشتی اپنے ڈولون سے پانی بھر لیوین اور نیچے کی جانب ایسی آسانی رکھی گئی ہے کہ سیڑھیون سے اُتر کر جسکا جی چاہے پانی بھر لاوے۔ اِن بھاری بھاری مقامات کے علاوہ حرم شریف کے اکثر جانب ایسے مقامات کھول دیے گئے ہین اور پیچ لگا دیے گئے ہین کہ بقدر ضرورت پینے یا وضو کرنے کو ہر شخص آسانی کے ساتھ پانی لے سکتا ہے۔ پانی پہونچانے کا کام شہر مین

بڑی خوبی و استحکام کے ساتھ کیا گیا ہے اور قابل تحسین ہے ہر محلہ مین
پانی موجود ہے۔ جب مین اپنے مقام پر لوٹنے لگا تو مین نے دیکھا
کہ کچھ فوجی ترک اونٹون پر کپڑے دھونے کا سامان اور گیلے کپڑے
لادے چلے آتے ہین دریافت سے معلوم ہوا کہ کسی مقام پر یہ لوگ
کپڑے دھونے گئے تھے۔ یہ بھی ایک خوبی مین داخل ہے کہ کپڑے
دھونے کا کام فوجی ملازمون سے لیا جاتا ہے۔ اور اِس کا خاص
سبب تو یہ ہے کہ یہان دھوبی نہین ہین ہر گھر مین اپنے کپڑے
آپ دھوئے جاتے ہین۔ ایک آدھ دھوبی جو میری نظر سے
گذرا وہ ہندوستانی ہے۔ دھوپ زیادہ ہوگئی مین لوٹ کر گھر پہونچا
اور آج سے اپنے ملازمون کے ہاتھ کا کھانا کھانا شروع کیا بعد فراغ طعام
پھر مدینۂ شریف کے چلنے کی فکر پیدا ہوئی کل بھی بعض بدو آئے تھے
اور کہتے تھے کہ وہ مجھ کو سانڈنی پر سوار کرا کے مدینۂ منورہ پہونچا دینگے
لیکن ساتھ ہی اسکے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ جو قافلہ ہمارے پہونچنے
سے دو روز پیشتر مدینۂ منورہ کو روانہ ہو چکا ہے وہ بھی راستہ مین
روک دیا گیا ہے اور بدو بغیر روپیہ لیے اُسکو نہ جانے دیوینگے
آج بھی اُس خبر کی تصدیق ہوتی ہے اور یہ بھی سنا گیا کہ شریف مکہ
نے اپنے آدمی روپیہ دے کر دوڑائے ہین تاکہ بدو وہان سکو نکالنے

حق دے دیا جاوے اور قافلہ خلاص کر دیا جاوے میری اور
جناب قبلہ مولوی صاحب و شیخ رحمت اللہ صاحب کی آخرکار یہ راے
قرار پائی کہ جناب حاجی خیرات علی صاحب مدظلہ کی خدمت مین حاضر
ہون اور جو وہ فرمائین اُسکے مطابق عمل کرین۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔
حاجی صاحب ممدوح نے صاف فرمایا کہ اول تو قران کے احرام
کی حالت مین حدود حرم شریف سے باہر جانا ناجائز ہے دوم امن کا
ہرگز نہین ہے پس اسوقت جانا مدینہ منورہ کا ملتوی کر دیا جاے۔ ہمنے
جب یہ فتویٰ سن لیا تو پورا اطمینان ہوگیا اور یکسوئی حاصل ہوگئی حاجی
صاحب موصوف کی زیارت سے مشرف ہوکر سیدھا بیت اللہ کا راستہ
لیا اور نماز ظہر وہین ادا کی اور اب یہ قرار دے لیا کہ نماز ظہر سے لیکر
نماز عشا تک روزمرہ حرم شریف مین برابر حاضر رہین اور نظارہ اُسی
درگاہ کا کرتے رہین۔ آج شام کے وقت نماز مغرب سے کسی قدر
پہلے فوجی ترک آنا شروع ہوے اور اُنکے غول کے غول طواف مین
مصروف ہوے۔ یہ ترکی ٹوپی کا غول ایسا خوشنما معلوم ہوتا تھا جیسے
کسی باغ مین کوئی گل لالہ کا تختہ پھولا ہو لوگ کہتے ہین کہ کل جمعہ ہے
کل بہت سے ترک نماز مین شریک ہونگے کیونکہ فوج مین جمعہ کے روز
تعطیل ہوتی ہے۔

۱۰ امئی ۱۸۹۴ء ۱۲۶ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ یوم جمعہ

شب کو نماز عشا سے قبل ہی یہ خبر گرم ہوچکی تھی کہ آج بیت اللہ
مین خاص داخلی ہوگی۔خاص داخلی سے مراد یہ تھی کہ بغیر ادا سے
فیس کے جو فی کس ۲ مجیدی تھی کوئی شخص داخل نہ ہوسکے گا الغرض بعد
فراغ نماز عشا کے ہمنے حرم شریف مین قیام کیا اور منتظر اسکے ہوے
کہ ہم سے بھی فیس لے لی جاوے۔بارے ہماری دعا قبول ہوئی اور
تھوڑی دیر کے بعد ہمارے نصیب جاگے اور در کعبہ پر بلائے گئے
ایک عجب سکتہ تھا سمجھ مین نہ آتا تھا کہ ہم اور یہ آستانہ۔مگر اللہ کی شان ہے
تعز من تشاء۔ادب تو ہرگز اسکا مقتضی نہ تھا کہ کعبہ مین پانون رکھین
اور نہ سر یہ قابلیت رکھتا تھا کہ چوکھٹ تک پہونچے مگر مقدر کھینچ لے چلا
اور دیکھو خدا کی قدرت کہان پہونچے جہان فرشتون کی بھی مشکل سے
پہونچ ہے۔مدتون سے یہ آرزو تھی۔کہ ع۔کعبہ مین چل کے سجدہ تجھے
چار سو کرین۔لیکن آج کی شب وہ شب تھی جسمین ہماری دعا کو اجابت کا
درجہ حاصل ہوا۔ہم تو اسوقت اپنے آپ سے باہر تھے پے در پے
سجدہ کرتے چلے اور جی ہی نہین چاہتا تھا کہ سجدے سے سر اٹھائین
اور در توبہ پر جسوقت پہونچے ہین ہم نہین کہہ سکتے کہ ہمارا کیا حال تھا

ہمنے اُس خدا کے گھر مین سواے خدا کے نام کے اور کچھ نہین پایا
الغرض ہمکو خادمان بارگاہ نے ادب سکھایا اور پھر ہمکو جہان کا تہان
پہونچا دیا اُسی خیال کے متواے ہم گھر پہونچے اور شب بیداری
سے صبح کی کچھ شب رہے سے حسب معمول مین طواف مین مصروف
ہوا اور بار بار دل مین کہتا تھا کہ یہ وہی گھر ہے جسکو ہندوستان مین
بیٹھے پنج وقتہ سجدہ کیا کرتے تھے - اب جی کھول کے سجدے کرلین
الغرض صبح کی نماز سے فارغ ہوکر شہر مکہ کی تمام زیارات سے مشرف
ہوے جابجا مجاورون کا ہجوم تھا اور چھوٹے چھوٹے بچے حاجی حاجی
پکارتے اور حاجیون کو ننھے ننھے ہاتھون سے پکڑتے ہوئے بہت ہی
بھلے معلوم ہوتے تھے مین نے تو اپنی ایک مٹھی مین ایک دوانی
داب لی اور کہا کہ جو بچہ میری مٹھی کھول دے وہ لیجاوے اُسوقت کیا
تماشا ہوا ہے ایک انبوہ بچون کا تھا کہ میری مٹھی سے چمٹا ہوا تھا اور
خدا جانے کسنے مٹھی کھول لی اور دوانی اُڑا لی - ایک مقام پر شریف
مکہ کا مکان ملا جو بڑا عالیشان ہے اُسکے نیچے ایک مزار پختہ بنا ہے
لوگ کہتے ہین کہ یہ مزار حضرت محی الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کا
ہے - القصہ فاتحہ پڑھتے ہوے سُنار گلی پہونچے اور وہان مسلمان
سُنارون کو زیورات بنانے مین مصروف پایا طمع کے کام کا رواج

اس طرف زیادہ ہے اور زیورات مین کوئی جدت نظر نہین آئی۔ اپنے مقام پر پہونچ کر کھانا کھایا اور معمولی ضروری کاروبار مین ظہر کے وقت تک دن کاٹا اور پھر حرم شریف کا راستہ لیا۔ آب زمزم پلانے کا حرم شریف مین بہت ہی عمدہ طریقہ ہے ایک تو طریقہ فی سبیل اللہ ہے دوسرا بقیمت ہے سبیل رکھنے کے بھی نئے نئے ڈھنگ دیکھے جو اُمرا مین اُنھون نے خوشنما لکڑی کے کٹھرون مین ظروف آب شیرین یا زمزم کے بھروا کر جا بجا رکھوا دیے ہین اور فلزاتی گلاس زنجیرون مین لگے ہوے اُن کٹھرون پر رکھے رہتے ہین کٹھرون مین تالا لگا رہتا ہے جب نماز کے اوقات آتے ہین محافظ اُنکو جا کر کھولدیتا ہے اور پھر جسکا جی چاہتا ہے گلاسون سے بھر بھر کر پانی پیتا ہے۔ اِن کٹھرون کے بنانے مین طرح طرح کی صنعتین کی گئی ہین جنسے تین فائدے ہین۔ اوّل تو حفاظت ظروف وآب۔ دوسرے پانی کا آفتاب کی تمازت سے بچانا۔ تیسرے خوشنمائی۔ اِن کٹھرون مین بھاری بھاری ظروف آب مثل گھڑون کے رکھے ہین یہ ظرف مٹی کے ہین اور انکو زیر کھیے ہین۔ کٹھرون مین ایسے موقعون پر مناسب دریچے رکھے گئے ہین کہ جسکے ذریعہ سے باوجود مقفل ہونے کے بہشتی پانی بھر تو سکتا ہے مگر نکال نہین سکتا۔ مجھ کو تو صراحیون کا طریقہ بہت ہی پسند آیا۔

اِن صراحیون کو جو خاص حرم شریف مین پانی پلانیکی ہین دورق کہتے ہین جو زمزمی بیت اللہ کے ہین وہ فی صراحی دو روپیہ اس شرط پر لیتے ہین کہ جو شخص اپنے نام کی سبیل جاری کرانا چاہے اُسکے نام سے ایک صراحی مین ایک برس تک فی سبیل اللہ پانی پلایا جاویگا چنانچہ ہر صراحی پر بخط نسخ صاحب خیرات کا نام ایسی سیاہی سے لکھا جاتا ہے کہ پانی سے مٹ نہین سکتا اور اِس صراحی سے حاضرین مسجد حرم شریف کو پانی پلایا جاتا ہے۔ اگر صراحی اندر سال کے ٹوٹ جاتی ہے یا کسی اور طرح سے ناکارہ ہو جاتی ہے تو زمزمی اسکو بدل دیتا ہے۔ بہت سے لوگون نے پانی پلانے کے کٹورے و گلاس وقف کیے ہین اُنپر اُنکے نام کندہ ہین اور اس طرح پانی پلانے مین بہت سے لوگون کو ثواب پہونچتا ہے۔ باوجود اسکے کہ اِس کثرت سے سبیلین جاری ہین اور دورقون کے توانبار کے انبار ہر جگہ لگے ہین۔ پھر بھی بوجہ کثرت حجاج کے وہ لوگ جو بغیر فردانی لیے پانی نہین پلاتے بہت کچھ نفع اُٹھاتے ہین۔ دورق کے بہت خوشنما طرز پر جا بجا انبار ہین اور ہر زمزمی جب صاحب خیرات کا نام اُنپر لکھتا ہے تو اپنی خاص نشانی بھی ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ اس نشانی سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ دفعتاً معلوم ہو جاتا ہے کہ فلان زمزمی اور فلان انبار کی دورق ہے لان دورقون مین

ایک ایک چھلا بھی ہوتا ہے جنہیں ڈوری پنہا دیتے ہین جو دورقین خالی ہوجاتی ہین وہ ایک طرف جماتے جاتے ہین اور جو صرف کے واسطے درکار ہوتی ہین وہ دوسری طرف سے نکالتے جاتے ہین ۔ زمزمی اپنی اپنی حدود مسجد حرم شریف مین باہم تقسیم کیے ہوے ہین ۔ اُنکی حدود مین جو حاجی مالدار ہوتے ہین اور جنسے کچھ امید زمزمی کو ہوتی ہے اُنکی جاے قیام پر آب زمزم کی دورق روزمرہ پہونچاتے رہتے ہین ۔ آب زمزم جب ٹھنڈا ہوتا ہے تو بہت ہی خوشگوار اور ہاضم ہوتا ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے دورقین کمر پر رکھے کٹورے ہاتھ مین لیے زمزم بارد کہتے حجاج کو پانی پلاتے بہت بھلے معلوم ہوتے ہین ۔ مسجد حرم شریف مین مساکین کے آنے اور سوال کرنے کی ممانعت ہے مگر اسپر بھی کثرت سے مساکین گھومتے پھرتے ہین اور اکثر اوقات ذکر و شغل مین ہارج ہوتے ہین ۔ خادمان بیت اللہ جب اذان کا وقت قریب تر پہونچتا ہے تو اُن لوگون کو جو ظہر و عصر کے وقت سوتے ہوتے ہین ایک چھڑی سے کھٹ کھٹا کر جگاتے پھرتے ہین تاکہ شرکت جماعت سے محروم نہ ہوجائین ۔

۱۹ ۔ مئی ۱۸۹۴ء ۔ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ ۔ مقام مکہ معظمہ یوم سبت

آج حرم شریف سے لوٹتے ہوے صبح مین نے دیکھا کہ ایک شخص

ڈلیا مین روٹیون کے ٹکڑے بھرے ہوے کتون کو روٹیان کھلاتا
چلا جاتا ہے یہان کے کتے بالکل ہند کے کتون کے مشابہ ہین لیکن
کاٹنا اور بھونکنا نہین جانتے۔ لوگ انپر سے پانون دھر کر بھی نکل جائین
تو وہ چون نہین کرتے۔ لوٹ کر مین اپنی نشستگاہ مین میٹھا ٹھنڈھی ہوا
کھا رہا تھا کہ یکبارگی ایک سُہانے راگ نے جی بیتاب کر دیا رفتہ رفتہ
یہ آواز راگ کی قریب آتی گئی اور جب ہمارے گوک کے نیچے پہونچی تو معلوم
ہوا کہ ایک ڈفالی کا گروہ ہے جو دف پر کچھ نعت کے اشعار گاتا ہے
ہمنے اشارے سے اِس مجمع کو ٹھرایا اور پورا قصیدہ سُنا لیکن اول تو
زبان عربی دوم لب ولہجہ عرب کا کچھ مطلب سمجھ مین نہ آیا دٹ پٹانگ سمجھ لینے
سے تسکین نہ ہوی۔ آخرش مترجم کو بُلایا اور ڈفالیون کو بھی کوٹھے پر بلا کر
پھر از سر نو سنا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کا معجزہ یمنی زبان مین کسی نے
نظم کیا ہے اُسکو گاتے ہین خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ ایک یہودی کے پاس
ایک کنیز از بس حسین وخوبصورت تھی میمونہ اُسکا نام تھا۔ اِس کنیز کو
آنحضرت کے دیدار کا شوق پیدا ہوا اور اُنکے محامد اکثر بیان کرنے
لگی کہ جس سے یہودی کو نفرت پیدا ہوئی اور بالآخر اُسنے عاجز آکر
ایک اور یہودی کے ہاتھ عمدہ قیمت پر فروخت کر ڈالا وہان بھی اِس
کنیز نے آنحضرت صلعم کی محبت کا دم بھرنا شروع کیا اس آخر الذکر

یہودی نے دس جواہراس کینز کو دیے تھے۔ ایک دن اتفاق سے
جب یہودی گھر سے باہر تھا ایک فقیر دروازے پر پہونچا اور آنحضرت
صلعم کی نعت مین اشعار پڑھنا شروع کیے میمونہ نے باہر آکر وسون جواہر
خیرات کردیے۔ جب یہودی گھر پر لوٹا اُسکے بچون نے میمونہ کی خیرات کا
ذکر کیا یہودی نے میمونہ پر بہت سختی کی اور چاہا کہ بجبر اُسکو آنحضرت کا
نام لینے سے باز رکھے اور سمجھایا کہ وہ دین یہود اختیار کرے میمونہ
نے کسی طرح نہ مانا اور انجام کار یہودی نے میمونہ کے ہاتھ پانوٴن کاٹ
ڈالے اور خون بہتا ہوا گھسیٹ کر ایک ٹیلے پر ڈالدیا۔ اتفاق سے
آنحضرت صلعم کا گذر اُسی جانب سے ہوا اور میمونہ کو دیکھ کر ہاتھ پانوٴن اُسکے
جوڑ دیے اور پھر اُسکو صحیح و سالم کر کے سب قصہ اُس سے سنا میمونہ تو
مسلمان پہلے ہی سے تھی مگر اس خبر کو جب یہودی نے سنا وہ بھی
دوڑا اور آنحضرت کے پاس جا کر مسلمان ہو گیا۔ یہ نظم اس ڈفالی کو ٹوٹے
پھوٹے طور پر یاد ہے۔ مین نے چاہا تھا کہ یہان اُسکو نقل کر دون مگر
اکثر درمیان کے مصرعے و شعر غائب ہین آخرش ڈفالی کا راگ ہی
تو ہے اسوجہ سے نہ لکھ سکا۔ آج تو گھر بیٹھے ہمکو طائف کے میوے
کھانا نصیب ہوے جو انار کہ طائف کے ہمنے خریدے وہ ہندکے
ولایتی انارون سے کہین زیادہ لذیذ اور عمدہ ہین اور ارزانی کا یہ حال ہے

کہ ۲ ر کے چار خرید کیے۔ جہان اور چیزین مہنگی ہین وہان انار و کھجور ین بہت سستی ہین جسقدر ترکاریان اور میوے مکہ مین فروخت ہونے کو آتے ہین وہ سب طائف سے آتے ہین ۔

۲۰ مئی ۱۸۹۴ء ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ ۔ یوم احد

آج صبح نماز سے فارغ ہوتے ہی یہ خبر مشہور ہوئی کہ بیت اللہ مین عام داخلی ہوگی ۔ مین وہین ٹھہر گیا اور منتظر اسکا ہوا کہ کب داخلی ہوگی تھوڑا دن نکلتے ہی ایک زینہ جو مستحکم اور خوب صورت اور بیش بہا بنا ہوا ہے اور مدراس کے کسی اولوالعزم رئیس کا چڑھایا ہوا مشہور ہے درکعبہ کے برابر لگا دیا گیا ۔ ایک زینہ اور بھی چاہ زمزم اور باب بنی شیبہ کے درمیان رکھا ہوا ہے وہ نواب رامپور کا پیش کردہ سنا جاتا ہے مگر وہ استعمال نہین کیا جاتا شاید کسی قدر مرمت طلب ہے لیکن وہ بھی بہت بیش قیمت ہے اور اسپر بھی سراسر سونے وچاندی کا کام ہے ۔ الغرض زینہ لگاتے ہی وہ مرصع کواڑ[1] جو سراسر منقش چاندی کے پتر اور سونے کے ملمع سے منڈھے ہوے ہین اور جنکو آج وہ اعزاز حاصل ہے کہ درکعبہ مین لگے ہین شیبی کے ہاتھون کھولے گئے خواجہ سرا اپنی مودب پوشاک

[1] یہ کواڑ یقیناً وہی ہین جو ۱۲۳۶ھ مین قسطنطنیہ سے تیار ہو کر آئے تھے ۔

پہنے چھڑیاں ہاتھ میں لیے زینہ کے آگے کھڑے ہوئے ہیں۔ایک انبوہ کثیر اور ایک جم غفیر تھا جو زیارت کے اشتیاق میں بھرا اور مضطرب تھا کہ کب اجازت ہوتی ہے۔ آخرش چند لمحوں کے بعد لوگ داخل ہونا شروع ہوئے۔ آدمی پر آدمی اونڈلا چلا آتا تھا یہ کشمکش بھی آنکھوں نے نہ کبھی دیکھی تھی نہ کانوں نے کبھی سنی تھی۔ جب بقدر وسعت لوگ داخل ہو جاتے تھے تو خواجہ سرا دوسروں کو جانے کی ممانعت کرتے تھے اور جب اندر کے لوگ نکل آتے تھے تو اوروں کو جانے کی اجازت ہوتی تھی لیکن اِس آمد و رفت کی دقت بیان سے باہر ہے چونکہ ایک ہی دروازہ کھلا ہے۔ پس آنے جانے کی دقت ظاہر ہے سنتے ہیں کہ کسی زمانے میں اس دروازے کے محاذ میں دوسری جانب رکن یمانی کی طرف بھی دروازہ کھلا تھا[1] اُسوقت آمد و رفت میں یقیناً آسانی ہوتی ہوگی آج بھی میں نے خانہ کعبہ میں حاضری دینے کا اعزاز حاصل کیا۔ خاص خانہ کعبہ میں بوجہ ہجوم کے تل دھرنے کی جگہ نہ تھی اور چونکہ ہوا کا کسی طرف سے گذر نہیں اسوجہ سے شدت کی گرمی حبس سے پیدا تھی۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ذوق و شوق والے ستونہائے عود سے

---

[1] یقیناً یہ زمانہ ابن زبیر والی مکہ کا تھا جبکہ سنہ ۶۴ھ میں خانۂ کعبہ کی تعمیر از سر نو ہوئی تھی اُسوقت میں دو دروازے خانۂ کعبہ کے تھے۔

لپٹ لپٹ کر روتے تھے۔ القصہ بعد فراغ زیارت جب مین جاے
قیام پر لوٹا آتا تھا مجھ کو کثرت سے کھجورون کی لکڑی سے لدے ہوے
اونٹ ملے۔ یہ کھجور کا درخت اِس ملک مین تمام دنیا کے کام دیتا ہے
مین نے دیکھا کہ اِسکے پلنگ۔ الماریان۔ صندوق۔ پٹاریان۔ ڈلیان
فرش۔ پنکھے۔ خوان پوش۔ زنبیلین۔ خورجیان۔ اور خدا جانے کیا کیا
چیزین بنتی ہین چھتین بھی اسی سے پاٹی جاتی ہین مجھ کو پہلے تعجب تھا
کہ چھتین اِس سے کیونکر پاٹی جاتی ہونگی مگر جب مین نے خود اپنے مکان کی
چھت دیکھی تو مجھے یقین آگیا۔ کڑیان بھی کھجور کی لکڑی کی ہین اور بجاے
تختون کے بھی کھجور کی چٹائیان بچھائی گئی ہین۔ لوگون کو یہ تعجب ہو گا
کہ پلنگ اور الماریان کھجور کی کیسے بن سکتی ہین مگر یہ تعجب دیکھنے ہی سے
رفع ہوسکتا ہے۔ پلنگ مین پاے نہین ہوتے بلکہ دُہرا ڈھانچہ پتلی پتلی
کھجور کے پتون کی لکڑی کا چار خانہ دار بنایا جاتا ہے اور اسی طرح سے
الماریان اور صندوق بھی جالدار کام کے بنتے ہین۔ بجاے بندش کے
آہنی کیلین جوڑون پر لگائی جاتی ہین۔ کھجور کے پتون کی ڈوریان اور
رسیان بھی بٹی جاتی ہین۔ کرسیان اور بنچ بھی کھجور سے بنی جاتی ہین۔
اسکا پھل بھی کھجور کہلاتا ہے۔ اُسکو آدمی بطور میوہ نہین بلکہ بطور غذا
کھاتے ہین اور گٹھلیان اُسکی کوٹ کر پانی مین گھول کر اونٹون کو کھلاتے ہین

اونٹ اُسکو بخوشی نہین کھاتا بلکہ اُسکے حلق مین مُنھ چیر کر ڈالدیتے ہین۔
آج شام کو مین تفریح کنان جبل وقلعہ جیاد کے نیچے نیچے ہوتا ہوا جب
آگے بڑھا تو مین نے کچھ جھونپڑے دیکھے جو محض کھجور کی لکڑیون کے
تھے اور اُسکے پتون سے محفوظ کیے گئے تھے یہ جھونپڑے اس کثرت
سے ہین کہ پورا ایک محلہ انسے آباد ہے دریافت سے معلوم ہوا کہ ایسے
خانہ بدوش لوگ جیسے ہمارے ہندوستانی کنجر ہوتے ہین انمین آباد
ہین۔ آزاد غلام باندی بھی رہتے ہین اور یہ لوگ شہر مین جاکر حمالی کا یا
پانی بھرنے کا کام بالعموم کرتے ہین ایک شخص انمین سے ایسا بھی ہے
کہ باقلے کے بیجون کو پکاکر شہر مین جاکر فروخت کرتا ہے یہان باقلے کے
بیج تمام شب پکائے جاتے ہین تب وہ صبح کو کھانے کے قابل ہوتے
ہین یہ کھانا یہان اسطرح استعمال ہوتا ہے جیسے کہ ہندوستان مین
ارہر کی دال۔ اِسکو یہان فول بولتے ہین اور کثرت سے گھی اِس مین
ڈال کر کھاتے ہین۔ اسی جگہ پر تھوڑا میدان نظر آیا جہان صفائی شہر
کی گاڑیان اور خچر کوڑا لاکر ڈالتے ہین۔ کوڑے کا بہت انبار دور تک
ہے لیکن بوجہ ریت کے رطوبت اُسکی زمین جذب کرلیتی ہے اور عفونت
اُس سے پیدا نہین ہوتی اور اگر ہے بھی تو ایسی خفیف جس سے
کسی مضرت کا اندیشہ نہین۔ کچھ آگے بڑھکر ایک سبز تختہ نظر آیا اور یہ

دریافت سے معلوم ہوا کہ اس مقام کو برکہ کہتے ہین وجہ تسمیہ اسکی یقینا
یہ ہے کہ پہاڑی کے نیچے ایک چھوٹا سا پختہ تالاب بنا ہوا ہے جو برکہ
کہلاتا ہے اُسی کے نام سے یہ مقام بھی موسوم ہوا۔ اس برکہ کے
پاس ایک چھوٹا سا کھجوروں کا باغ ہے جسمین کھجوروں کے خوشے
ازبس خوشنمائی سے لٹک رہے ہین بعض خوشے ایسے گدر ہین اُنکو
لڑکے اکثر خوشی سے کھاتے ہین اور ایسی گدر کھجوروں کو سدی
کہتے ہین۔ جب ذرا پیلاہٹ آجاتی ہے تو اُنکو بلحہ کہتے ہین اور خوب
پک جاتی ہین تو رطب کے نام سے موسوم ہوتی ہین پہاڑی کے قریب
سے برکہ مین گرتی ہوئی ایک چھوٹی سی نہر ہے جسکا پانی کسی قدر کھاری ہے
مگر پینے کے لائق ہے اور کامران کے پانی کی نسبت بہت اچھا ہے
اس کھجور کے باغ کے آگے تھوڑے سبز کھیت نظر آئے جنکی روشون پر
بعض سفید پوش ٹہلتے اور تفریح کرتے دکھائی دیے۔ یہ خطہ جواب سبز
کھیت نظر آتا ہے سنتے ہین کہ کسی وقت اچھا باغ تھا مگر اب کسی رئیس کی
ملک مشترکہ ہے اور ٹھیکہ پر ہے۔ ٹھیکہ دار اسی مین فائدہ سمجھتا ہے کہ برسیم
بوتا ہے اور کاٹ کاٹ کر اونٹ والون کے ہاتھ فروخت کرتا رہتا ہے
بعض کیاریون مین مکا و کپاس کے درخت نظر آئے۔ کچھ ترکاریان بھی
مثل تُرئی۔ کدو۔ بھنڈی کے بوئی ہوئی ہین۔ بیر کے درخت بھی دو چار

کھڑے ہین جنکے پتے ہند کی بیریون سے چھوٹے ہین لیکن یہ درخت
ہند کی بیریون سے قدآور ہین اور ایسے پھلنے والے نہین ہین جیسے
ہند کی بیریون کے ہوتے ہین - اینمین سے ایک بیری آج کل پھول
رہی ہے یہ موسم کے خلاف ہے - بیر بھی دیکھے گئے وہ چھوٹے چھوٹے
مثل عناب کے ہین - جب مین سیر کر کے لوٹا تو راستہ مین کچھ بدو ملے
جو بندوقین لیے جاتے تھے مین نے اشارے سے اُنکو مخاطب کیا اور
اُنکی بندوقین دیکھین اُنھون نے بڑی خوشی سے مجھے بندوقین اپنی
دکھلائین - یہ بندوقین سب ٹوپی دار تھین مگر کندے اُنکے انگریزی قطع
کے نہ تھے بلکہ ایسے تھے جیسے ہندوستان مین توڑے دار بندوقون کے
ہوا کرتے ہین - حرم شریف تھوڑی دور رہگیا تھا جب مغرب کی اذان شروع
ہوئی وہان سے تیز روی اختیار کی اور اذان کے ختم ہوتے ہوتے مین در
مسجد حرم پر جا پہونچا اور نماز جماعت کا شریک ہوا -

۲۱ - مئی ۱۸۹۴ء ۱۵ - ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ یوم اثنین

مکانات مکہ معظمہ کے اُسی قطع کے ہین جس قطع کے جدۂ شریف مین
ہین یہان بھی لکڑی کا کام عمارتون کے آگے نہایت خوشنما بناتے ہین
بالعموم پتھر ہی کی عمارتین ہین مگر بعض بعض عمارتون مین خوشنمائی کی

غرض سے اینٹون کی جھنجریان بنائی گئی ہین اور یہ طریقہ سنا جاتا ہے کہ
تھوڑے ہی برسون سے اختیار کیا گیا ہے۔کل مین یہ ذکر کرنا بھول گیا کہ
برکہ کی جانب جدھر مین شام کو گیا تھا مین نے کچھ اینٹون کے پزاوہ بھی
لگے دیکھے تھے۔ ہر مکان مین متعدد منزلین یہان ہوتی ہین اور ایام حج
مین مالکان مکان بعض منزلون کو جو اپنی ضرورت سے زائد ہوتی ہین
حجاج کے ہاتھ کرایہ پر چلاتے ہین۔ کھانا بالعموم جلدی کھاتے ہین صبح
کا کھانا آٹھ بجے اور شام کا کھانا قبل از مغرب سب کھا لیتے ہین جدہ خاص
اور مکہ معظمہ کے پراٹھے بہت ہی عمدہ ہوتے ہین بعضون مین گوشت کا
قیمہ بھرا ہوتا ہے بعضون مین انڈے بھرے ہوتے ہین بعضے سادے
نمکین ہوتے ہین اور شیرین پراٹھے بھی چند اقسام کے بنائے جاتے
ہین۔حلیم یہان بہت عمدہ پکایا جاتا ہے دنبہ کا گوشت کثرت سے
استعمال ہوتا ہے اور اسکو امرا اور متوسط حیثیت کے لوگ بالعموم استعمال
کرتے ہین گوشت کے واسطے خاص بازار بھی ہے مگر دنبے کا گوشت
متفرق مقامات پر بھی فروخت ہوتا ہے۔ بعض ہندوستانی
و پنجابی مسلمان یہان حلوائی کی دوکان رکھتے ہین اور مٹھائیان
فروخت کرتے ہین۔

۲۲- مئی ۱۸۹۴ء ۱۹۶- ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ- یوم تلوت

آج صبح نماز سے فارغ ہو کر باب صفا سے نکل کر جبل ابو قبیس کا راستہ لیا جو بیت اللہ سے مشرق کی جانب ہے- اس پہاڑ پر دور تک عمارتین بنتی چلی گئی ہین- چڑھتے چڑھتے ایک مسجد پر جا پہونچا یہان ہوا بہت ہی ٹھنڈھی تھی چنانچہ تھوڑی دیر تک مسجد کے سایہ کے تلے بیٹھ کر دم لیا اور جب خوب ٹھنڈے ہو گئے تو مسجد مین گئے- درحقیقت یہ وہ مقام ہے جہان حضرت بلال نے کھڑے ہو کر اذان دی تھی- اِس مقام پر بطور نشانی کے یہ مسجد ایک ہندوستانی اہل دول نے بنوادی ہے- اِس مسجد مین کوئی نماز نہین پڑھتا البتہ جب زیارت کرنے اِس مقام پر آتے ہین تو جیسے ہر جگہ دو رکعت نماز زیارت کے مقامات پر پڑھتے ہین یہان بھی دو نفل پڑھی جاتی ہین چنانچہ مین نے بھی دو رکعت نماز پڑھی اور مجاورون کے آگے کچھ رکھتا ہُوا آگے چلا تھوڑی دور جانب مشرق گیا تھا کہ کچھ لوگ پتھر توڑتے ہوئے نظر آئے اور معلوم ہوا کہ مالکان جبل نے اُنکو اپنی اپنی حدود مین پتھر توڑنے کا ٹھیکہ دیدیا ہے تاکہ عمارت کے واسطے پتھر کاٹین- اِسی پہاڑی پر مین نے اُس مقام کی زیارت کی جہان آنحضرت صلعم نے ایک اُنگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے تھے

اِس پہاڑ پر سے مکہ معظمہ کی زیارت و نظارہ کرنے مین ایسا لطف آتا ہے کہ جی نہین چاہتا کہ یہان سے ہٹو۔ ہرچہار جانب پہاڑیان ہین اور بیچ وسط اور مسطح زمین پر خانہ کعبہ اور حرم شریف کی خوشنما عمارت واقع ہے جانب شمال جنت المعلی اور ہی فنا کا عالم دکھا رہی ہے۔ عمارتین شہر کی نہایت ہی بھلی معلوم ہوتی ہین کوئی جگہ جہان تک نگاہ کرو آبادی سے خالی نظر نہین آتی جانب مغرب جبل عمر نظر آتا ہے۔ تین پہاڑیون پر تین قلعے عجیب ہیبت و شان کے ساتھ حرم شریف کی محافظت پر مسلح کھڑے ہین اور اُنکی ہوشیاری رات دِن مین ایک دم بھی اُنکو آنکھ جھپکانے کی اجازت نہین دیتی۔ گویا اشارے کے منتظر کھڑے ہین کہ جدھر اشارہ پائین ایک دم مین اُڑا کر خاک سیاہ کر دین ہر جمعہ کے روز اِن قلعون پر نشان سلطانی نصب ہوتے ہین اور قلعۂ جیاد کو چونکہ بیت اللہ سے قرب زیادہ ہے لہذا حاضر باشی کی خدمات بھی اُسکو زیادہ انجام دینا ہوتی ہین۔ چاند ہونے کی توپین یا اوراوقات نماز کی توپین ایام حج مین اسی قلعہ سے سر ہوتی ہین اس مقام سے شہر مکہ ایک تختہ گلزار نظر آتا ہے حرم شریف کے اندر کبوترون کے غول اُڑتے ہوے اور حجاج طواف خانہ کعبہ کرتے ہوئے ایسے بھلے معلوم ہوتے ہین کہ جی اُنکے نظارے سے سیر نہین ہوتا جب دھوپ زیادہ ہونے لگی تو مین

اسپنے مقام کو لوٹا ۔

۲۲ مئی ۱۸۹۴ء ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکۂ معظمہ ۔ یوم ربوع

شب کو گرمی زیادہ رہی ۔ یہان کے لوگ چھتون پر بالعموم مسہریان لگا کر سوتے ہین تاکہ مچھرون سے محفوظ رہین ۔ لیکن ہمکو تو یہان مچھر ایسے کثرت سے نہین معلوم ہوتے جیسے مرطوب مقامات مین دیکھے ہین ۔ ہم بھی چھت پر سوتے ہین اور اپنی خوابگاہ کو مسہری نما بنا لیتے ہین ۔ اِس گرمی مین پانی یہان کا ایسا ٹھنڈا ہوتا ہے جیسے برف اور طرہ یہ کہ صراحی مین رکھتے ہی ٹھنڈا ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹہ شاید اسکے ٹھنڈا ہونے مین صرف ہوتا ہوگا ۔ آج صبح بھی گرمی تھی مین چاہ زمزم پر گیا اور وہان جی کھول کر نہایا لوٹتے وقت مین باب زیادہ سے نکلا اسطرف خانقاہ کا ایک ستون سنگ مرمر کا مجھے دفعتًا کج نظر آیا مین نے غور سے دیکھا تو چھت بھی شق ہے غالبًا اوپر سے اسکے استحکام کی کوئی تدبیر کردی گئی ہوگی ۔ یہ ستون سنگ مرمر کے گول ہین مگر ایک رنگ اور ایک صنعت کے نہین ہین ۔ ہر تین تین ستون کے بعد ایک ایک ستون بھاری سنگ خارا کا چونہ سے جوڑا گیا ہے تاکہ عمارت کو استحکام زیادہ ہو ۔ سنگ مرمر کے ستونون مین بخیال مضبوطی ایک

ایک آہنی حلقہ بھی چارچار انگل چوڑا لگا ہے۔ خانقاہ کے اندر کا فرش
سنگ خارا و چونے سے بنایا گیا ہے اور مختلف گز ھت کے پتھر لگائے
گئے ہین فرش صحن بھی اسی طرح کا ہے مگر جا بجا مقامات مین ناتمام ہے
البتہ دروازون سے خانۂ کعبہ تک جانے کے ایسے راستے پانچ
پانچ فٹ چوڑے فرش سنگ کے بنا دیے گئے ہین جو زمین سے
چھ چھ انچھ بلند ہین اور جو زمین کہ چھوٹی ہوئی ہے اُسپر بجری پڑی ہوئی
ہے یعنی چھوٹے چھوٹے سنگریزے بچھے ہوے ہین۔ نمازیون کو
اِس سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ زمین اسقدر نہین جلتی جسقدر کہ پتھر کا
فرش جلتا ہے اور مین نے اِسکا بارہا تجربہ کیا ہے کہ حلقۂ طواف سے
باہر جو فرش سنگ خارا ہے وہ بہت جلتا ہے اُسکا سبب یہ نہین ہے
کہ فرش حلقۂ طواف سنگ مرمر کا ہے اسوجہ سے گرم کم ہے بلکہ خاص
سبب یہ ہے کہ ہر وقت خانۂ کعبہ کے گرد اللہ کے پیارے بندے
تصدق ہوتے رہتے ہین۔ اور آفتاب کی تمازت سے سنگ مرمر کے
فرش کو بچاتے رہتے ہین اور جسقدر دھوپ پڑتی ہے سب اپنے
سرون پر برداشت کرتے ہین چھت جسقدر خانقاہ کی ہے وہ لداؤ ہے
اور ہر چار ستونون پر ایک ایک گنبد بنا ہے اندر سے چھت ستونون
کے اتصال پر بہت خوشنما خطوط سے منقش ہے اور رنگ برنگ کے

خطوط ہین -

۲۴ مئی ۱۸۹۴ء سنہ ۱۸۹۴ء ۱۸ - ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکۂ معظمہ - یوم خمیس

کل سے ابر محیط آسمان ہے - آج صبح ہوا سے معلوم ہوتا تھا کہ کہین خفیف ترشح ہوا - آج دن بھر آفتاب نظر نہین آیا اور شام کو بعد مغرب چھوٹی سی آندھی بھی آئی - کثرت سے آج حجاج مشرق و مغرب سے سفر کرتے ہوئے پہونچے آج شام کو مغرب کی نماز مین صحن مسجد حرم عنقریب بھرا نظر آیا کل جمعہ کی نماز مین تخمینہ کیا جائیگا کہ کسقدر اشخاص شریک نماز ہوتے ہین - ٹھنڈا دن پاکر باب دریبہ سے مین بعد ظہر باہر نکلا تاکہ بازار دیکھون - مسجد حرم سے باہر نکلتے ہی لونڈی غلامون کا بازار ملا - کچھ حبشی لونڈی غلام فروخت کو موجود تھے - بردہ فروشی کا انسداد اس ملک مین ہنوز نہین ہوا گو اسقدر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ نئے لونڈی غلام بڑی مشکل سے دستیاب ہوتے ہین اور اس وقت کے پیش آنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سواحل بحر قلزم پر سرکار انگلشیہ کی جانب سے روک ٹوک زیادہ ہے واللہ اعلم بالصواب مگر اسقدر تو صحیح ہے کہ قیمت غلامون اور لونڈیون کی گران ہے اور جو لونڈی غلام اسوقت موجود ہین انہین نیا کوئی نہین ہے - آج ہماری ملکہ دام اقبالہا قیصرۂ ہند کی سالگرہ کا دن ہے

اور ہم ہاتھ اُٹھا کر خدا سے دعا کرتے ہین کہ اسکی حکمرانی ابدآباد قائم رہے
آمین۔ آج کے دن لونڈی غلامون کی مقید حالت دیکھ کر اس نعمت بیبہا
کی قدر ہوتی ہے جو آزادی سے حاصل ہے۔ لب راہ جنت المعلیٰ شہر
مین ایک مسجد بنی ہوئی ہے جسمین آج کل مکتب جاری ہے اور مشہور
یہ ہے کہ حلیمہ دائی کی یہ مسجد ہے۔ بازار کی ترتیب اِس شہر مین بہت
اچھی ہے اسلحہ بلا کسی ضابطہ و قید کے سر بازار فروخت ہوتے ہین اور
ہر شخص خرید و فروخت کا مجاز ہے۔ عام طور پر لوگ جنبیہ باندھتے ہین
جو کاٹنے اور بھونکنے والا ہتھیار ہے۔ اِسکی صورتین مختلف ہین بعض نوکیلے
مثل لمبی چھری کے دورویہ دھاردار ہوتے ہین اور بعض مثل دورخی
تلوار کے ہوتے ہین لیکن خمدار۔ کوئی جنبیہ ایک فٹ سے کم اور دو
فٹ سے زیادہ لمبا میری نظر سے نہین گذرا اُنکے قبضون اور میانون پر
اکثر سونے چاندی کا کام ہوتا ہے اور یہ ہتھیار کمر مین ناف کے اوپر آڑا
لگاتے ہین۔ چھوٹے چھوٹے جنبیے البتہ کمر کے تسمون مین اس طرح
لٹکائے رہتے ہین کہ نوک اُنکی زمین کی طرف رہتی ہے۔ جو بدو کہ لانبے
جنبیے باندھتے ہین وہ کسی تنگ دروازے یا جگہ سے سیدھے نہین
نکل سکتے کیونکہ جنبیہ اُنکا اٹکتا ہے سیدھے ہاتھ کی طرف قبضہ رکھتے ہین
لیکن زیادہ بڑھا ہوا نہین رکھتے البتہ بائین طرف جنبیہ اسقدر نکلا رہتا ہے

کہ بایان ہاتھ چلنے مین ہلا نہین سکتے ۔ بدوون کا یہ خاص ہتھیار ہے ۔

ہتھیارون مین کوئی جدت نہین پائی جاتی سب پرانے کینڈے کے ہین ۔ آتش فشان ہتھیار مثل بندوق و تمنچہ کے بالکل پرانے فیشن کے ہین اور اکثر بدوون کے پاس لانبی نال کی بندوقین ٹوپی دار نظر آئین جنکو وہ بہت عزیز رکھتے ہین لیکن انمین سے کوئی بھی مجھکو اپنی اصلی ساخت کی نظر نہین آئی نال کسی دوکان کی ہے تو جانب کہین کی اور کندا کہین کا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے ملکون سے جو ہتھیار میسر آجاتے ہین اور ٹوٹ پھوٹ کر بدوون کے ہاتھ پڑتے ہین انکو وہ اپنی اپنی آبادیون مین مرمت کرا لیتے ہین بعض بعض دکاندارون کے پاس روالور بھی موجود ہین مگر وہ بھی سکنڈ ہنڈ معلوم ہوتے ہین ۔

۲۵ مئی ۱۸۹۴ء ۱۹ ۔ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ ۔ یوم جمعہ

شب کو ابر رہا اور تین بجے تو پورے آثار بارش کے تھے بلکہ ایک آدھ بوند بھی پڑتا تھا اور دوپہر دن تک یہی حال رہا مگر بعد اسکے ابر نے ہٹنا شروع کر دیا اور بارش کی امید مٹا دی ۔ نماز جمعہ کے لیے دس بجے دن سے لوگ آنا شروع ہوے چونکہ آفتاب ابر مین چھپا ہوا تھا صحن مسجد حرم مین جابجا نمازی جمع ہوے عین نماز کے وقت بادلون سے دھوپ چھٹنا شروع

ہوگئی تھی تاہم یہ خیریت ہوئی کہ ابر بالکل صاف نہین ہوگیا ورنہ تمازت آفتاب سے نمازیون کو تکلیف ہوتی میرے تخمینہ مین آج پینتیس ہزار نمازی (۳۵۰۰۰) سر بسجدہ تھے مستورات کے واسطے مسجد حرم مین ایک قطعہ عمارت وزمین کا جنگلہ سے محدود کردیا گیا ہے پس اُنکو مردون سے علیحدہ بتحفظ پردہ عبادت کرنے مین پوری آسانی ہے - اِس شہر مین اور اِس تمام ملک مین وہ پردہ نہین ہے جسکا رواج ہندوستان مین ہے ہندوستان مین تو عورتین چاردیواری مین مقید کی گئی ہین اور یہان صرف اُنکا بدن ڈھکا گیا ہے جیساکہ شرع حکم فرماتی ہے - تمام شریف زادیان ازکہ تا مہ پردہ دار ہین مگر آزاد ہین نہ تو مسجد مین جانے سے کوئی اُنکا مانع نہ بازار مین خرید و فروخت سے اُنکا کوئی مزاحم - یہ ظاہر ہے کہ بازار مین ہزارہا نظرون کی وہ نشانہ ہوسکتی ہین اور ہزارہا آنکھ اُنپر پڑتی ہے مگر نہ تو کوئی نگاہ پردہ دری کے اغراض سے اُنپر پڑتی ہے اور نہ پڑسکتی ہے اور نہ اُنکی عزت وحرمت وعفت وعصمت مین کوئی خلل و نقصان پیدا ہوسکتا ہے - یہان کے باشندے تو اُنکی نقل و حرکت کا خیال بھی نہین کرتے ہان پردیسی لوگون کی غیور اور اجنب ہونے کی نظر سے اُنپر نگاہ جم سکتی ہے لیکن تاہم کوئی نگاہ ہرگز کام نہین دے سکتی اور بجز حیرت زدہ ہونے کے اور کچھ بھی بازگشت مین نہین لاسکتی - یہان کی عورتین چادرون کے برقعے اوڑھتی ہین اور موزے پہنتی ہین سر سے

پانؤن تک پردے مین چھپی ہوتی ہین اور بجز آنکھون کے اور کوئی بھی
جسم کا حصہ نظر نہین آتا اور آنکھین بھی بغیر گھورے اور ملائے نظر نہین سکتین
افسوس ہے کہ ہندوستان کے شریف زادے اور اُمرا یہان کے طرز
پردہ داری کو اختیار کرنے مین ہیچ درپیچ تکلف رکھتے ہین اور جو رسم کہ پڑگئی ہے
اُسکے ترک کرنے مین حجاب درحجاب رکھتے ہین اور یہ بھی ہے کہ جب
حیا داری کے حدود ایک جم غفیر نے قائم کرلیے ہین تو اُنسے دفعۃً باہر نکل آنا
یا اُسکی امید کرنا بے حیائی سے مقابلہ کرنا ضرور ہے۔ گو فی الواقع بجز اپنے
ہمچشمون کی تضحیک بیجا کے کسی اور کے مقابلہ مین نہ تکلف ہے نہ خفت
اور نہ خلاف شرع ہے۔ کاش اگر عرب کا سا پردہ اختیار کرلیا جائے تو ہماری
قوم کی حالت تندرستی نہایت عمدہ ہوجائے اور حیات مین ترقی اور ممات
مین تنزل فوراً نظر آجائے۔ مگر کس کو امید ہے کہ ہندوستان کی مسلمان
عورتین بلند چار دیواری کے قیدخانون سے کبھی رہائی پائینگی۔

پردے کے لحاظ سے ایک بڑی بھاری دقت ہندوستان مین یہی
واقع ہے کہ علاوہ مختلف الاقوام ہونے کے مختلف المذاہب وملل کے
لوگ عنقریب ہر چھوٹی وبڑی بستیون مین آباد ہین اور گو زمانے کا تغیر
اُنکی حالتین ایک رنگ پر لانے مین رات دن مصروف ہے تاہم
اُنکا طرز معاشرت اختلاف عظیم رکھتا ہے اور پردے کا ٹوٹنا ایسی صورت مین

ایک زمانۂ لامعلوم تک کچھ ناممکن سا نظر آتا ہے۔

۲۶ مئی ۱۸۹۴ء۔ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکۂ معظمہ۔ یوم سبت

آج پچھلی شب سے خنکی ہوا مین تھی لیکن مطلع صاف ہوجانے کے سبب سے دھوپ خوب تیز ہے۔ مگر باوجود اس سخت دھوپ کے یہان کے بازار خوب ٹھنڈے ہین وہان دھوپ کا نام نہین۔ ہندوستان مین شام کو بازار کی سیر کرتے ہین اور یہان عین چل چلاتی دوپہر مین سیر کرتے ہین اور کثرت سے خرید و فروخت اِسوقت مین ہوتی ہے یہان بزازہ و بساط خانے کی دوکانین قابل دید ہین۔ ریشمی کپڑے کا یہان بہت خرچ ہے اور انواع و اقسام کی ریشمی چھینٹین وغیرہ قسطنطنیہ کی ساختہ یہان فروخت ہوتی ہین۔ اونی کپڑے بھی مختلف لون و اقسام کے اور اونی چھینٹین عجب خوشنما طرز کی قسطنطنیہ کی ساخت فروخت ہوتی ہین مگر اونی کپڑا دبیز کم دیکھا گیا دکاندار کہتے ہین کہ یہان ایسی سردی نہین پڑتی کہ موٹا کپڑا اون کا فروخت ہوسکے اونی کپڑون مین دوبیت بہت مروج ہے جس عرب کو دیکھو دوبیت کی عبا پہنے ہوئے ہے۔ یہ کپڑا یہان ارزان بھی فروخت ہوتا ہے اور ہر رنگ کا دستیاب ہوتا ہے بساط خانہ مین استنبول کی ساخت گھڑیان سے کلسامان سونے اور چاندی کے سادہ کاری کے زیورات

بہت ہی عمدہ فروخت ہوتے ہین۔گز یہان کا بمقابلہ ہندوستان کے
بارہ گرہ کا ہے اور اندازے کے نام سے موسوم ہے۔بازار بالعموم
استنبولی چیزون سے بھرا ہوا ہے۔اور فرانس کی بھی اکثر چیزین نظر آتی
ہین شیفیلڈ اور برمنگھم کی فلزات کی ساختہ چیزون کی قدر بہت زیادہ ہے
اور دُکاندار اُن کو بیش قیمت کر کے اِن الفاظ سے بیچتے ہین کہ یہ انگریزی
ہین۔مقراض وچاقو وغیرہ اکثر وہین کے ساخت فروخت ہوتے ہین۔
استنبولی زربفت کا کام بالعموم کھوٹا ہے لیکن چمک دمک اُسکی دیرپا
بہت ہے۔بُن اور نگینہ زنگون کے ایک دُکان پر فروخت ہوتے
میری نظر سے گذرے بمبئی کا پسا ہوا گیہون کا آٹا کثرت سے بازار
مین دیکھا گیا لیکن یہان گرانی بہت زیادہ ہے۔

۲۷۔مئی ۱۸۹۴ء ۲۱۔ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ۔یوم احد

آج بعد نماز فجر مجکو محلہ خندریسہ مین جانے کا اتفاق ہوا یہان ایک
مسجد اور ایک رباط اور ایک مدرسہ مولوی رحمت اللہ صاحب ہندی کی
تعمیرات سے یادگار ہے۔رباط اور مدرسہ تو پورے طور پر آباد ہین مسجد مین
صرف ایک بنگالی موذن مقیم ہے جسکا بیان ہے کہ قرب حرم شریف کے
سبب سے یہ مسجد بجز ایک خوشنما و مستحکم عمارت ہونے کے عبادت خانے کا

کام مشکل سے دیتی ہے سچ ہے کہ جب حرم شریف قریب تر ہے تو نمازی
وہین دوڑینگے۔ بہرحال یہ تینون عمارتین بہت خوشنما اور مستحکم بنی ہوئی ہین۔
ہندوستانیون نے محض دکانداری ہی یہان اختیار نہین کی ہے
بلکہ بہت سے گھر بھی اُنھون نے یہان تعمیر کیے ہین اور مستقل طور پر آبادی
اختیار کرلی ہے۔ ہر محلہ مین ہندوستانی مسلمان آباد ہین۔ اسی محلہ سے
ملا ہوا شُبیکا ایک دوسرا محلہ ہے جسمین ایک ٹوٹی چار دیواری کا قبرستان
ہے کہتے ہین کہ پارسال کی وبائی اموات نے اِس قبرستان کو خوب آباد
کردیا ہے اور واقعی مین دیکھتا ہون کہ بہت سی جدید قبرین بنی ہین اور
سیکڑون قبرین زمین دوز اور ہموار ہین معمولاً قبرون پر کوئی تعمیر نہین ہے
صرف زمین پر پتھرون سے نشان کردیے ہین جس سے اسقدر تمیز
ہوتی ہے کہ انسان انمین دفن ہین۔ جو قبرین کہ خاص طور پر تعویذ چبوترہ
اور کتبہ رکھتی ہین وہ پردیسیون کی ہین نہ کہ عرب کی۔ الغرض مین فاتحہ
پڑھتا ہوا گھر کو لوٹا۔

خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر
زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

صبح سے پھر ابر محیط آسمان تھا مگر بارش کا یہان کے تجربہ کارون
مین سے کسی کو بھی یقین نہ تھا۔ یہ ابر کئی دن سے چھایا ہوا تھا کبھی کھل جاتا تھا

اور کبھی ایک آدھ بوند بھی پڑجاتی تھی اور مین اکثر لوگون سے پوچھتا تھا کہ
بارش ہوگی یا نہین مگر کوئی بھی مجھ کو بارش کی امید نہ دیتا تھا۔ بجلی بھی چمکتی تھی
بادل بھی گرجتا تھا۔ ہلکی بوندین بھی کسی وقت پڑجاتی تھین تاہم لوگ کہتے تھے
کہ بارش ہونا معلوم۔ بارے آج نا امیدی دفعۃً امید سے تبدیل ہوگئی
نماز عصر سے پہلے ہم مسجد حرم مین بیٹھے کچھ دینی باتون مین مصروف
تھے کہ یکبارگی آسمان نے رنگ بدلا گھٹا ئین چھائین بجلی کوندی اور آثار
بارش نمود ہوئے۔ ہوا سے بوے آب باران آنے لگی گویا دور کہین
بوندین پڑگئی ہون کیونکہ ہوا مین سوندھی سوندھی خوشبو مٹی کی آنے لگی
چند لحظون کے بعد کچھ سنسناہٹ کی آواز آئی اور آنکھین دو ہی سے
تاڑگئین کہ بوندین پڑرہی ہین۔ ابتو چارون طرف سے نظرین آسمان پر
جانے لگین اور دل سے انتظار اسکا پیدا ہوا کہ کب کثرت سے بوندین
گرین اور کب میزاب رحمت کے نیچے دوڑکر آب رحمت سے شرابور ہون
الغرض کچھ بوندا باندی انتظار کرتے کرتے بڑھنے لگی اور ابتو سب کی
نظرین میزاب رحمت کی طرف جمنے لگین۔ انجام کار ترشح کو ترقی ہوئی
لوگون نے میزاب رحمت کے نیچے دوڑ دوڑ کر جمع ہونا شروع کیا مین
اور جناب مولوی صاحب قبلہ بھی ذوق وشوق سے ٹھنڈی ٹھنڈی
بوندون مین دوڑکر حطیم کے اندر جا پہونچے حطیم مین آناً فاناً اِس

کثرت سے ہجوم ہو گیا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی بیشمار ہاتھ تھے کہ دعا کے ساتھ
میزاب رحمت کی طرف اُٹھے ہوئے تھے اشد انتظار سے آنکھیں ایک ایک
قطرۂ آب کے واسطے ترس رہی تھیں۔ دعاؤں کے شور مچے ہوئے تھے
کہ الٰہی آب رحمت سے نہلا کر گناہ دھو دے۔ دل کو یکسوئی حاصل تھی۔ نہ
ما و شما میں فرق باقی تھا نہ ایک کی دوسرے کو خبر تھی روحیں تھیں کہ ایک جسم
ہو گئی تھیں ایک آن واحد میں اُس مجیب الدعوات نے دعا سُن لی۔
دریاے رحمت جوش میں آیا اور سنہری میزاب رحمت سے جھلکتی ہوئی روپہلی
بوندیں آب و تاب سے گرنا شروع ہوگئیں۔ اَب نہ پوچھو کہ اسوقت کیا کیفیت
تھی کسی کو دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی۔ ہر شخص اپنے خیال میں غرق تھا۔ کوئی
سر جھکائے ہوئے تھا کہ بوندیں سر پر پڑجائیں کوئی ہاتھ اُٹھائے ہوئے تھا
کوئی کٹورہ کوئی گلاس کوئی صراحی بلند کیے تھا اور کسی نے گلاس لکڑی میں
باندھ کر بلند کیا تھا کہ کسی طرح میزاب رحمت کا قطرہ مل جائے۔ چند ہی
لمحوں کے بعد بوندیں بڑھنا اور سقف کعبہ سے آبپاشی ہونا شروع ہوئی
سنہری آویزہ (لٹکن) میزاب رحمت کا ہوا سے جنبش میں آیا اور ہر جانب
سے سیراب کرنا شروع کر دیا جو لوگ کسی قدر دور تھے اُنھوں نے ٹوپیاں
ہاتھ میں لے لیکر آگے بڑھائیں تاکہ بوندیں جو گریں ٹوپی میں جذب ہوں
بعض نے سروں کے عمامے اُتار کر ہلانا شروع کیے کہ اسی ذریعہ سے کچھ قطرے

نصیب ہو جائین۔ بارے باری تعالیٰ نے سب کی دعا قبول کی اور پانی
کثرت سے گرنا شروع ہوا اور طلائی آویزے کی جنبش سے پانی لہراتا
اور جھکورے کھاتا ہوا آتا تھا اور جدھر جدھر پانی کا رُخ ہوتا تھا اُسی طرف
بندگان خدا جھکتے تھے حطیم مین ملک ملک کے آدمی جمع تھے اور اِس
کثرت سے کشمکش تھی کہ زمین کا نظر آنا کیسا ایک آدمی کا دوسرے سے
علیحدہ ہونا ناممکن نظر آتا تھا۔ ہمنے بھی زور کرنا چھوڑ دیا اور ہاتھ پانْون ڈھیلے
ڈال کر اُسی جتھے کے حوالہ ہو گئے جو میزاب رحمت کے نیچے جنبش مین تھا
اور آخرش اپنی مراد کو پہونچے باران رحمت نے میزاب رحمت سے
ہمپر بھی پانی چھڑکا اور نئی زندگی بخشی میرے نزدیک تو ایک قطرۂ آب بھی
زمین پر نہین گرنے پایا میزاب رحمت کا پانی تو سب کے سر آنکھون ہی پر
رہا جو پانی کہ حطیم کی سطح ارضی پر گرنے والا تھا وہ بھی اِس بھاری جماعت کے
جسم پر خشک ہوا۔ مین نے بعضون کو دیکھا کہ اُنھون نے اُسی پانی مین
لوٹنا شروع کیا جو احاطۂ طواف مین گرد و پیش بیت العتیق کے برسا تھا
کچھ زیادہ بارش تو نہین ہوئی مگر زمین تر کرنے کو کافی ہوگئی بارش کے
موقوف ہوتے ہی چند لمحون کے بعد عصر کی اذان ہوئی اور نماز ین
پڑھ کر ہر شخص نے بڑی مسرت و خوشی کے ساتھ اپنی اپنی فرودگاہ کا
راستہ لیا۔

۲۸ مئی ۱۸۹۴ء ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ یوم اثنین

آج بعد فراغ نماز صبح کے حرم شریف سے جنت المعلیٰ جانے کا
اتفاق ہوا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار کی زیارت کی اور
بہت سے بزرگان کے مقابر پر فاتحہ خوانی کی۔ یہ قبرستان بہت بڑا ہے
اور اِسمین مقبرے بھی بنے ہین اور مثل ہند کے بعض خاندانون کی قبرین
جدا جدا احاطون سے محدود ہین۔ ترکون کی قبرون پر سنگ بالین جو نصب
ہین اُنکے سرون پر ترکی ٹوپی یا عمامہ کی صورتین گڑھی ہوئی ہین۔ اہل عرب کو
اس صورتگری پر قدرے اعتراض بھی ہے۔ یہان بالعموم قبرون پر
سنگ بالین اور سنگ پائین دونون نصب کیے جاتے ہین اوربجاے
کسی پھولدار درخت یا اور کسی سایہ دار درخت کے گھی کوار کے درخت
اکثر قبرون پر لگے ہوئے ہین اور چوبین یا آہنی جنگلون سے محفوظ
کیے گئے ہین۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسے قیمتی جنگلون کا صرفہ محض گھی کوار
کے درخت لگانے کے واسطے گوارا کرنا خلاف عقل ہے لیکن اسکی وجہ
یہ ہے کہ زمین بالکل پہاڑی ہے اور کوئی درخت بجز گھی کوار کے نہ جم سکتا
ہے نہ رہ سکتا ہے اسوجہ سے گھی کوار کی یہ قدر و منزلت ہے بعض مقبرون
مین نادر و عجائب تختیان طغرا کی لکھی ہوئی عمدہ و غریب صنعتون کے ساتھ

آویزاں ہیں جنت المعلیٰ کے مغرب پہاڑوں کے بیچ مین مذبح قائم ہے
اور اُسمین اونٹ گاؤ میش وبکری کے ذبح کرنے کے واسطے علٰحدہ
علٰحدہ جگہ معین ہے۔ یہ مسلخ شہر سے کچھ دور نہین ہے لیکن عجب پردہ
ومحفوظ جگہ مین ہے۔ چارون طرف پہاڑیون سے گھرا ہوا ہے درمیان
سے ایک راستہ بھی مدینۂ منورہ کو نکل گیا ہے۔ راستہ مین واپسی
کے وقت ایک مکان بطور تہ خانے کے دیکھنے مین آیا۔ جو مسجد
جن کے نام سے مشہور ہے کہتے ہین کہ اس مقام پر جنون نے
آنحضرت صلعم سے اسلام قبول کیا تھا۔ اِس مسجد کی پشت پر چھوٹی سی
جگہ مین بیلے کے درخت لگے ہوئے ہین اور کچھ سبزی بوئی ہوئی
ہے۔ نہر کے پانی کے واسطے بھی ایک منفذ پشت مسجد پر موجود ہے
جس سے پانی پیا بھی جاتا ہے اور اِن چھوٹی سی کیاریون مین چھڑکا بھی
جاتا ہے۔ یہ جگہ خوب ٹھنڈی ہے۔ گھر کو آتے ہوئے چار پانچ قلی
بالٹیان ٹانگے ہوئے ملے دریافت سے معلوم ہوا کہ ڈس انفکٹنٹ فلوئڈ
بالٹیون مین بھرا ہے جسکو واسطے صفائی ہوا کے جابجا
چھڑکتے پھرتے ہین یہ بیدار مغزی و مآل اندیشی اہالیان سرکار
ترک کی لائق تحسین ہے۔

---

۲۹ مئی ۱۸۹۴ء - ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ - یوم ثلوث

آج گرمی کی شدت ہے - تمازت آفتاب بڑھی ہوئی ہے اور لُو یعنی باد سموم دس بجے دِن سے چراغ جلے تک چلا کی - بعض لوگ کہتے ہین کہ موسمی حرارت اِس سے زیادہ اِس شہر مین نہین ہوتی مگر مین کیونکر باور کرون کہ ہنوز زمانہ ترقی حرارت کا بہت کچھ باقی ہے - ہندوستان کے حجاج کا آنا تو اَب موقوف ہوگیا کیونکہ زبیدہ نامے جہاز سنا جاتا ہے کہ آخری اسٹیمر تھا جو ہند سے حجاج کو لایا ہے مگر مصریون کا قافلہ پر قافلہ چلا آتا ہے اور کوئی دن اُنکی آمد سے خالی نہین - اَب مسجد حرم شریف کی جماعتین قابل دید ہین - آج مغرب کی نماز مین نے اور جناب مولوی صاحب نے حنفی مصلے کی سقف پر ادا کی جیسے کہ ہم اکثر ادا کرتے ہین - نمازیون کی بھاری صفوف اِس وسیع صحن مین اسطرح جنبش کرتی ہوئی نظر آتی ہین جیسے کسی بھاری دریا کی موجین اُٹھ رہی ہون اللھم زد بیتک ھذا تشریفاً و تکریماً و تعظیماً و مھابۃً و رفعۃً و برًا -

۳۰ مئی ۱۸۹۴ء - ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ - یوم ربوع

موسمی حرارت مین آج اور بھی زیادہ ترقی ہے - با اینہمہ خدا کے

ہو دست مین دو پہر مین طواف کعبہ مین سرگرم ہین اور جلتے ہوے سنگ مرمر کے فرش پر چلنے مین راحت پاتے ہین - خدا معلوم کہ اس ملک مین کہین خس پیدا ہوتی ہے یا نہین اِس شہر مین تو سلطانی عمارات مین بھی خس کی ٹٹی نظر نہین آتی - یہان لوگ اسی طرح سے زندگی بسر کرنے کے عادی ہین - عمارتون مین بعض منازل البتہ ٹھنڈے ہوتے ہین لیکن یہ نہین کہا جاسکتا کہ کہان تک اُنسے استفادہ ہوسکتا ہے - بہر حال ہر ملکے وہر رسمے - اگر اونٹ اور گدھے اِس ملک مین نہ ہوتے تو خدا جانے کیونکر کام چلتا - یہ جانور عجب اوصاف رکھتے ہین اور اس ملک کے لیے موزون اور مختص اُنکی خلقت واقع ہوئی ہے اس شدت کی دھوپ مین گدھا جب اپنا بوجھ اُتار چکتا ہے تو بڑے مزے سے جلتی ہوئی ریت مین لوٹتا ہے اور اُس سے اُٹھنے کا نام نہین لیتا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دھوپ مین یہ دہکتا ہوا ریتا اُسکو بہت آرام دیتا ہے اور اونٹ تو آنکھین بند کیے ہوئے بڑے نستعلیق بنے ہوئے چلچلاتی دھوپ مین چار زانو ریت مین بیٹھے ہوئے بڑے لطف سے کے ساتھ جگالی کرتا ہے گویا اِس سے زیادہ راحت کی اَب اُسکو ضرورت نہین ہان اگر کسی نے سوکھی گھانس سامنے لاکر ڈالدی تو سبحان اللہ پیٹ کا اہار ہوگیا اور اگر کہین برسیم کے ایک مُٹھی ہرے پتے مل گئے تو گویا

دنیا کی نعمت ملگئی لانے والے کے ہاتھ دور سے تاکتے ہین اور محبت کی
نگاہون سے دیکھتے ہین اور مُنھ تک پہونچ جانے پر تو غایت مشکوری کا
اظہار اپنی نگاہون سے کرتے ہین۔ یہ دونون جانور غریب اسقدر ہین
کہ اپنے اور پراے ملک کے اشخاص کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتے ہین
اپنے آقا کی فرمانبرداری مین بیعذر اور ہر وقت حاضر۔ نہ مُنھ چلانا جانین
نہ لات مارنا۔ اور سب سے زیادہ اُنکے غریب و مطیع ہونے کی دلیل یہ ہے
کہ نہ اونٹ کے نکیل لگائی جاتی ہے نہ گدھے کو لگام دونون اشارون پر
کام کرتے ہین اور پورا کہنا مانتے ہین جتنا چاہو لادو اور چلاؤ تھکنے کا
نام نہین لیتے اور آب و دانے کی کمی پر شکایت نہین کرتے۔ آپسین
میل جول ایسا کہ نہ لڑین نہ لاتین مارین شکل و صورت کے اچھے
اور تھان کے سچے ہوتے ہین۔ اونٹ کی نسبت تو مجھے کچھ اور کہنا
منظور نہین مگر گدھے کے متعلق اسقدر کہنا باقی ہے کہ جو گدھے سواری
کا کام دیتے ہین وہ نہایت خوش رفتار و تیزرو ہین۔ اُنکے بال تراشے
جاتے ہین اور وہ ہر طرح سے خوب صورت بنائے جاتے ہین۔
موتراشی مین اُنکی بڑی بڑی صنعتون کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور خوبصورت
کاٹھیان اُنپر مثل گھوڑے کے کسی جاتی ہین۔ لگام بھی بعضون کے
لگائی جاتی ہے۔

۳۱ مئی ۱۸۹۲ء ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکۂ معظمہ ۔ یوم خمیس

ابتو موسم مین حرارت اس درجہ کو پہونچی کہ آج صبح کو بحالت طواف
بادسموم کا جھوکا کبھی کبھی لگ جاتا تھا ۔ آج کل طواف مین اس کثرت سے
ہجوم ہوتا ہے کہ حلقۂ طواف یعنی فرش سنگ مرمر سے لوگ باہر نکل جاتے
ہین باوجود اسکے کہ مطوفون کی یہان کثرت ہے نوبت تا باینجا رسید
کہ مطوفون کے ننھے ننھے بچے بھی طواف کرلتے ہین اور چونکہ وہ قدوقامت
مین ایسے چھوٹے ہین کہ اول تو اُنکی آواز گروہ اشخاص مین پہونچنا دشوار
دوم خود اُنکے دب جانے کا بھیڑ مین اندیشہ ہے لہذا بعض حجاج اپنے
چھوٹے مطوف کو کندھے پر بٹھا لیتے ہین اور وہ کندھے پر چڑھا
دعائین پڑھواتا جاتا ہے اور بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے بعض ناتوان
وضعیف اشخاص شبری پر بیٹھ کر طواف کرائے جاتے ہین بعضی عورتین
بڑا کمال کرتی ہین بلا لحاظ اسکے کہ وہ مسافت دور دراز سے آتی ہین
اور ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتی ہین اسی شدت گرمی مین اپنے
شیرخوار بچون کو گود مین لے کر طواف کرتی ہین گرمی کی شدت سے
لوگون کی نکسیرین پھوٹنے لگی ہین لیکن اسی ملک کے باشندون کی
نکسیرین اکثر پھوٹتی ہین ۔

یکم جون ۱۸۹۴ء – ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مکہ معظمہ – یوم جمعہ

آج کی دھوپ مین کسی قدر نرمی ہے – تاہم باہر نکلنا مشکل ہے لگ.
صدآفرین اُنپر جنھون نے آج جمعہ کی نماز پتھرون کے فرش پر دھوپ
مین ادا کی – آج کی نماز مین تخمیناً بیالیس ہزار نمازی تھا آج امام نے
ایسی مختصر صورتین نماز مین پڑھین کہ غالبًا پانچ منٹ مین نماز جمعہ ختم
ہوگئی – ایسی بھاری جماعت کے واسطے اور ایسی گرمی کی حالت مین
یہ اختصار نہایت ہی مناسب اور مفید تھا اہل ہند کے واسطے یہ ایک
سبق اور ہدایت مستحسن ہے – حرم شریف کے ہر جانب کثرت سے عمارتین
ہین اور اُنکی کھڑکیان جانب حرم کھلی ہین جو لوگ اِن عمارتون مین بطور
کرایہ دار یا مالک کے رہتے ہین وہ اکثر اوقات وہین سے جماعت کی
شرکت کرلیتے ہین خاص مسجد حرم مین آنے کی اُنکو ضرورت نہین پڑتی
حرم شریف کے متعلق بھی کثرت سے عمارتین ہین جو کرایہ پر دیجاتی ہین
یا اور بہت سے کامون مین مستعمل ہوتی ہین کسی بالاخانہ ملحقہ پر شریف مکہ بھی
کبھی شریک جماعت ہوتے ہین اور آج بھی اِسی طرح سے اُنکی شرکت
تھی – ہر چند کہ اُنکا خاص طور پر حرم شریف کے اندر آکر جماعت مین شریک
ہونا ضروریات سے تھا لیکن سنا جاتا ہے کہ اُنکو کچھ خطرات پیدا ہین

اسوجہ سے یہ تحفظ اختیار کیا گیا ہے۔ کہتے ہین کہ شریف کا کوئی بھائی بمقام جدہ کسی افغانی فقیر کے ہاتھ سے ایک جگ گذرا ہو گا کہ قتل ہوا تھا اُسوقت سے یہ احتیاط کی جاتی ہے لیکن افغانی فقیر۔ شریف کے بھائی کا قتل اور موجودہ شریف (عون الرفیق) کی احتیاط سمجھ سے باہر ہے تاوقتیکہ دیرینہ حکایت نہ معلوم ہو۔ کیونکر صحت ہو۔ واللہ علم بالصواب

۲۔ جون ۱۸۹۴ء ۲۷۔ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مکہ معظمہ۔ یوم سبت

آج بعد دوپہر کے کچھ ابر محیط آسمان تھا اور تادیر یہ سمجھا گیا تھا کہ بارش ہونے والی ہے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد ابر زائل ہو گیا اور دھوپ بدستور نکل آئی۔

آج تحقیق معلوم ہوا کہ ایک شخص شیخ بندہ علی نامی ساکن لکھنؤ کے ساتھ عبد الحلیم مطوف نے کچھ فساد کیا اور نوبت نالش کی پہونچی مطوفون مین خود بھی باہم عناد و فساد برپا ہین مسافرون کی کشاکشی مین خوب آپسمین لڑائیان بھی ہوتی ہین۔ یہ وہی عبد الحلیم ہے جو مجھے عازم حج سنکر گونڈا پہونچا تھا اور جسکا ذکر مین ۱۲-و۱۴-اپریل کو بحالت قیام بمبئی کسی قدر لکھ چکا ہون۔

۳- جون ۱۸۹۴ء ۲۶- ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مکہ معظمہ - یوم احد

حرم شریف مین نمازیون کی تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے ابتو جدھر دیکھو آدمی ہی آدمی نظر آتے ہین - میرے نزدیک مسجد حرم کے احاطہ کے اندر تخمیناً پون لاکھ آدمی نماز پڑھ سکتا ہے - آج اسکی دھوم ہے کہ مصر سے کل صبح محمل آئیگا - محمل ایک اصطلاح خاص ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ خدیو مصر کی جانب سے غلاف کعبہ شترون پر بار ہو کر آئیگا - یہ سیاہ ریشمی غلاف جسکی بناوٹ مین کلمہ ہی کلمہ لکھا ہے - الا جسکے وسط مین دو فٹ چوڑی پٹی زربفت کی سراسر ہے اور آیات قرآنی اور اسما سلاطین درج ہین خدیو مصر سالانہ تیار کرا کے بھیجتا ہے اور یہ ایک جزو اسکی باج گزاری کا ہے -

۴- جون ۱۸۹۴ء ۲۷- ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مکہ معظمہ - یوم اثنین

مدرسۂ صولتیہ سے مولوی محمد سعید صاحب نے کل شام کو ایک خط میرے نام اس غرض سے بھیجا تھا کہ مین اُنکے مدرسہ کے امتحان مین آج صبح شرکت کرون چنانچہ ایسا ہی ہوا - اس مدرسہ مین زیادہ تر قرأت کلام مجید کی تعلیم دیجاتی ہے اور دیگر علوم کی بھی تعلیم ہوتی ہے - آج قرأت مین

امتحان تھا اور بعد اختتام امتحان کے مدرسہ کے دو قاری معلمون نے بھی سات طرح سے قرأت پڑھ کر سنائی اور ہزار ہا آفرین و تحسین لین اسمین شک نہین کہ یہ جلسہ بہت بابرکت تمام خوبیون سے بھرا ہے۔ آج صبح محمل داخل مکہ ہوگیا اور ہر شخص یہ کہتا تھا کہ آج ۳۰۔ ذیقعدہ بروے حساب مکی ہے شام کو چاند ہوگا لیکن کوئی وجہ چاند نکلنے کی ظاہرا نہین تھی۔ اور ہم تو اپنی ہند کی جنتری پر قائم تھے کہ آج ۲۹۔ ذیقعدہ ہے خیر ہم خاموش تھے اور سمجھتے تھے کہ شام کو آپ ہی حال کھل جائیگا شام کو حرم شریف کے منارون پر قبل از مغرب روشنی ہونا شروع ہوئی اور اِس علامت کو دیکھ کر ہر شخص کہہ اُٹھا کہ چاند ہوگیا لیکن فوراً ہی روشنی گل ہونا شروع ہوگئی اور اب ہماری تاریخ کی تائید ہوگئی اور سب پر واضح ہوگیا کہ غلطی سے بے چاند دیکھے روشنی شروع کردی گئی تھی۔ چاند نہین ہوا اسلیے روشنی موقوف کردی گئی ۔

۵۔ جون ۱۸۹۴ء مطابق ۳۰۔ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

مکہ معظمہ۔ یوم تلوت

اگر مکی تاریخ صحیح ہوتی تو آج یکم ذیحجہ کی ہوتی لیکن آج مغرب کے وقت ہلال عید آسمان پر نظر آیا اور کل ذی الحجہ کا مہینا شروع ہوگا چاند دیکھتے ہی ساتون منارون پر روشنی کی قندیلین لٹکنا شروع ہوگئین۔

ہر مینارے کی دو منزل مین دو ہری اور تہری قطارون کی روشنی ہے
اور بہت خوشنما ہے یہ روشنی ماہ ذی الحجہ کے آخر تک برابر ہوتی رہیگی۔
مسجد حرم کا صحن چاند دیکھتے وقت خوب بھرا تھا اور ہر شخص کی انگشت شہادت
ہلال کو بتا رہی تھی جسکو دیکھو نگاہ لڑائے تھا اور اپنے ساتھیون کو پکڑ پکڑ کے
دکھاتا تھا کہ دیکھو وہ چاند ہے۔ ہزارون ہاتھ تھے کہ چاند دیکھ کر دعاؤن کو
اُٹھے ہوئے تھے کل سے تو قافلے پر قافلہ چلا آتا ہے۔ اور مدینہ منورہ کی
طرف سے بھی قافلون کے تانتے لگے ہوئے ہین۔ ابتو کوئی گلی اور
کوچہ اونٹون کی قطار سے خالی نہین جدھر دیکھو شغدفون کے انبار
لگے ہوئے ہین۔ ایک عالم ہے کہ اکٹھا ہوتا چلا جاتا ہے اس شہر مین
تخمیناً بارہ سال سے ایک مدرسہ سلطانی قائم ہے جسمین ترکی عربی و فارسی
کی ادنیٰ تعلیم ہوتی ہے۔ حساب تاریخ وجغرافیہ بھی پڑھایا جاتا ہے
لیکن یہ مدرسہ ابتر حالت مین کہا جاتا ہے۔ آج خانہ کعبہ کو سفید احرام
باندھا گیا۔

۶ جون ۱۸۹۴ء یکم ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ
مقام مکہ معظمہ۔ یوم ربوع

آج بعد نماز عصر مین اور شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر لاہوری
تفریح کنان حارۃ الباب وجرول کے محلون سے گذرتے ہوئے بستی کے

باہر پہونچے۔ اس مقام کو ظاہر کہتے ہین مدینۂ منورہ کا یہان سے رستہ
گیا ہے ہزار ہا اونٹ ہے کہ مدینہ کی جانب سے چلا آتا ہے اور تانتا
ختم ہی نہین ہوتا۔ دو تین دن سے برابر یہی کیفیت ہے۔ اس مقام پر
کچھ خیمے فوجی نصب ہین تھوڑے سوار اور پیدل مقیم ہین دریافت
سے معلوم ہوا کہ یہ مصری فوج ہے جو خدیو کی جانب سے جامۂ کعبہ کو لائی
ہے۔ لشکر کے آگے ایک خوشنما سبز رنگ کا محمل پانچ گز یون کا رکھا ہوا
ہے اُسکے غلاف پر بعض آیات قرآن شریف سِلی ہوئی ہین کہتے ہین کہ
اسمین جامۂ کعبہ لایا گیا ہے اس مقام پر ایک چار دیواری کھینچی گئی ہے
جو شریف کے باغ سے موسوم ہوئی ہے۔ یہ چار دیواری ہنوز ناتمام
ہے۔ پانچ دروازے اِسوقت اسمین موجود ہین اِسکے اندر جاکر دیکھا کہ
نہر زبیدہ سے اسمین پانی لایا گیا ہے۔ اِسوقت تک اِس چار دیواری
کے اندر کی زمین باغ کی حیثیت نہین رکھتی بہت چھوٹا سا تختہ ہے جو
کسی قدر سبز ہے اور جسمین معمولی امرود و لیمو کے چند درخت لگے ہوے
ہین اور پھلواری کے نام سے تو ایک آدھ بیلے کا درخت یا دو چار
بدحیثیت گل داؤدی و کرن پھول کے پیڑ ہین روشین بھی تو بجل نہین ہین
نہ گھاس کا سبزہ ہے جیسے ہند کے چھوٹے چھوٹے زراعت پیشہ
کچھ سبزی بو لیتے ہین اور حفاظت نہین کرسکتے اسی حیثیت کا یہ تختہ ہے

کہین کہین کپاس کے پیڑ بھی ہین اور سبزی تھوڑی بہت کیاریون مین اگر ہے تو چنچ اور مرسا کے ساگ کی۔ اسی تختہ کے بیچ مین کوئی آٹھ دس فیٹ زمین پانی سے چھڑکی گئی ہے اور اُسپر ایک مستطیل تخت اور ایک بینچ سنگ مرمر کی بچھی ہوئی ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ تخت اور بینچ زمیں چھتاری ملک ہند نے شریف کو نذر دی تھین جواب زینت چمن ہین اسی کیاری کے پاس شریف کا ایک چھوٹا سا ڈیرہ کھڑا ہوا ہے۔ کہتے ہین کہ آج کل شریف شام کو قدرے قلیل اپنی نشست یہان رکھتے ہین۔ یہ چمن بیچ چار دیواری کے ایک اور چار دیواری چھ فیٹ آثار کی قائم کی گئی ہے یہ بھی ناتمام ہے۔ سنتے ہین اور نشانات سے بھی ظاہر ہے کہ یہ پانی کا بھاری مخزن اِس باغ مین قائم کیا جائیگا جو ایک تالاب کی حیثیت رکھے گا اسمین بھی پانی نہر کا اوپر سے گرایا جائیگا اور چونکہ اِس تالاب کی بلندی سطح زمین سے تخمیناً بارہ فیٹ ہے اِسلیے باغ مین ہر جگہ افراط سے پانی پہونچے گا اور ہر چمن مین فوارہ قائم ہوسکتا ہے۔ مگر کیا معلوم اور کسکو امید ہے کہ کبھی یہ باغ گلزار ہوگا۔ مکہ معظمہ مین باغ لگانے کی یہ پہلی کوشش نہین ہے ابھی تھوڑا زمانہ ہوا کہ عثمان پاشا نے اپنے عہد حکومت مین اسی میدان مین شہر سے متصل اسی باغ سے کوئی دو فرلانگ کے فاصلہ پر ایک باغ کی بنیاد قائم کی تھی اور سنا جاتا ہے کہ وہ

آباد بھی ہوا تھا مگر اب تو وہان خاک اڑتی ہے البتہ ایک ذراسی ٹوٹی پھوٹی
دیوار اور ایک زمین کا خم وپیچ جو پانی سے کسی زمانے مین سیراب
رہا ہوگا یہ بتاتا ہے کہ کبھی کوئی سبزہ یہان بھی ہوگا۔ اسی راستہ پر محلہ جرول
مین حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔

۷۔ جون ۱۸۹۴ء ۲۶۔ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ۔ یوم خمیس

حج کا زمانہ جیسے جیسے قریب آتا جاتا ہے حجاج کی کثرت ہوتی جاتی
ہے اب تو کوئی کوچہ وبرزن نہین جہان حجاج کی کثرت نہو۔ خدا تعالی آب وہوا
درست رکھے۔ آج کی شب خنک تھی اور دن کو بھی باد سموم سے امن رہی
تجار اور دیگر پیشہ ورون کو اب خوب موقع گران فروشی کا میسر آیا ہے
اول تو چیزین پہلے ہی شدت سے گران تھین مگر اب گرانی پر گرانی ہوگئی
یہ خالی از تعجب نہین ہے کہ باوجود اس کثرت حجاج کے بازار بھرا ہوا
ہے تمام اشیاء ضروری خوردنی وغیرہ افراط سے موجود ہین اور طرفہ یہ کہ
جو چیز مانگو موجود ہے غیر ملکون کا تجارتی مال اون۔ روئی۔ ظروف۔
وغیرہ کا نادرات کے ساتھ کثرت سے موجود ہے اور ہاتھون ہاتھ
فروخت ہوتا جاتا ہے جن لوگون کا یہ خیال ہے کہ یہان انگریزی
نوٹ یا اشرفیان نہین چلتین وہ غلط ہے اس شہر کے بازار مین

دول اجنبیہ کے سکے کثرت سے چل رہے ہین اور بدل انکا دیگر سکہ جات
مختلفہ سے یا جنس سے ہوتا ہے۔ ہان یہ ضرور ہے کہ جو سوداگر جس سکہ کا
خواہشمند ہے وہ اُسکو بڑی خوشی سے لیتا ہے اور کوئی کمی اُسکی قیمت
مین نہین کرتا لیکن بصورت دیگر بٹہ لگاتا ہے۔ انگریزی نوٹ تو سوداگران
ہند کچھ اضافہ کے ساتھ خریدنے پر آمادہ ہین۔ بوجہ بیشی نرخ زر کے
چاندی یہان بھی ارزان ہو رہی ہے اور چاندی کے سکون پر ایکسچنج
یہان بھی مرعی رکھا گیا ہے۔

۸۔ جون ۱۸۹۴ء ۔ ۳۔ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ۔ جمعہ

آج کی جمعہ کی جماعت ایسی بھاری تھی کہ ہمنے تو ایسا انبوہ کثیر
نہ دیکھا نہ سنا کم سے کم اسی ہزار نمازی تھا جو امام کی لفظون پر اور اللہ اکبر کی
آواز پر ہمہ تن گوش ہو رہا تھا اور اِس بھاری جماعت کے کسی متنفس نے
امام کی تقلید مین ایک ذرہ برابر بھی کہین سے لغزش نہین کی اللہ اکبر اپنے
پروردگار کی اطاعت مین کیسے مستعد و سچے ہین ۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو ترقی
دے۔ آج تو آٹھ ہی بجے صبح سے نمازیون نے جمع ہونا شروع کیا تھا
تاکہ اپنی اپنی آسایش کی جگہون کو پسند کرلین ایک کم چالیس دروازون
سے یہ نمازی موج در موج چلے آتے تھے اور نماز ختم ہو جانے کے بعد بھی

آتے جاتے گئے۔ نماز ساڑھے بارہ بجے کے بعد شروع ہوئی اور پانچ منٹ
کے اندر ختم ہوگئی نصف صحن سے زائد بھرا ہوا تھا اور دھوپ شدت کی تھی مگر
سچّے دینداروں کے نزدیک دھوپ کیا چاندنی تھی جسکو خوشی کے ساتھ برداشت
کرتے تھے اور جلتے ہوے پتھروں پر اپنے معبود کو سجدہ کرتے تھے جس کشمکش سے
آج نماز جمعہ پڑھی گئی ہے اِس حساب سے اگر شمار کیا جائے تو ایک لاکھ آدمی
سے زائد مسجد حرم مین نماز پڑھ سکتا ہے ۔

باب ابراہیم سے نکلتے ہوے مین نے ایک اشتہار سلطانی دیکھا
جو یکم شوال ۱۳۱۳ھ کا مطبوعہ منجانب سلطان روم عوام کی اطلاع کے لیے
چھپا ہوا تھا یہ اشتہار تین زبانون مین ہے عربی ترکی۔ اور جاوی۔ خاص طور پر
جاوی اور عام طور پر جمیع کافۂ انام خواہ کسی عملداری کے ہون مخاطب کیے گئے
ہین۔ چونکہ کرایہ بار برداری وغیرہ کا اندازے سے کہین زائد لیا جاتا ہے
اسواسطے یہ اشتہار دیا گیا ہے کہ بصورت تعدی و زیادتی کے باب الحکومت
سلطانی ہر شخص کے واسطے ہر وقت مفتوح ہے کہ جائے اور عرض حال
کرے ۔ اِس اشتہار سے حمایت اسلام ٹپک رہی ہے اور ہمدردی برس رہی ہے
چنان ہست کہ باید وشاید۔ لیکن حجاج ہند کی حالت دیکھ کر تھوڑا سا ہم افسوس
اس موقع پر کرتے ہین اور شاید ہمارا افسوس کرنا بیجا نہ ہو کہ حکومت کو ہنوز
پورے حالات حجاج بعید البلاد و امصار کے نہین معلوم ورنہ جسقدر حجاج کے

زادراہ بچانے کی تدبیر فرمائی جاتی ہے اِس سے کہین زیادہ امن راہ حجاج
کی جان کی حفاظت فرمائی جائے۔ ہکو اسکے کہنے کی وجہ ہے کہ حکومت کو
پورے حالات سفرِ حجاج کے نہین معلوم اور وہ یہ ہے کہ غریب الوطن کوئی
شکایت نہ تو کرتا ہے نہ شکایت و دعویٰ کرنے کے وسائل رکھتا ہے اور
نہ یہان کے لوگ اُنکو مُنھ کھولنے دیتے ہین۔ اَب ہم اسکی تفصیل تھوڑی
کرتے ہین۔ اول شکایت نہین کرتا۔ (الف) اسوجہ سے کہ لوگون کا یہ
عقیدہ ہے کہ راہ خدا مین اگر مال گیا تو گیا اور اگر جان گئی تو بلا سے گئی
شہادت تو ملی اور ایمان تو سلامت رہا۔ (ب) اسوجہ سے کہ اکثر یہ طریقہ
حجاج ہندوستان کا ہے کہ خاندان مین سے ایک شخص حج کو نکلتا ہے
اور یہ لوگ فرداً فرداً ایک دوسرے کے رفیق تو ہوجاتے ہین مگر نہ تو باہم
رشتہ ہوتا ہے نہ ایسا تعلق ہوتا ہے کہ جوش خون پیدا ہو اور اُن مصائب
کی شکایت کرین جو اُنکے رفیق پر گذرین ہمدردی کیسی اپنی ہی جان کے
لالے پڑجاتے ہین۔ (ج) اِسوجہ سے کہ جو لوگ بلا رفیق کے حج کو نکل
کھڑے ہوتے ہین اُنکا تو کوئی والی وارث ہی نہین جہان لوٹے مارے
گئے وہین اُنکی شکایت ختم ہوگئی کوئی اُنکے وطن کو بھی تو خبر دینے والا نہین
ہوتا۔ دوم شکایت کرنے کے وسائل نہین رکھتا کیونکہ (الف) حاجی
بیچارے عرب کی زبان نہین جانتے (ب) قانون و قواعد سے یہان کے

محض ناواقف (ج) اُنکی آگاہی کے واسطے اُنکی زبان مین کوئی اشتہار تک
نہین - (د) ملازمان سلطنت ایسے تعینات نہین جو مختلف زبانین جانین
اور شکایت کا مضمون سنین سمجھین (ہ) جب آدمی لٹ پٹ جاتا ہے تو حیثیت
باقی نہین رہتی نہ زر نہ زور کس برتے پر شکایت کرے - سوم یہان کے
لوگ شکایت کرنے سے باز رکھتے ہین - (الف) حجاج سے لوگ کہتے ہین
کہ جسقدر سختیان اور جبر تمپر گذرین اُنکو بے زبانی کے ساتھ برداشت کرو
کیونکہ مصائب برداشت کرنے سے ثواب زیادہ ملتا ہے اور یہ خانۂ خدا ہے
شکایت سے خدا ناراض ہوگا اور نیکیان سب برباد ہوجاینگی - (ب) شکایت
کرنا گویا سلطان روم کی توہین کرنا ہے پس شکایت کرنے پر شاکی کو
ملازمان سلطنت قید کردینگے - (ج) شکایت کرنے سے ناحق وقت
ضایع ہوگا رشوتین دینا ہونگی کھنچے کھنچے پھروگے حج کرنے آئے ہو نکہ
اوقات ضایع کرنے (د) شکایت ثابت نہ ہونے پر خدا جانے کس مظلمہ
مین گرفتار ہوگے اور قید خانے مین سڑکر مرجاؤگے اس محل پر مجھے اسقدر
کہدینا ضرور ہے کہ اِس قسم کے مضامین مطوف لوگ حجاج کے کانون
مین پھونکتے رہتے ہین محض اسوجہ سے کہ ناجائز آمدنی کے وسائل اُنکے
موقوف اور مسدود نہون یا نفع مین کمی نہو -

جان و مال کے خطرے کے متعلق مجھ کو ہنوز کچھ کہنا ہے اور مین اسکو

انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ کسی موقع پر ذکر کرونگا۔

آج کل شہر مین دھوم مچ رہی ہے جدھر دیکھو عرفات کی تیاریان ہو رہی ہین۔

۹- جون ۱۸۹۴ء مطابق ۴ - ذیحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ - یوم سبت

شہر آج کل زیادہ صفائی کا محتاج ہے۔ بخار کا عارضہ تو ایک ہفتہ عشرے سے شہر مین پھیلا ہوا ہے مگر اب کہین کہین قے و دست کی بھی شکایت سنی جاتی ہے۔ بخار سے لوگ ضایع بھی جاتے ہین۔ مگر یہ اموات معمول کے خلاف نہین ہین جبکہ ایک محدود جگہ مین لاکھون آدمی تلے اوپر اس طرح سے رہتے ہین جیسے الماری مین کوئی کھلونے چن دیوے تو صاف ہوا کا کم ملنا اور دس پانچ کا روز مرجانا ہرگز تعجب خیز نہین۔ اب ایک ہفتہ سے زائد زمانہ نہین ہے کہ جسکے اندر سب متفرق ہوئے جاتے ہین۔ آج کے پانچوین روز حج ہو جائیگا اور ۱۲- ذیحجہ سے لوگ اپنے اپنے وطن کو واپس ہونا شروع کر دینگے۔

آج کل ہر گلی و کوچہ مین عرفات عرفات لوگ پکار رہے ہین۔ دکاندار وہ ضروری اشیا حجاج کے روبرو پیش کرتے ہین جو عرفات کے میدان مین کار آمد ہونگی اور بجائے اسکے کہ کسی شے کا نام لیوین صرف عرفات کا

لفظ پکارتے ہین جس سے اُنکا مقصود صرف یہ ہے کہ عرفات کی ضروری چیزین جو پیش کیجاتی ہین خرید لو۔ ہر گلی و کوچہ مین دیوارون سے لگے ہوے خیمے اور قناتین کھڑی ہین تاکہ لوگ اُنکو عرفات مین لگانیکے واسطے کرایہ پر لے لیوین اور اسی قسم کے سامان کیمپ مین جانے کے لیے فروخت یا کرایہ کے واسطے جابجا نمایش مین رکھے گئے ہین ۔

۱۰ جون ۱۸۹۴ء ۵ ذیحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ۔ یوم احد

جب ہم پہلے پہل حرم شریف کی زیارت سے مشرف ہوے تھے تو اُسوقت ہندوستانی حاجی بہت نظر آتے تھے مگر اب تو ہندوستانی مثل چٹنی کے بٹ گئے۔ ڈھونڈھے ڈھونڈھے ملتے ہین ۔ جدھر دیکھو ترکی مصری ۔ مغربی ۔ اور بخاری ہی نظر آتے ہین ۔ البتہ جاوی بھی زیادہ ہین اور عرب کا تو یہ خاص مقام ہی ہے حبشی ۔ زنجباری ۔ شامی ۔ ایرانی ۔ روسی اور خدا جانے کہان کہان کی مخلوق موجود ہے ۔ اور صد ہا وضع کی اُنکی پوشاکین ہین ۔ گودنا گدوانے اور چوٹی رکھوانے کی رسمین بھی کہین کہین جاری ہین ۔ شامی اور مصری اکثر اِن رسمون کے پابند ہین ۔ ڈاڑھیان خوبصورت اور خوش قطع صرف ہندوستانیون کے چہرون پر نظر آتی ہین سر پر پورے بال بعض ہندوستانی آدمیون کے ہین ورنہ بالعموم یا تو

سر منڈا رکھتے ہین یا خس جنسے بال رکھتے ہین - آج کل ہر وقت کی جماعت
مین اسقدر ہجوم نمازیون کا ہوتا ہے کہ سجدہ کرنے کو مشکل سے جگہ ملتی ہے
اور طواف مین تو یہ کثرت ہوتی ہے کہ ایک کے اوپر ایک گرا پڑتا ہے - ریل
پیل مچ جاتی ہے - حجر اسود کا بوسہ تو ہزارون مین ایک آدھ آدمی کو نصیب
ہوتا ہے ورنہ اُس جگہہ تو آدمیون کی ٹٹی لگ جاتی ہے - یہ جنت کا پتھر چونکہ
حسب روایات دیرینہ چکنا چور ہے اِسوجہ سے ایک خوشنما اور مستحکم طریق
سے ریزہ ریزہ فراہم کرکے کعبۂ شریف کے مشرقی گوشۂ دیوار مین باہر کی
جانب سطح زمین سے چار فیٹ بلند نصب ہے گرد اُسکے چاندی کا حلقہ
لگا دیا گیا ہے اور ایسا خلو اُسمین رکھدیا گیا ہے کہ اگر سر برہنہ شخص حلقہ
کے اندر مُنھ کرکے بوسہ لیوے تو حجر اسود کا بوسہ آسانی سے لے سکتا
ہے لیکن جب ہجوم خلق اللہ سے اتنی بھی گنجائش نہین رہتی کہ کوئی شخص
ہاتھ لگا سکے یا رومال سے مس کر سکے تو ہزارون شخص محض ہاتھون کا
اشارہ حجر اسود کی طرف کرتے ہوئے طواف کا دور شروع کردیتے ہین -
اور اسی طرح سے ساتون پھیرے ختم کردیتے ہین - اگر یہ پتھر ایسے عمدہ
موثر پر اور ایسی مناسب جا پر نصب نہ کیا جاتا تو کسی کو دور سے بھی دیکھنا
نصیب نہ ہوتا -

اکثر صبح کی نماز مین شافعیون کی جماعت مین یہ دیکھنے مین آیا کہ محض

بوسۂ حجر اسود کے اشتیاق مین لوگون نے گھس بیٹھ کر حجر اسود کے قرب
مین جگہ حاصل کی اور جیسے ہی کہ امام نے پہلا سلام پھیرا وہ لوگ بلا انتظار
دوسرے سلام کے حجر اسود کا بوسہ لینے دوڑ پڑے مگر اسپر بھی جتنے
لوگ کہ اِس قصد سے حجر اسود کے قریب تر جماعتون مین شریک ہوتے
ہین بوسہ نہین لے سکتے۔ مین اکثر دو بجے شب سے طواف مین مصروف
ہوتا ہون مگر جون جون حج کا زمانہ قریب آتا جاتا ہے حجر اسود کا بوسہ
لینا ناممکن ہوتا جاتا ہے بلکہ کثرت ہجوم سے اب تو یہ نوبت پہونچی ہے کہ
ملتزم شریف مین کھڑے ہو کر بعد طواف دعا مانگنے کی بھی گنجایش نہین
رہی اور کثرت سے لوگ چاہ زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان اور
آگے کھڑے ہو کر دعا پڑھتے ہین اور نماز واجب الطواف بالعموم
تو مقام ابراہیم مین اور باب بنی شیبہ و منبر کے درمیان ورنہ بہت مختلف
مقامات پر بوجہ ہجوم کے ادا ہوتی ہے شیعہ لوگ بھی طواف مین ہمارے
شریک ہوتے ہین لیکن ہم حجر اسود سے طواف کی نیت کرتے ہین اور
وہ رکن یمانی سے طواف شروع کرتے ہین۔ یہ لوگ کسی قدر ترچھے ہو کر
طواف کرتے ہین اِنمین سے کوئی اہل ہند نہین ہے سب ایرانی ہین۔
مین نے اِن ایرانیون کو اکثر بیت اللہ کی جانب رکن ذکر و شغل مین معروف
پایا مگر کسی جماعت کے شریک نماز ادا کرتے نہین دیکھا باب ابراہیم کی طرف

اُنکو بہت میٹھے دیکھا ہے ۔ ایرانی اکثر دعاؤن کی کتاب ہاتھ مین لے کر
اُس سے دعائین پڑھتے جاتے ہین اور طواف کرتے جاتے ہین ۔ اور
لوگ بھی بعض اوقات بلامعیت مطوف کتاب لیکر بحالت طواف دعائین
پڑھتے جاتے ہین ۔ جو لوگ واقف ہو گئے ہین اُنکو کتاب و مطوف دونون
کی حاجت نہین پڑتی ۔

آج یہ خبر گرم ہے کہ اونٹ والون نے اپنے اونٹ کرایہ پر منا
لیجانے سے محض اس وجہ سے انکار کیا کہ حکومت نے راستہ پر ایک انجن بجھو
دینے کے واسطے مثل کامران کے قائم کر دیا ہے ۔ یہ عجیب فرقہ بدوؤن کا
ہے ذرا نہین سمجھتے کہ سلطان روم نے کتنا بھاری احسان کیا ہے کہ حجاج
کی تندرستی و حفظان صحت کی غرض سے بے انتہا روپیہ صرف فرما کر
ہوا کی سمیت رفع کرنے کی تدابیر فرمائی ہین ورنہ کیا یاد نہین کہ وبائے ہیضہ نے
گذشتہ سال مین منا کے میدان مین حجاج کی نعشون کا فرش بچھا دیا تھا
پارسال کی موتین جب خیال کیجاتی ہین تو جسم پر رعشہ آجاتا ہے ۔ اللہم حفظنا
پرسون سے یہ خبر گرم تھی کہ راتب پاشا بوجہ بدنظمی کے حکومت سے معزول
کیے گئے اور دوسرا والی مکہ آنیوالا ہے ۔ آج صبح دنادن توپون کی آوازین
آئین اور معلوم ہوا کہ وہ خبر صحیح تھی راتب پاشا کو سبکدوشی خدمات ملکی سے
ہوئی اور حجاز کی عنان حکومت حسن پاشا حلمی کے ہاتھ مین دی گئی ۔ دو ایک

دن مین فرمان شاہی بھی حسب دستور مسجد حرم مین جدید پاشا کی تعیناتی کا
پڑھا جائیگا -

بروے جنتری اور نیز بروے رویت ہلال جہانتک کہ ہم کو خود
علم ہے آج ۵ - ذی الحجہ ہے مگر آج منادی کے ذریعہ سے قاضی نے
شہادت رویت کی طلب کی اور سنا جاتا ہے کہ آج ۶ - ذی الحجہ قرار دی گئی
اگر یہ صحیح ہے تو مسجد حرم مین کل خطبہ پڑھا جائیگا -

یہان کی ڈاک کا انتظام کچھ سمجھ مین نہین آتا - مجکو خود ڈاکخانہ جانے کا
چند بار اتفاق ہوا ہے مگر افسران و ملازمان ڈاک نہ انگریزی سمجھتے ہین
نہ فارسی - نہ اردو - وہ سواے عربی و ترکی کے اور کوئی زبان نہین جانتے
افسوس ہے کہ مکہ شریف مین جہان بے شمار مخلوق حج کو جمع ہوتی ہے
اور بہت مختلف زبانین بولی جاتی ہین - ڈاک کے کام پر ایسے افسر مامور
ہین جو ضروری زبانین تک نہین جانتے - مین لاچار ہوکر ایک عربی
مترجم کو ڈاک خانے اپنے ساتھ لے گیا اور جب اپنی چٹھیون کی تقسیم کا
حال دریافت کیا تو افسران ڈاک خانہ سے یہ جواب ملا کہ یہان کے
ملازمان ڈاک کے متعلق یہ خدمات نہین ہین کہ وہ دول اجنبیہ کے
حجاج کو خطوط تقسیم کر دین خطون کو مثل ردی کے زمین پر ڈال رکھا ہے
جسکے جی مین آوے اپنا خط ڈھونڈھ کر نکال لیجاوے - اِس موقع پر ہم

افسوس کے سوا اور کیا کہین۔ اگر والی مکہ ذرا سی توجہ فرمائے تو یہ سب دقتین
آسانی کے ساتھ بدل ہو جائین۔

فصل چہارم

حج عرفات

۱۱ جون ۱۸۹۴ء ۶ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام مکہ معظمہ۔ یوم اثنین

آج جیسے ہی ظہر کا وقت قریب پہونچا منبر کی آراستگی شروع ہو گئی
نقرئی علم مغرق و مطلا سبز مخملی منبر کے چپ و راست نصب ہوئے۔ دروازہ
زینۂ منبر پر نہایت خوبصورت سبز مخمل کا زرین پردہ آویزان ہوا مخفی نہ رہے
کہ یہ منبر مقام ابراہیم سے گوشہ مغرب و شمال مین ہے سنگ مرمر کا بنا ہوا
نہایت ہی خوبصورت گنبد ہے اور بہت نازک اور نفیس بنا ہوا ہے
فرش زمین سے چوٹی تک تخمیناً سولہ فیٹ بلند ہو گا گنبد کے نیچے
بیٹھ کر خطبہ پڑھا جاتا ہے اور گنبد تک پہونچنے کے واسطے زینہ
سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اور اسکے آگے ایک خوشنما دروازہ لگا ہوا ہے
یہ سب گنبد و زینہ ملا کر منبر کے نام سے موسوم ہے اور دور سے
ایکڈال سنگ مرمر کا معلوم ہوتا ہے اسکی دیوارون پر گل بوٹہ کندہ
ہین اور جو رخ کہ بیت اللہ کے محاذی ہے اسمین بعض آیات کندہ ہین

جسوقت کہ یہ منبر سنہری و تجلی نشانون سے آراستہ کیاجاتا ہے نور کا مرقع
نظر آتا ہے۔ الغرض یہ تیاریان دیکھتے ہی سب جان گئے کہ آج ہی خطبہ
پڑھا جاویگا۔ یہ قیل وقال ہو ہی رہا تھا کہ موذن نے اللہ اکبر کہکر سب کے
کان کھڑے کر دیے لوگون نے سنتین پڑھنا شروع کر دین اور اختتام
اذان کے بعد ہی نماز ظہر کی جماعت کھڑی ہوئی۔ الغرض نماز کے بعد
خطیب منبر پر ہر جانب سے بلند نظر آیا۔ لوگون نے منبر تک دوڑنا اور
اُسکے نیچے ہر جانب جمع ہونا شروع کیا۔ دھوپ کہتی تھی کہ آج پڑکر
پھر نہ پڑونگی۔ اور اللہ میان کے مہمان کہتے تھے کہ اگر خطبہ سننا ہو تو آج
سُن لیوین ورنہ پھر کسکو سننے کی امید ہے۔ آخرش کوئی ننگے سر کوئی عمامہ
اور ٹوپی رکھے کوئی چھتری لگائے ہزارون کا ہجوم منبر کے گرد ہو گیا
جو قریب تر تھے وہ تو خطبہ سُن سکتے تھے اور جو دور تھے لیکن خطیب کے
لبون کی جنبش دیکھ سکتے تھے وہ بھی مطلب نکال لیتے تھے لیکن جو زیادہ
دور تھے یا جو بجز آواز کی بھنک کے کوئی لفظ صاف نہ سُن سکتے تھے
وہ جماعت مین اپنی شرکت ہی سے ثواب کمانے پر مستعد تھے۔ ہم بھی
حرم کے جوتے پہنے سر برہنہ فریادیون کی صورت بنائے ٹوٹی چھتری
لگائے قریب جا لگے خطیب ضعیف العمر بلند آواز نے صاف صاف
خطبہ پڑھا زبانی سب مناسک حج بیان کیے اور چونکہ یہ پیر بزرگ

احرام باندھے تھا بعد خطبہ جیسے ہی خلعت سلطانی دوش پر رکھا گیا اُسنے
منبر سے اُترنا شروع کیا لوگ منتظر اسکے تھے کہ جیسے ہی خطیب زمین پر
پانوں رکھے فوراً دوڑکر مصافحہ کرین مگر بیت اللہ کے خواجہ سراؤں نے
غضب کی تیزی کی۔ ایک آن واحد مین دروازے کا پردہ اُٹھتے ہی
جو طریق طریق پکارے تو لوگ کائی سے پھٹ گئے اور اُس ضعیف
خطیب کو دو جوان اِدھر اُدھر سے سہارا دے کر ایسی عجلت سے
لے گئے کہ بس جاتے ہی ہوئے نظر آئے لوگ دوڑتے ہی رہ گئے
خطیب کی پرچھائین بھی نہ پکڑ سکے ورنہ اگر ذرا بھی خطیب سے مصافحہ کرنے کی
گنجائش پا جاتے تو پھر تو خطیب صاحب کا چھوٹنا اور کپڑے سلامت لیجانا
معلوم خطبہ ہوجانے پر صاف ہو گیا کہ آج ۷ ذی الحجہ قرار دی گئی۔ اب
پرسون انشاء اللہ تعالیٰ حج ہے۔ ابتو مخلوق منا کو چل نکلی۔ آج مغرب
کے وقت تک آدھے نمازی رہ گئے اور لوگ منا کو چلتے جاتے مین ہمنے
بھی اپنا اختر بختر باندھ رکھا ہے کہ کل صبح منا کو جائینگے۔ آج بعد ظہر یہ
خبر گرم ہوگئی کہ حکومت اپنے ارادے سے باز آئی۔ اور بخور دینا موقوف
ہوا۔ اب بدو اونٹ کرایہ پر دینے سے انکار نہ کرینگے۔ ہمنے بعد مغرب
طواف حج کیا اور سعی صفا مروہ پر کی۔ ہم تو سمجھے تھے کہ ہم ایسے وقت
مین سعی کرنے آئے ہین کہ خلق اللہ کا ہجوم نہ ہوگا لیکن سعی کے وقت

معلوم ہوا کہ صفا سے مروہ تک آدمی ہی آدمی ہین۔ عورتین کثرت سے گھوڑے خچر اور گدھون پر سوار ہین۔ پیدل بھی ہین۔ اور مرد بالعموم پیدل ہین۔ البتہ بعض ضعیف سواری پر ہین۔ گرد اسقدر اُڑتی ہے کہ سانس لینا مشکل ہے۔ مین نے تو بار بار کپڑا منھ پر لگایا کہ کوئی دم تو خاک کا دم کے ساتھ جانا موقوف ہو۔ ہجوم کی یہ کثرت ہے کہ جس سے قدم قدم پر کچلنے کا اندیشہ ہے۔ بہت بڑی خیر تو یہ ہے کہ گدھے اور گھوڑے ایسے غریب ہین کہ وہ دم کان ہلانا ہی نہین جانتے۔ بلا کسی لگام کے خود بخود آدمیون کی بھیڑ کے اندر گھستے ہوئے خوش مزاجی اور خوشخرامی کے ساتھ دائین بائین بچاتے ہوئے تمیز دارون کی طرح سے چلے جاتے ہین۔ سبحان اللہ یہان کے گدھے گھوڑون سے بڑھے ہوئے ہین اور گھوڑے انسانیت کر رہے ہین۔

صفا و مروہ کے راستہ پر جو جانبین مین سوداگرون کی دوکانین واقع ہین اُنمین اِسوقت خرید فروخت موقوف ہے کیونکہ سعی کرنیوالون کے ہجوم سے ہرگز اتنی بھی جگہ خالی نہین کہ کوئی قدم رکھ سکے۔ لیکن دُکانداروں نے واسطے آسائش حجاج کے اپنی دُکانون کی روشنی خوب تیز کردی ہے اور عمدہ عمدہ لیمپ روشن کیے ہین اور بعضون نے پانی بھی اپنی دوکانات کے سامنے چھڑکوا دیا ہے جس سے دو نفع ہین ایک تو یہ کہ گرد اڑنے سے

حجاج کو تکلیف نہ ہو اور دوسرے یہ کہ سوداگرون کا مال جو دوکانون مین
زینت دے رہا ہے برباد نہ ہو لیکن یہ ہجوم سعی والون کا کچھ چھوٹا نہین
ہے کہ زمین کی گرد نہ اُڑا دے۔ الغرض ہمنے اِس بھاری ہجوم
شیفتگان خدا کے ساتھ ساتون پھیرے سعی کے ختم کرنے کا اعزاز
حاصل کیا اور پھر تازہ وضو کرکے داخل مسجد حرم شریف ہوئے۔ مسجد
مین پانوُن رکھنا تھا کہ تکبیر کی آواز اللہ اکبر کی سُنی۔ کیا خدا کی شان ہے
کیا عین وقت پر پہونچے کہ نماز عشا کی جماعت مین شرکت نصیب ہوئی
جھٹ پٹ نیت باندھ کر نماز کے شریک ہوے اور بعد فراغ نماز عشا
کے اپنی اپنی فرودگاہ کا راستہ لیا۔

۱۲- جون ۱۸۹۴ء ۰۸- ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام منا- یوم تلوت

علی الصباح طواف و نماز سے فارغ ہو کر منا کی روانگی کی فکر پیدا
ہوئی۔ اور فرودگاہ پر مسجد حرم شریف سے جانے مین عجلت کی اور اسباب
باندھ کر تیار ہو بیٹھے کہ جس وقت مطوف ہمارا اونٹ بھیجے جھٹ پٹ لاد پھاند کر
چلدیوین۔ مگر نہ آج اونٹ آتے ہین نہ کل۔ جب راستہ دیکھتے دیکھتے تھک
گئے۔ اور دن بھی چڑھ آیا تو خود ہی مطوف کے دروازے دھنا دینے
جا بیٹھے۔ اِدھر تو منزل بسر پہ سوار۔ اُدھر انتظار سے جی بیزار تھا۔ آخر ش

کرتے کیا۔ جون جون دن چڑھتا جاتا تھا گرمی سے جی سوکھتا جاتا تھا۔
بالآخر یہانتک نوبت پہونچی کہ کھانا بھی بازار سے منگوا کر کھالیا اور
اب گرمی کا خیال تو جاتا رہا مگر یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ نماز ظہر منا مین کسی طرح
سے جاکر پڑھین مطوف سے جب کہتے ہین کہ اونٹ کہان ہین تو وہ ٹملا
اب آئے اور یہ آئے اور وہ آئے کے ٹالم ٹول فقرون سے تسکین خاطر
کردیتا ہے۔ اور جب اُسپر زیادہ تقاضا ہوتا ہے تو یہ کہدیتا ہے کہ
مصری و شامی قافلون مین اونٹون کے پکڑ جانے کا اندیشہ ہے۔
اِسوجہ سے اونٹ والے بدو دیر کررہے ہین۔ انجام کار بہت سی
واویلا کے بعد اونٹ آئے اور الحمد للہ کہ ہم لدپھند کر منا کو چلتے ہوئے
اسوقت گیارہ بجا چاہتے ہین۔ ہمارے قافلے نے محلۂ فلک سے
ہوتے ہوئے گذر کیا۔ اِس محلہ مین جب نائب الحرم کے مکان
کے روبرو پہونچے تو ایسی عمدہ ٹھنڈی ہوا لگی کہ ہم بے تکلف اُس
مکان کے زیر دیوار کھڑے ہوکر ہوا کھانے لگے۔ بیت الحرم کے
نائب کے صاحبزادے اپنے دروازے پر بیٹھے تھے اُنھون نے
عرفات پر چلنے کی ہمکو مبارکباد دی۔ یہ مکان نائب الحرم کا بہت خوشنما
خوش قطع۔ اور بلند ہے۔ اور عجب خوش منظر رکھتا ہے۔ یہان سے
قلعۂ قُلفُل آسمان سے باتین کرتا نظر آتا ہے۔ اِس جگہ سے بھی

آگے بڑھے اور محلۂ حلقہ سے ہوتے ہوئے خریق کے قہوہ خانہ مین جاکر
دم لیا۔ اِس مقام پر کہین کہین سبز درخت بھی ہین اور جگہ پُر فضا ہے۔ یہان پر
اکثر لوگ شام کو تفریح کیا کرتے ہین۔ ایک سرکاری منشی کا مکان اِس قہوہ خانہ
سے قریب بہت اچھا بنا ہوا ہے۔ ہمارے قافلے نے یہان پر اونٹون کو
سنبھالا اور بعد درستی کے ہمارے اونٹون کی قطار نے سیدھا چلنا شروع
کیا جنت المعلی جانب چپ نظر آئی اور اُسکے ساکنین کو سورۂ فاتحہ کا
ثواب تحفہ مین پہونچایا۔ اِس جگہ کچھ ایسی متفرق آبادی ہے کہ بادی النظر مین
سلسلۂ آبادی شکستہ نظر آتا ہے مگر فی الواقع نہر زبیدہ کے کنارے کنارے
دور تک مکہ کی آبادی چلی گئی ہے اور ایک سابق کے معزول شدہ
شریف کا عالیشان مکان اور باغ اخیر پر واقع ہے۔ ہم تو جانتے تھے
کہ حجاج ہی کی بڑی کثرت ہے مگر آج راستہ مین جو اونٹون کا جنگل نظر آیا
تو وہ خیال جاتا رہا۔ یقیناً اونٹ اِس کثرت سے موجود ہین کہ اُنپر سواری کو
حاجی نہین مل سکتے۔ لاکھون کا شمار ہے۔ القصہ ہم مین ظہر کے وقت مِنا
پہونچے۔ مسجد خیف مین نماز ظہر ادا کی۔ یہ مقام بالکل ویرانہ ہے۔ چارون طرف
پہاڑیان ہین۔ اور پہاڑیون کا سلسلہ تو مکہ معظمہ ہی سے برابر چلا آتا ہے
جو مکانات مِنا مین بنے ہین وہ صرف اِسی دن کے واسطے بنائے
گئے ہین اور برس دن مین ایک ہی بار آباد ہوتے ہین ورنہ خالی

پڑے رہتے ہین۔ مالکان مکان حجاج سے پورے ایک سال کا کرایہ وصول کر لیتے ہین۔ دو چار بدو البتہ چھوٹے چھوٹے جھونپڑون مین آباد ہین۔ کرایہ کے واسطے جو مکان بنے ہوے ہین وہ اچھے ہین اور کثرت سے ہین اور ناواقف تو یہ کہہ اُٹھے گا کہ منا ایک قصبہ ہے جو خوب آباد ہے۔ حالانکہ اُسکی آبادی تین ہی دن کی ہے۔ علاوہ مکانات کے خلق اللہ کثرت سے ڈیرون خیمون مین ٹھہری ہوئی ہے۔ جو مسجد منا کی ہے وہ بہت وسیع ہے لیکن اُسکے اندرونی دالان۔ درمیانی گنبد اور دروازے سب مساکین حجاج سے بھرے ہوئے ہین۔ مکہ معظمہ سے لیکر یہان تک حجاج کا تانتا لگا ہوا ہے۔ ہزارون حاجی اِس میدان مین جو چوطرفہ پہاڑیون سے گھرا ہوا ہے ٹھہرے ہوئے ہین اور ہزارون سیدھے عرفات کو چلے جاتے ہین قریب شام کے جہان دیکھو لشکر بھر مین خوشیون کی آوازین ہونے لگین۔ کوئی بندوقین چلاتا ہے۔ اور کوئی آتشبازی چھوڑتا ہے۔ مین نے بھی ایک پہاڑی کے نیچے جا کر کمر سے روالور نکال کر چند آوازین حج کی خوشی مین کر دین۔ بعد مغرب یہ پہاڑیون کے بیچ کا میدان کھچا کھچ آدمیون سے بھر گیا اور ہر جگہہ روشنی ہونی شروع ہوئی۔ ذرا سی دیر مین ایک عالم چراغان نظر آیا۔ شامی و مصری فرقون نے خوشنما روشنیان کین طرح طرح کی لالٹینین اور قندیلین جلائین جو مثل چاند

تارون کے درخشان تھین لیکن ہم افسوس کیے بغیر نہین رہ سکتے کہ یہ مقام یعنی مِنا کا فرودگاہ نہایت میلا ہے۔ اور متعفن ہے۔ یہی مقام ہے جس سے پارسال ایک غضبناک ہیضہ نے خروج کیا تھا۔ ہمکو پارسال کی قربانی کی سوکھی ہڈیان جمڑہ لگی ہوئی اسوقت تک کثرت سے دکھائی دیتی ہین پاخانے بختہ بنائے گئے ہین جس سے پایا جاتا ہے کہ صفائی کی تدابیر ضرور کی گئی ہین مگر وہ یقیناً ناتمام چھوڑی گئی ہین۔ ہم ایک شخص بھی تو نہین پاتے جو صفائی کرتا نظر آئے۔ مِنا کے میدانون کے خاتمہ پر خندق کھودے گئے ہین تاکہ قربانی کا گوشت اُنمین دفن کیا جائے۔ یہ واقعی ایک عمدہ تدبیر ہے لیکن صرف اسی قدر انتظام کافی نہین ہوسکتا۔ بلکہ یہان کی صفائی ایک خاص انتظام وتوجہ کی محتاج بہت کچھ ہے اگر وہ روپیہ جو جدہ مین حجاج سے بنام صفائی وصحت وصول کیا جاتا ہے ناکافی ہے تو منا کے واسطے ایک خاص ٹکس حجاج سے لیا جاسکتا ہے تاکہ اُنکی صحت کا انتظام ہو۔

منا مین ایک شفاخانہ۔ ایک ڈاکخانہ وتار گھر قائم ہے لیکن ڈاکخانہ والے تو حجاج کا خط تک رجسٹری نہین کرتے نہ کسی اور طرح سے لیتے ہین۔ اب یہ جواب سیدھا دیتے ہین کہ بعد حج کے خطوط لیے جاوینگے سمجھ مین نہین آتا کہ جب خطوط نہ لیے جاتے ہین نہ تقسیم کیے جاتے ہین تو پھر ڈاکخانہ قائم ہونے کا حجاج کو کیا فائدہ۔

۱۲-جون ۱۸۹۶ء-۹-ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام عرفات-یوم ربوع

تمام شب قافلے چلا کیے اور دم مارنے کی فرصت راستون کو نہین ملی
کل بعد مغرب جلتی ہوئی پہاڑی توپون کی آوازین پہاڑیون مین گونجنے
لگین اور تھوڑی دیر کے بعد مشعلون کی روشنی سے شریف کی سواری جاتی
ہوئی نظر آئی-ہمکو بوجہ خوشی حج کے رات بھر نیند نہین آئی اور جی کو خاص تعلق رہا
کچھ شب باقی تھی جب ہی سے اپنے ہم قافلون پر ہمنے بھاری تقاضا شروع
کر دیا اور شافعیون کے وقت پر نماز صبح ادا کر کے جھٹ پٹ عرفات کا
راستہ لیا تمام راستہ مین دکانین ہی دکانین نظر آئین چاے اور قہوہ اور
ٹھنڈا پانی چپہ چپہ پر فروخت ہوتا تھا-ہم کو معلوم ہے کہ ہندوستان کے
بعض بھاری شہرون مین مثل لکھنؤ کے چاے فروشی کی دُکانات کھولنے کی
تدابیر کی گئی تھین مگر انمین کامیابی نہین ہوئی تعجب معلوم ہوتا ہے کہ ایسی
مفید شے کی بکری بھی ہند کے بھاری مقامات پر نہین ہوسکتی مگر ہمکو امید
ہے کہ رفتہ رفتہ جب چاے ہندوستانیون کے دلون مین جگہ پکڑے گی تو اپنی
قدر آپ بڑھا لے گی-

کیا کیا خوشی کے سامان حج کی تیاری مین لوگون نے کیے ہین جو
بیان سے باہر ہین مگر جو صرف دید سے تعلق رکھتے ہین-تخت روان کا

نام سنا کرتے تھے مگر آج آنکھوں سے دیکھنے مین آیا یہ ایک خوشنما بڑی پالکی
ہے جسکو دو اونٹ لیے پھرتے ہین ایک اونٹ آگے جوتا جاتا ہے اور
دوسرا پیچھے پچھلے اونٹ کا سر بیچا رکھا جاتا ہے جس سے اونٹ کو یقیناً
بڑی زحمت پہونچتی ہے۔ اگر کچھ عقل کو دخل دیا جائے تو یقیناً کوئی اور بہتر
صورت کی سواری ہو جائے اور اونٹ کی گردن بچے۔ شغدف تو صدہا قسم کی
آراستگی کے دیکھے گو طرز ساخت اُنکا بالعموم ایک ہی سا ہے۔ دو تین قسم
کی تو میمین اُنکی لکڑی کی ساخت مین البتہ دیکھی گئین ورنہ جسقدر جدت پائی
جاتی ہے وہ پوشش والوان شغدف مین ہے۔ اُمرا مخملی و زربفت کی
پوشش رکھتے ہین اور غربا ٹاٹ کی۔ اور درمیان کی صورتین تو صدہا
ہین۔ علیٰ ہذا القیاس شبریان بھی نئی نئی سج دھج کی دیکھین اور بدوون کے
یکطرفہ کجاوے نے تو غضب کا ہم کو ہنسایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بدو اپنی عورتون کو
بہت عزیز رکھتے ہین اونٹ کے اوپر آپ بیٹھتے ہین اور اپنے پہلو مین
اپنی عورت کو آسائش دیتے ہین۔ اونٹون کی آراستگی بھی جیسی آج دیکھی
کبھی عمر بھر نہیں نہ دیکھی۔ بالخصوص وہ سانڈنیان جسکے بیسون غول دیکھنے
مین آئے ہمتو دیکھتے ہی رہ گئے اور وہ ہوا ہوگئین آراستہ سانڈنیون پر
یہ مغربی لوگ ڈوریان تھامے اور احرام باندھے کمر کسے ہتھیار لگائے
غضب کے بھلے معلوم ہوتے تھے جیسے ہم گھوڑے کی باگین تھام کر

گھوڑا اپنا اختیاری بناتے ہین اسی طرح سے یہ سانڈنی سوار صاحب اقتدار نظر آتے ہین اور سانڈنیان بھی عجب سبک خرام۔ تیزگام ہین۔ شامی اور مصری اور مغربی جو مدینۂ منورہ کے جانے کے مستعجل ہین علٰحدہ علٰحدہ اپنا اپنا دو دو تین تین سو سانڈنیون کا قافلہ بناتے ہین اور ایک شخص بطور مقدمۃ الجیش کے ایک علم ہاتھ مین لیے ہر قافلے کے آگے آگے اپنی اونٹنی کو قدم چلاتا ہے۔

یہان ایک ادنی سا آدمی بھی نکلتا ہے تو ایک عربی گھوڑا ران تلے دابے چلا جاتا ہے۔ یہی عرب کے گھوڑے ہین جنپر یہان تو تھوڑی بضاعت کے لوگ سوار ہین لیکن جنپر ہند مین ہم امرا کو بھی مشکل سے سوار دیکھتے ہین۔

گدھے تو ایسے آراستہ کیے گئے ہین کہ ہندوستانی گھوڑے بھی کبھی ایسے اہتمام سے آراستہ نہ کیے گئے ہونگے۔ گدھون کے گلون مین بالعموم گھنگرو بندھے ہوئے ہین جنکی آواز سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ آگے کے لوگ ہوشیار ہوتے چلے جاتے ہین۔ اور طریق طریق پکارنے کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے۔ تین میل چلے ہونگے کہ مزدلفہ کی مسجد ملی وہان سے چھ میل کے فاصلے پر عرفات پہونچے یہ رتیلا میدان عجب لق و دق ہے اور جدھر دیکھو پہاڑیان ہین۔

جبل عرفات ایک چھوٹی پہاڑی ہے جسپر ایک کھمبا پختہ بطور نشانی جبل کے بنادیا گیا ہے قریب دو میل کے ہزارہا ڈیرہ چھوٹا بڑا سادہ اور کامدار نظر آنے لگا۔ آخر رفتہ رفتہ میدان عرفات مین داخل ہوئے۔ یہان بھی بازار لگے ہوئے ہین اور نہر زبیدہ سقائی کررہی ہے مگر قابل افسوس یہ ہے کہ حکومت نے ترتیب وصفائی پر یہان بھی توجہ مبذول نہین فرمائی ورنہ حجاج کو امن وآسائش دونون نصیب ہوتین۔

جبل عرفات پر سب سے بلند وہ مقام ہے جہان پر آنحضرت صلعم نے خطبہ پڑھا تھا اور ایک وہ مقام ہے جہان آپ نے قیام فرمایا تھا۔ پہاڑی پر چڑھکر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لاکھون بندگان خدا از کہ تا مہ برہنہ سر تہمد باندھے چادر لپیٹے۔ پھٹے جوتے پانؤن مین ڈالے عاجزی کرتے اور فریاد مچاتے آئے ہین۔ آج تو کسی کے سر پر ٹوپی نہین عجب بارگاہ عالی ہے۔ خدا جانے کے توپخانے جمع ہین۔ آج تو دن بھر توپین چلتے گذر گیا۔ پلٹنین بھی کئی موجود ہین رسالے بھی آئے ہین اور چونکہ وہ جداگانہ ممالک محروسہ سلطان روم کے ہین لہذا جدا جدا انکا قیام اپنے اپنے ملک والون کے ساتھ ہے۔ ظہر کے وقت تو کثرت سے لوگ مسجد نمرہ مین ظہر وعصر کی نماز ایک ساتھ پڑھنے گئے اور بعد اسکے اسکے منتظر رہے کہ کسوقت خطبہ شروع ہوتا ہے۔ ایک عالم ذکر وتسبیح مین مشغول تھا کہ یکبارگی

توپ پر توپ دغنا شروع ہوئی اور مورمنخ کی طرح بعد عصر لوگون نے
جبل عرفات پر چڑھنا شروع کیا۔ بہت سے اللہ کے پیارے سچی محبت کا
دم بھرنے والے صبح سے اُسی پہاڑی کی چوٹی پر یاد خدا مین جا بیٹھے تھے
اور اِس شدت کی دھوپ مین صابر و شاکر تھے۔ الغرض علم نصب ہوئے
اور ایک اونٹنی پر قاضی سوار ہو کر جبل عرفات پر چڑھا ہزارون خوشی کے
نعرے بلند تھے قاضی نے دعائین پڑھنا اور لبیک پر اُنگلی اُٹھانا شروع
کی اور ہر لبیک کے ساتھ لاکھون ہاتھ تھے جو ہر نفس کی حاضری کی شہادت
اپنی جنبش اور رومال کی جنبش سے دیتے تھے اُسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ
گویا بہشت کی چڑیان ہین جو اُڑتے ہوئے پرون سے جبل عرفات پر
سایہ کر رہی ہین۔ جبل عرفات کوئی بڑا پہاڑ نہین ہے اور اسپر تو عشر عشیر بھی
حاجی نہین جمع ہو سکتے لہذا کثرت سے لوگ اپنی اپنی قیام گاہون سے
جبل عرفات پر نگاہ لڑائے ہوئے تھے اور وہین سے لبیک کے اشارونکا
جواب رومالون کی جنبش سے دیتے تھے اِسوقت تمام مسلمانون کے
دل جوش سے بھرے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کی طلب مین
بالکل گداز تھے۔ ابواب معصیت قطعًا بند اور در توبہ سراسر کھلا تھا۔ شان
مغفرت کا ظہور ہر دل مین موجود تھا کیونکہ اپنی بخشائش کا یقین سب کو تھا اور
ہے۔ جون جون شام ہو چلی قافلے تیار ہوتے گئے اور چلتے گئے۔ خطبہ

ختم ہونے پر جو سلطانی فوجون نے دھوم مچائی ہے وہ یاد سے فراموش ہونے والی نہین ہے تین میل کے اندر تخمیناً دس توپین تھین جنھون نے مارے فیرون کے دھوئین اُڑا دیے اور ہیبت اسلام کا نمونہ دکھا دیا اوہر ترکی فوجین افسر سے لیکر ہمراہیان لشکر تک سب محرم ننگے سر سفید احرام باندھے مسلح تھے اور اُنکی یکرنگی خود ہی ایک خاص وردی ہوگئی تھی اور خلق اللہ کی حفاظت اُنکی خاص عبادت تھی۔ فوجی بلجے سب ساتھ تھے۔ الغرض خطبہ ختم ہونے پر ہر شخص خوشی مین متوالا تھا۔ چونکہ دن ڈوب گیا تھا رنگ برنگ کی آسمانی آتشبازیان لوگون نے چھڑائین جو حجاج کی خوشی کے نعرون کے ساتھ دونی بلند جاتی تھین۔ الغرض اللہ تعالیٰ کی عطا سے رحمت سے اتنے مالامال ہوگئے تھے کہ شام ہونے پر بھی وہان سے ہٹنے کو جی نہین چاہتا تھا لیکن مناسک حج مین یہ ضروری تھا کہ شب آیندہ مزدلفہ مین طے کرین اور مغرب وعشا کی نماز ملاکر وہان پڑھین لہذا عرفات سے رخصت ہوئے۔ انبوہ کے درمیان مناسب موقعون پر سلطانی فوجین توپین چلاتی ہوئی چلی جاتی تھین اور اسی طرح سے اُنھون نے سلامی کے ساتھ حجاج کو مزدلفہ پہونچایا۔ مجھ کو یہ لکھنے کا اب خیال آیا کہ دنیا بھر کی چیزین دکاندار فروخت کے واسطے اِس عرفات کے چند گھنٹون کے جلسے مین لائے تھے اور گرانی کی کیفیت صرف اِس سے معلوم ہوسکتی ہے کہ چھوٹا سا تربوز بھی

دو روپے کو فروخت ہوتا تھا۔ ہر قسم کے کھانے تیار موجود تھے۔ نہر زبیدہ
اگرچہ سرپر بہ رہی تھی تاہم کثرت حجاج کی وجہ سے ایک گلاس پانی بھی ایک
آنہ سے کم قیمت پر آنا دشوار تھا۔ باایں ہمہ سب چیزین خرچ ہوگئین اور شام کو دوکاندار
ہاتھ جھاڑکر الگ ہوگئے۔ گویا فروخت کے واسطے کچھ مال ہی اُنکے پاس نہ تھا۔
باوجود اِس کثرت کے لوگون کا مقولہ ہے کہ پارسال کے مقابل عشر عشیر بھی
حجاج نہین ہین۔

چونکہ کثرت سے ایک ہی قسم کے ڈیرے ہین اور میلون تک یہی
کیفیت چلی گئی ہے لہذا کسی شخص کا اپنے ڈیرے سے تھوڑی دور جانا بھی
اُس کو اپنے ڈیرے پر واپس آنے سے مایوس کردیتا ہے۔ مین نے بہت
سے مردون عورتون اور لڑکون کو دیکھا جنھون نے اپنا ڈیرہ ڈھونڈھتے
ڈھونڈھتے شام کردی اور آخرش روتے ہوئے چارون طرف نگاہین پھاڑ
پھاڑکر دیکھتے ہوئے قافلے کے ساتھ ساتھ مزدلفہ کا راستہ لیا۔ یہ مثل صحیح نظر آتی
ہے کہ منا کا بچھڑا عرفات مین جا ملتا ہے مگر عرفات کا بچھڑا قیامت مین
بھی نہین ملتا۔

۱۴ جون ۱۸۹۴ء - ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام منا۔ یوم خمیس

آٹھ بجے شب کو مزدلفہ پہونچے۔ پہاڑ پر اور منار مسجد پر جو روشنی کی گئی تھی

وہ اپنی خوشنمائی مین لاثانی تھی ہمنے مزدلفہ پہونچتے ہی اُنچاس کنکریان شیاطین کے مارنے کے واسطے چُن لی تھین - مزدلفہ مین جو لوگ پانی اپنے ساتھ نہین رکھ گئے تھے اُنھون نے سخت تکلیف اُٹھائی اور مانگنے تانگنے سے بھی کام نہ نکلا - دکانات ہر قسم کی یہان بھی تھین اور پانی بھی فروخت ہوتا تھا لیکن ایسے بھاری لشکر مین پانی کی تلاش مین ڈیرہ چھوڑ کر جانا اور پھر لوٹ کر ڈیرے پر آجانا ناممکن تھا کل سے بہت سے معاملات ایسے سننے مین آئے ہین جنمین لڑکے مان سے بھائی بھائی سے شوہر زوجہ سے رفیق رفیق سے اک چشم زدن مین نگاہ سے غائب ہو گئے اور پھر نہ ملے خدا جانے اُنکا کیا حشر ہوا ہو گا بہر حال ہر شخص کو پورا یقین تھا کہ ڈیرہ چھوڑا اور گم ہوئے پس کسی نے جرات نہین کی کہ ڈیرے سے چند قدم بھی علنحدہ ہو - صبح کے واسطے تو ہمارے پاس بھی پانی نہ تھا اور تیمم کر کے نماز صبح ادا کرنا پڑی - الغرض تمام شب قیام کر کے صبح کو ہمنے منا کا راستہ لیا مگر عرفات سے لیکر خاص منا تک تمام رات لوگون کا تانتا برابر لگا رہا ایک لمحہ کو بھی نہین ٹوٹا ہزارہا مخلوق ایسی تھی جسنے مزدلفہ مین صرف نماز مغرب پڑھی اور سیدھا منا کا راستہ لیا اور اسی قلیل قیام کو قیام سمجھا - القصہ صبح کی نماز کی تو ہین جب چل لی ہین تب ہم منا کو چلے اور ۷ بجے صبح کو منا پہونچ گئے - سب سے پہلے ہم کو پانی کی فکر پڑی پانی خریدا اور ضروریات سے فارغ ہو کے وضو کیا اور جمرۃ العقبہ کو سات کنکریان

مارنے گئے لوٹ کر قربانی کی فکر کی اور اِس موقع پر ہم اپنے رفیق شیخ رحمت اللہ
صاحب کے تہِ دِل سے ممنون ہین کہ اُنھون نے بہت بڑی تکلیف سے ہمکو
بچادیا اور دو میل اِس شدت کی دھوپ مین جا کر دُنبے خرید کیے اور مقام
مقررہ پر اپنے اور ہماری طرف سے قربانی کی بعد قربانی اتنا دن چڑھ آیا تھا
کہ ہمنے احرام کھولنے پر کھانا کھانا مقدم سمجھا اور بعد ظہر حجامت بنوا کر
غسل کیا اور احرام کھولا - دوستون نے مبارکبادیان باہم بدلین -

قربانی اِس کثرت سے آج ہوئی ہے کہ مقام ذبح پر جہان تک نظر جاتی
ہے دنبون کا فرش نظر آتا ہے - قربانی اونٹ - گاؤ میش - بکرون کی بھی تھی -
لیکن کثرت دنبون کی تھی - معمولی پنجوقتہ نماز کے اوقات کے علاوہ آج بھی
دن بھر توپین چلا کین - اور چونکہ چارون طرف پہاڑیان ہین توپون کی آوازین
دور تک گونجتی ہوئی چلی جاتی ہین اور عجب لطف دیتی ہین - اب منا کے
مکانات کے اندر اور باہر راستون اور میدان مین اور پہاڑیون پر جہان دیکھو
کھچا کھچ آدمی بھرے ہین اور تل بھر خالی جگہ نہین بغیر دھکا کھائے ناممکن ہے
کہ دو قدم بھی آدمی چل سکے - آج ہمارے پڑوس مین ایک ضعیفہ ساکن
ہندوستان کے زیور کا بٹوہ کسی ناخدا ترس نے کاٹ لیا ہمنے ہر چند چاہا کہ
کِسی طرح سرکاری ملازمون کے ہاتھ یہ معاملہ پڑے اور تحقیقات ہو لیکن افسوس
کہ ہماری کوشش بالکل بیسود ہوئی اور اِس ضعیفہ نے رو رو کر آخر صبر کیا -

نہ تو یہاں کا انتظام سمجھ مین آتا ہے کہ کیونکر کوئی شخص رپورٹ کرے نہ کوئی
سنتا ہے کس سے کہے جس سے کہو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ چور کو نہ تو اس
ضعیفہ نے پکڑا نہ دیکھا پھر سرکار مین فریاد کرنے سے کیا ہو سکتا ہے۔ ان تمام
حالات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکومت نے اپنی رعایا کی جان و مال کی
حفاظت خود رعایا ہی کے ہاتھ مین دیدی ہے اور ہر شخص کو اپنی اپنی قسمت پر
چھوڑ دیا ہے اور یقیناً یہ مطلق العنانی رعایا کی صرف اسوجہ سے ہے
کہ وہ بوجہ مسلح ہونے کے اپنا تحفظ آپ کر لیتی ہے لیکن ہند کے لوگ تنہا کبھی
تحفظ نہین کر سکتے اور کسی طرح سے دوسرون کی حملہ آوری مظالم کا دفعیہ بوجہ
اپنی حالت بیکسی و غریب الوطنی کے نہین کر سکتے۔

۱۵ جون ۱۸۹۴ء ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام منا۔ یوم جمعہ

باوجودے کہ کل دو آنے کم دو روپیہ کا پانی خرید کیا گیا تھا مگر اتنا بھی
نہین بچا کہ آج صبح کو حوائج ضروری مین کار آمد ہوتا منھ اندھیرے کوئی
گھڑی بھر رات رہے میرا ملازم لوٹا ڈور لیکر احاطے سے باہر جانے لگا کہ
وضو کے واسطے ایک لوٹا پانی قریب کے کنوئین سے جا کر بھر لائے لیکن
مالک احاطہ نے اُس سے بہت حجت کی اور جب مشکل کے ساتھ اسکو
پھاٹک سے نکلنے کی اجازت دی تو اسکو قسمت پر چھوڑ دیا اور کہا کہ

خدا نہ کرے کہ کوئی حرامی (یعنی چور) مار ڈالے۔ بارے شکر ہے کہ وہ پانی
بھر کر صحیح سلامت لوٹا۔ اِس معاملہ سے یہ صاف ظاہر ہے کہ باوجود کثرت
حجاج اور مکانات کے خطرۂ قتل سے کسی کو نجات نہین اور اُسکا نام امن
نہین۔ یہی وجہ ہے یعنی یہی اندیشۂ جان و مال ہے جسکی وجہ سے حجاج
ایک قدم آگے بڑھنے کی جرأت نہین کرتے اور جہان بیٹھے وہین
پیشاب و پاخانے سے بھی فراغت کی پھر کیونکر غلاظت نہ ہو۔ اور کیون
ہیضہ نہ پھیلے۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ باوجود اِس تمام گندگی
کے اِسوقت تک ہیضہ سے نجات ہے اگرچہ آدمی تو روز مرتے جاتے ہین
لیکن از مکہ معظمہ تا بہ عرفات ہمنے تو ایک بالشت بھر جگہ بھی صاف نہ دیکھی۔
مِنا مین بعض ملازمان حکومت اِس کوشش مین سرگرم ہین کہ حجاج قربانی کا
گوشت نہ کھاوین اور بیمار نہون اور ہماری نگاہ مین اُنکا فعل بہت ہی قابل تحسین ہے
لیکن قابل افسوس یہ ضرور ہے کہ اُس گندگی کا کوئی انتظام نہین کرتے
جو ہر وقت پیش نظر ہے۔ گندگی کی انتہا تو یہانتک پہونچی ہے کہ بغیر ناک پر
کپڑا لگائے مِنا کی گلیون مین پھرنا عنقریب ناممکن کے ہے۔ جدھر دیکھو
غلاظت ہے۔ گوشت کے ٹکڑے ہر جگہ راستون مین علانیہ پڑے
سڑ رہے ہین کوئی اُٹھانے والا نہین ہے۔ اگر ریگستان نہ ہوتا اور ہوا
نہ چلتی تو ہیضۂ وبائی ضرور ہوتا۔ آج علی الصباح نماز پڑھ کر مین نے

بعض رفقا کے ساتھ مکۂ معظمہ کا راستہ لیا اور ہم ٹہلتے ہوے خدا کے گھر جا پہونچے طواف الزیارت سے فارغ ہوئے۔ جمعہ کی نماز بھی وہین پڑھی شام کو مغرب کے وقت لوٹ کر منا پہونچ گئے۔ اور ہر سہ شیاطین کو سات سات کنکریان مارین مکۂ معظمہ مین اب برائے نام آدمی باقی ہین کیونکہ بالعموم سب منا مین ہین۔ کل خانۂ کعبہ کا غلاف تبدیل ہو گیا۔ اسوقت شہر خالی تھا اور ملازمان صفائی کو پورا موقع حاصل تھا کہ جس طرح چاہتے حسب دلخواہ شہر کو صاف کر لیتے۔ مگر ہم بغیر افسوس کے بغیر نہین رہ سکتے کہ شہر بدستور گندہ ہے اور کوئی کوشش اُسکے صاف کرنے کی خاص طور پر نہین کی گئی گندگی اِس حد کو پہونچی ہے کہ زمین پر بے شمار بھنگے مثل ریگ روان کے چل رہے ہین اور انسان پر راستون مین بالکل چھا جاتے ہین۔ آنکھین کھولتے ہین تو آنکھون مین گھسے جاتے ہین۔ اور سانس لیتے ہین تو مُنھ مین گھسے جاتے ہین جسم پر بیٹھتے ہین تو مثل پسو کے کاٹتے ہین۔ آج کل اونٹ و گدھے والون کے خوب گھرے ہین۔ منا اور مکہ کے درمیان حجاج کو اِس طرح سے ڈھورہے ہین جیسے غلے کے گٹھے ایک بازار سے دوسرے بازار مین ڈھوئے جاتے ہین۔ آج منا مین بعد مغرب خوب آتشبازیان چھوٹین کیونکہ یہ شب حج کی اخیر شب ہے۔ اور خوشی کی انتہا ہے۔ مجھ کو بحالت قیام منا یہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف اہل ہند کی ہمت تھی کہ لاکھون روپیہ چندہ فراہم کر کے

نہر زبیدہ کی مرمت کرائی جسکی مرمت کا خاتمہ گذشتہ صدی کے خاتمہ پر مع الخیر
ہوا اور جس پانی کے دیکھنے کو آنکھین ترس گئی تھین وہ مکہ معظمہ کی گلیون مین
ہاتھون ہاتھ چل اُٹھا۔ اور گرانیِ آب ارزانی سے مبدل ہوگئی اور اِس منا کے
مقام پر بھی نلون کے ذریعے سے پانی دوڑانے کی ترکیب بصرف خاص
و دریادلی جنت مکان جناب نواب کلب علی خانصاحب مرحوم والی رامپور
کے نکالی گئی تھی اور قریب ایک لاکھ کے روپیہ بھی صرف ہوا تھا اور رمنا کی
پہاڑی پر ایک انجن بھی قائم کیا گیا تھا مگر افسوس ہے کہ حجاج کو اُس سے
کوئی نفع نہین پہونچا اور وہ روپیہ گو اُس کام مین لگایا گیا ہو مگر وہ ترکیب ناتمام
رہی اور پانی کی دقت ہنوز بدستور قائم ہے۔ ہان اور بھی زیادہ افسوس کے
قابل یہ امر ہے کہ ہندوستانی مسلمانون کے صرف سے تو نہر کی مرمت ہوئی
جس سے تمام عالم پانی پیتا ہے مگر خود ہند کے حجاج کو بلا گران قیمت دیے
اور بلا زحمت اُٹھائے ایک قطرہ بھی پانی کا نصیب نہین ہوسکتا۔ نہر کے
بہت سے مقامات پانی نکالنے کے واسطے کھُلے ہوے ہین مگر سب پر
بدوون کا یا سوڈانی غلامون کا بالعموم قبضہ ہے۔ اور یہ قبضہ مالکانہ نہین
ہے بلکہ جابرانہ قبضہ ہے اور اسلیے ہے کہ سوا اُنکے کوئی دوسرا شخص
پانی بھر کر نہ لیجائے کیونکہ اگر کوئی اور شخص لیجاویگا تو پانی کے فروخت مین
اُنکو کمی واقع ہوگی۔ وہ لوگ بے تکلف دھکا دے کر اور لوگون کو تو گرا دیتے ہین

اور خود پانی بھر بھر کر بیچتے ہین۔ ۸۔ ذی الحجہ کو میرے آدمیون نے ایک منبع سے جا کر دو صراحیان بھر لی تھین مگر ایک بدو نے پہونچ کر پانی انکا اونڈیل لیا اور اُن آدمیون کو ہشکار دیا۔ ایک غریب ہندوستانی بوڑھیا اُسیدن مین چلچلاتی دھوپ مین ایک لوٹا ہاتھ مین لیے پانی کے لیے ترہ ترہ کر رہی تھی۔ مارے پیاس کے اُسکے حلق مین کانٹے پڑ گئے تھے اور جب اُسنے کمال عاجزی سے ایک شخص سے جو ہندی نسل الافی الحال مکی ہے یہ دیکھ کر پانی مانگا کہ وہ وضو کر رہا تھا تو اُس شخص نے جو خوب اُردو بولتا تھا نہایت بُری صورت بنا ماتھے پر بل ڈال ٹیڑھا مُنہ کر سخت و کرخت آواز سے گالی دے کر کہا کہ "چل ہٹ جا یہان سے چل۔ پانی لا کیا مین تیرا نوکر ہون یا پانی بانٹتا ہون دام دے اور مول لے" مین نے جب یہ سُنا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اُس سے تو کچھ نہ کہہ سکا مگر بڑھیا کا ہاتھ پکڑ کر لے گیا اور پانی دلوا دیا۔

۱۶۔ جون ۱۸۹۴ء ۱۲۔ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مکہ معظمہ۔ یوم سبت

آج صبح سے مکہ معظمہ جانے کی تمام لشکر مین دھوم تھی بعض تو کل ہی چلے گئے اور بعض صبح ہی سے چل نکلے اور برابر چلے جاتے ہین ہمنے بھی دیکھا دیکھی تیاریان کر دین۔ تھوڑا بہت ناشتا کر کے ہر سہ شیاطین کو کنکریان

مار کر آٹھ بجے دن تک ہم چلنے کو تیار ہو بیٹھے اور جلد تر راہی مکۂ معظمہ ہوئے۔
راستہ مین حجاج کا ٹھٹھ لگا تھا اور دھوپ کی وہ شدت تھی کہ شاید اس سے زیادہ
اب شدت نہ ہو۔ گدہے والے اور اونٹ والے حجاج کی ڈھویا ڈھوئی
مچا رہے ہین۔ غول کے غول گدھون اور اونٹون کے ہین جو ادھر سے
اُدھر اور اُدھر سے اِدھر دوڑتے چلے جاتے ہین۔ منا سے گدھے خچر اور
اونٹ حجاج کو سوار کرا کے لے جاتے ہین اور مکۂ معظمہ پہونچا کر لوٹ لوٹ
آتے ہین۔ خدا معلوم کتنے پھیرے وہ روزمرہ کرتے ہین اور کرینگے۔
آج کل موسم بہت گرم ہے اور جو گرمی کہ آج تین دن کے عرصہ مین پڑی
ہے اِس سے پہلے نہین پڑی۔ دس بجے دن سے قبل ہم مکۂ معظمہ پہونچگئے
اور حجاج تو شام تک آیا کیے۔ ظہر کی نماز کے بعد سرکاری توپخانہ خچرون
کی توپون کا فوجی باجہ کے ساتھ منا سے داخل مکہ ہوا۔ اِس ملک مین یہ
فوجی ترک اِسطرح سے دھوپ برداشت کرتے ہین کہ کوئی بھی آثار سختی کے
اُنکے بشرون پر نمایان نہین ہوتے۔ ایسی ہنسی خوشی سے جلتی دوپہر مین
وردی پہنے خچرون پر سوار رفل ہاتھو مین لیے اسلحہ کمر سے لگائے کیا افسر
اور کیا سوار چلے جاتے ہین جیسے کوئی ٹھنڈی چاندنی رات مین تفریح کو
نکلتا ہے۔ با اینہمہ یہ نقص ہمکو نظر آتا ہے کہ ہتھیار اُنکے ایسے صاف
نہین جیسے ہماری نظرون مین جچے ہوئے ہین۔ شاید یہ آب و ہوا کا

باعث ہو۔

اب ہم ہزارون شکر درگاہ بے نیاز مین ادا کرتے ہین جسنے ہم کو ادا سے حج کی توفیق دی۔ اور الحمد للہ کہ بخیر وعافیت تمام پورے اطمینان اور صحت کے ساتھ تمام ارکان حج ہمنے ادا کرلیے اور یہ صرف عنایت ایزدی ہے کہ ہمکو یہ کہنے کی توفیق بخشی کہ ہمنے حج کرلیا۔

جب ہم منا سے آتے تھے تو صفا مروہ کے راستہ مین ایک مکان جلتا دیکھا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ چار بجے صبح سے یہ مکان جل رہا ہے اور مکان کا مالک منا مین ہے۔ شام تک یہ مکان جلا کیا اور چند دکانات اور بعض دیگر مکانات بھی اسکے ساتھ جل گئے۔ بہت دیر کے بعد ملازمان سرکاری کو خبر ہوئی۔ آگ بجھانے کے عمدہ وسائل یہان نہین اور پانی کی تکلیف وقلت ظاہر پس آگ کا موقوف ہونا معلوم۔ یہان کی عمارتون مین لکڑی کا کام بہت ہوتا ہے اور دیوارون کے درمیان بھی لکڑیان لگاتے ہین پس نیچے سے اوپر تک مکان مین برابر آگ لگ جاتی ہے اور دیوارون کی درمیانی لکڑیان آگ پکڑ لیتی ہین اور رفتہ رفتہ سلگا کرتی ہین بجھنے کا نام نہین لیتین تاوقتیکہ کل عمارت سوختہ نہ ہولیوے۔

لوگون نے وطن کی واپسی کے سامان کردیے۔ آج ہی شام کو بہت سے لوگ گدھون پر سوار ہوکر جدہ کو چلدیے۔

فصل پنجم

واپسی وطن

۱۷ جون ۱۸۹۴ء ۱۳۶ - ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مکہ معظمہ - یوم احد

یوم حج سے لیکر آج تک پنج وقتہ نماز کی توپین چلا کین - لوگ کہتے ہین کہ بس اب نہ چلینگی کیونکہ ۱۳ ذی الحجہ آج ختم ہوگئی کئی جہازون کے اخبار جا بجا مکہ مین شہرت پا رہے ہین لیکن ایسے اخبار پر اعتبار کرلینا سراسر غلطی ہے - اپنی اپنی غرض کے موافق ہر جہاز کے ملازم خبرین مشتہر کردیتے ہین جنسے حجاج کو دھوکا ہوتا ہے - ایک تجربہ کار نے مجھ سے حرم شریف مین بیان کیا کہ ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ بعض ناخدا ترسون نے ایسے جہاز کے ٹکٹ حجاج کے ہاتھ فروخت کردیے جو جدہ کو آنیوالا تھا - اور کنارے پر موجود نہ تھا - حجاج کو اسکا علم چونکہ نہ تھا کہ جہاز موجود نہین لہذا وہ مغالطے مین آ گئے اور انکو ناحق اُسوقت تک ٹھہرنا پڑا کہ جہاز آوے اور مسافرون کو سوار کراوے - ایسے مغالطے سے ظاہر ہے کہ حجاج کا وقت ضائع ہوا - زیادہ قیام کی وجہ سے مال کا نقصان بھی ہوا اور اُن جہازون کا چھوٹنا جو کنارے پر موجود تھے اور دیگر حجاج کا اُنکے سامنے چلا جانا اور بھی دردناک ہوا -

آج مین نے بھی اپنی واپسی کی تیاریان کین اور شام کو قبل مغرب طواف وداع کیا۔ مغرب پڑھتے ہی مین احباب سے رخصت ہوا سید ابوبکر رشیدی صاحب نے جو اخلاق بوقت رخصت ظاہر کیا وہ بیان سے باہر ہے یہ شخص بہت بزرگ۔ دیندار۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور حرم شریف مین پنجوقتہ نماز پڑھنے والے ہین۔ مین نے اپنے اس وسیع قیام مین ایکوقت بھی تو ان بزرگ کو جماعت کی نماز سے غیر حاضر نہین پایا۔ حالانکہ ضعیف ہین اور شدت کی لو اور دھوپ بھی آجکل ہے جسقدر حجاج ان بزرگ سید کی مطوفی مین ہین وہ از کہ تا مہ سب اُنکی خوش اخلاقی ومروت وصاف طینتی ووضعداری ومہمان نوازی کے ازبس مداح ہین۔ اپنے مطوف کی غیر حاضری مین مجکو بارہا ان بزرگ سے مدد لینے کی ضرورت پڑی ہے میری زبان نہین کہ مین اُنکی تعریف کرسکون۔ الغرض حرم شریف سے رخصت ہوکر جانب جدّہ روانہ ہوا۔ ہمارے بزرگ رفیق جناب مولوی محمد ابوالحسن صاحب مدظلہ ودیگر احباب مجکو بیرون مکہ پہونچانے آئے اور مجکو سوار کرا کے رخصت ہوئے۔ جو افسوس کہ مفارقت رفقا سے ہوا اُسکا ذکر نہین ہوسکتا۔ ابھی وہ لوگ تخمیناً پندرہ روز تک مکہ مین قیام کرینگے تب مدینہ منورہ جاوینگے۔ اور میری رخصت اگر قریب الاختتام نہ ہوتی تو مین ابھی اور دیر اُنکا ساتھ دیتا۔

۱۸ - جون ۱۸۹۴ء ۱۴ - ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام جدہ - یوم اثنین

آج چار بجے صبح کو جدہ پہونچ گئے - گیارہ بجے دن تک تو بہت شدت دھوپ اور لو کی رہی لیکن دو پہر سے قبل ہوا نے رخ پلٹا اور وہ شدت گرمی کی باقی نہین رہی - جدہ کے شمال ایک چھوٹا سا پہاڑی چشمہ جاری ہے جو کسی قدر کھاری ہے مگر جس سے جانورون کو آبنوشی کا بہت بڑا فائدہ ہے - اسی چشمہ کے پاس بعض لوگون نے گھاس بونا شروع کی ہے اور بریسم بھی بوتے ہین آبپاشی اسی چشمہ سے کرتے ہین اور بار برداری یا سواری کے جانور جو وہان سے گزرتے ہین وہ اسی گھانس کو اکثر کھاتے ہین اور مالکان گھانس ایک طرف سے کاٹ کر اسکو فروخت کرتے جاتے ہین - اس جگہ ٹڈی بہت سی موجود ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ کوئی ٹڈی دل یہان سے گذر گیا ہے - سُنا ہے کہ اکثر لوگ ٹڈی کو جمع کر کے بھون کر خشک کر لیتے ہین اور بورون مین بھر بھر کر مکہ معظمہ کو لے جاتے ہین اور وہان عوام کے ہاتھ فروخت کرتے ہین -

مین گذشتہ کسی تاریخ مین یہ وعدہ کر چکا ہون کہ حفاظت جان ومال کے متعلق مین کسی آیندہ موقع پر ذکر کرونگا - آج مجھکو کوئی کام نہین ہے لہذا وقت کو غنیمت جان کر تھوڑا بہت ذکر جہانتک کہ مین جانتا ہون کرتا ہون قبل از ذکر

ہمکو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُس اشتہار کی نقل کردون جو مملکت عثمانیہ
نے حجاج کی نفع رسانی اور آسانی کے واسطے دیا ہے اور جو باب ابراہیم پر
حرم شریف مین وجا بجا چسپان ہے۔ مجکو افسوس ہے کہ اِس اشتہار کی
کوئی کاپی اُردو زبان مین نہین ہے حالانکہ ہندوستان کے حاجی کثرت سے
موجود ہین۔ عربی اشتہار کی نقل بجنسہٖ ذیل مین کیجاتی ہے۔

اعلان

مَعَ الوقوفِ عَلیٰ اِعتنَاءِ حضرتِ مولانا الخلیفۃِ المعظمِ بوقایۃِ عمومِ
حجاجِ المسلمینَ القادمینَ من کافۃِ الاقطارِ بقصدِ اداءِ فریضۃِ الحجِ لهذا البلدِ
الامینِ من تبعۃِ السلطنۃِ السنیۃِ وتبعِ سائرِ الدولِ الاجنبیۃِ من کافۃِ التعرضاتِ
والتعدیاتِ والاقرارِ بافتراضِ التسهیلاتِ الکاملۃِ فی اشغالهم علیٰ کلِ متدینٍ
مَعَ الحرمۃِ لهم ووضعهم بموضعِ الضیفِ العزیزِ فی جمیعِ المقتضیاتِ فبلغ السدۃَ
السنیۃَ ان کافۃَ الحجاجِ الجاوہ اذ وصلوا من بلدانهم الی جدہ یوخذ من کلِ
واحدٍ منهم بواسطۃِ موسسیون مشکلٌ بجدہ نول بابور لرجوعهم بعد الحج الی بلدانهم
وبعض دراهم ایضاً فی مکۃِ المکرمۃِ منهم ممن اراد المجاورۃ بها بقصدِ طلبِ العلمِ
للشیخِ وشیخِ المشایخِ باوجهٍ غیرِ مشروعۃٍ وما عدا هذا یوخذ منهم دراهم زائدۃ بخلافِ
الاجوراتِ التی حددتها الحکومۃُ السنیۃُ اجرۃً للجمالِ التی تنقل الحجاجَ الی
عرفاتِ والی المدینۃِ المنورۃِ وعند رجوعهم الی جدہ ولم یجوز ذالک لرأیِ العالی

وَلِہٰذا لَزِمَ الْاَمْرُ لِلْاِعْلَانِ اَنَّ کَافَّۃَ الْحُجَّاجِ الْجَاوَہ وَمَنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَرَوَمَهُمْ مِنْ بَعْدِ الْاٰنِ وَصَاعِدًا مُخَیَّرُونَ وَغَیْرُ مُقَیَّدِیْنَ کَمَا عَلَیْہِ سَائِرُ الْحُجَّاجِ الْقَادِمِیْنَ اِلٰی ہٰذَا الْجَانِبِ الْمُقَدَّسِ بِقَصْدِ الْحَجِّ فِیْ اِسْتِکْرَاءِ الْجِمَالِ اِلٰی اَیِّ مَحَلٍّ شَاؤُوْا اَنْ یَتَوَجَّهُوْا وَفِیْ اِسْتِکْرَاءِ الْبَوَاخِرِ بِاَیِّ وَاسِطَۃٍ اَرَادُوْا عِنْدَ رُجُوْعِهِمْ مَعَ کَمَالِ الْحُرِّیَّۃِ فِیْ ذٰلِکَ وَلَیْسَ لِلْقَوْمِسْیُوْنَ وَلَا الشَّیْخِ اَدْنٰی تَعَرُّضٍ لَهُمْ فِیْ حَالَۃٍ مِنَ الْحَالَاتِ السَّابِقِ ذِکْرُہَا وَاِنَّمَا لِدَوَامِ ہٰذِہِ الْمُعَامَلَاتِ عَلَی الْمِنْوَالِ الْمَشْرُوْحِ وَعَدَمِ تَرْکِ سَبَبٍ مَا یَتَوَصَّلُ بِہٖ لِتِلْکَ الْاَحْوَالِ الْغَیْرِ الْمَشْرُوْعَۃِ قَدْ اُلْغِیَتْ مَشَایِخُ الْجَاوَہ وَمَشْیَخَۃُ الْمَشَایِخِ بِالْکُلِّیَّۃِ وَلَا یَبْقٰی لِاَحَدٍ تَعَرُّضًا لِاَخْذِ شَیْءٍ بِوَجْہٍ مِنَ الْوُجُوْہِ مِنْ حُجَّاجِ الْجَاوَہ وَحُجَّاجِ الْبُلْدَانِ الْاُخْرٰی وَبَابُ الْحُکُوْمَۃِ مَفْتُوْحٌ بِکُلِّ زَمَانٍ لِسَمَاعِ کُلِّ مَا یَعْرِضُ مُخَالِفُ مَا ذُکِرَ مِمَّنْ اَرَادَ الشِّکَایَۃَ وَالْبَیَانَ۔

فی ا شوال ۱۳۱۱ھ وفی ۲۹۔ مارت سنہ ۱۳۱۰

ترجمہ

خلیفہ معظم کے حضور سے یہ اعلان بالعموم اُن مسلمان حاجیون کو دیا جاتا ہے جو ہر جانب سے بہ قصد حج مکہ معظمہ کو آتے ہین عام اِس سے کہ وہ رعایا سلطنت ہند کے ہون یا دیگر ممالک کے کہ اُنکی حفاظت ہر قسم کے تعرض و تعدی سے کیجائیگی اور یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ اُنکو ہر طرح کی سہولت اُنکے کامون مین دیجائیگی۔ وہ اعزاز

کے ساتھ اچھے مقامات مین مہمان کیے جاوینگے اور تمام اُنکی ضروریات مین آسانی کی جاویگی۔

پیش گاہ عالی مین یہ خبر پہونچی ہے کہ جب حجاج جاوہ اپنے شہرون سے جدہ مین پہونچتے ہین تو بذریعہ کمیٹی منعقدہ جدہ کے ہر ایک جاوی سے کرایہ جہاز کا واپسی وطن تک کا لے لیا جاتا ہے۔ نیز اینکہ مکہ معظمہ مین بھی ایسے لوگون سے جو وہان طالب علمی کی غرض سے قیام کرتے ہین کچھ ناجائز رقوم شیخ و شیخ المشائخ کے نام سے لے لیتے ہین۔ اور علاوہ ازین برخلاف اُس اجرت کے جسکا تعین سلطنت نہ انکے واسطے کرایہ شتران کے عرفات و مدینہ منورہ جانے کو اور وقت واپسی کے جدہ پہونچنے کو فرمادیا ہے کچھ زائد روپیہ وصول کر لیا جاتا ہے۔ یہ امور حضور عالی ناروا رکھتے ہین پس یہ لازم ہوا کہ اس امر کا اعلان دیدیا جاوے کہ تمام حجاج جاوہ کے اور ہر شخص جو اُنمین سے بعد ازین مکہ معظمہ کے قیام کا قصد کرے اور اور لوگ آنیوالے اور تمام آور حجاج بھی جو اُس مقدس جانب کو بہ قصد حج جائین مختار و آزاد ہین جہان کو چاہین اونٹ کرایہ کرلین اور وقت واپسی بہ کمال آزادی جدھر کو چاہین جہاز کا کرایہ کرین اور جس ذریعہ سے چاہین کرایہ کرین اور اُن صورتون مین سے جنکا ذکر اوپر ہو چکا کمیٹی یا شیخ کو کسی صورت مین ذرا بھی تعرض کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ اور ان معاملات کا تمام حسب شرح صدر ہمیشہ کے واسطے کیا جاتا ہے اور اگر کوئی ترک ناجائز اسباب بالا مین سے کیا جاویگا تو غیر مشروع قرار دیا جاویگا۔ جیسا کہ مشایخ جاوہ اور شیخت المشایخ

بورے طور پر مطلع کر دیے گئے ہین۔ اب تو کوئی وجہ باقی نہین رہی کہ جس بلا پر کسی شے کا
استحصال حجاج جاوہ یا دیگر حجاج ممالک آخر الذکر سے کیا جاوے اور در معدلت گستری
سلطنت ہذا واسطے سماعت جملہ معروضات کے جو امور متذکرہ کے خلاف ہین ہون اور
جو کچھ جس کسی کو شکایت و بیان کرنا ہو ہر وقت مفتوح ہے ۔

المرقوم یکم شوال ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۶ ۔ مارت ۱۳۱۱ھ

یہ اشتہار بالخصوص جاوی اور بالعموم سب کی نفع رسانی کے واسطے
اور حجاج کو مضرت سے بچانے اور ناحق کے اخراجات سے محفوظ رکھنے کے
واسطے ہے لیکن اسکا عملدرآمد تو کچھ بھی نہین اور چونکہ حجاج کی ہمیانی سے
ازکہ تا مہ سبھی کو نفع پہونچتا ہے لہذا کوئی شکایت کسی حاجی کی نہ منھ سے نکلنے پاتی
ہے نہ آگے بڑھنے پاتی ہے مطوفون کا فرقہ ہر ایک شکایت کا گور وکفن بر سر موقع
کرا دیتا ہے ۔ شاذ و نادر اگر کوئی شخص شریف تک جا پہونچا تو اُسکے مطوف کی جان
عذاب مین پڑجاتی ہے ۔ اور وہ دیگر مطوفون کے واسطے ایک کوڑا ہو جاتی
ہے خوبی اسمین سمجھی جاتی ہے کہ حاجی کی ہمیانی سے روپیہ تو ایک ایک کرکے
نکال لیا جاوے اور جان اُسمین اتنی بھی نہ چھوڑی جاوے کہ وہ شکایت کا مُنھ
کھولے ۔ کثرت سے ہندوستانی ایسے مکہ معظمہ مین موجود ہین جو در بدر بھیک
مانگتے پھرتے ہین حالانکہ وہ بھیک مانگتے نہین گئے تھے تفصیل ذیل سے
معلوم ہوگا کہ گذشتہ قافلہ مین جو عام شرح اونٹون کے کرایہ کی مدینہ منورہ کی تھی

جو محض مذہبی جوش سے تھوڑا سرمایہ جمع کرکے حج کرنے دوڑ اُٹھتے ہین وہ کیسے
صحیح وسلامت اِن اخراجات سے بچ کر گھر کو لوٹ سکتے ہین - اسی قسم کی نوچ کھسوٹ
ہے جسنے ہزارون فقیر مکہ معظمہ کی گلیون مین در بدر پھرا ئے ہین - مین کچھ
روٹیان لے کر اپنی خاص نگرانی کے ساتھ دو دن برابر مکہ معظمہ کی گلیون مین گھوما
تھا تاکہ اُن لوگون کے پیٹ مین کچھ روٹی پڑجائے جو مواقع خیرات پر بوجوہ نہین
پہونچ سکتے - مجھ کو رونا آگیا - جب مین نے دیکھا کہ یہ صرف ہندوستانی بیچارے ہین
جنسے رباطین و مکانات بھرے ہوئے ہین اور جو ایک ایک ٹکڑے کو ترستے ہین
اور اسی طرح سے فاقون سے اپنی جانین کھوتے ہین - اِس سے مین انکار نہین
کرسکتا کہ دو لنگر خانے بھی عقب بیت اللہ جاری ہین لیکن نہ تو اُنکی موجودگی سے
مساکین کے گروہ مین تخفیف ممکن ہے نہ افلاس مین کمی ہوسکتی ہے اگر یہی اخراجات
سفر باقی اور یہی مطوفون کا گروہ قائم رہے تو مساکین کی بستی روز بروز بڑھتی جائیگی کیا
اچھا ہوتا اگر یہ مطوف جنکا تعلق خاص ہند سے ہے برٹش گورنمنٹ کے قنصل
مقیم جدہ کے زیر نگرانی کیے جاسکتے تاکہ جمیع حجاج کی حالت مالی صحت جسمانی
و امن و عافیت کی پوری نگرانی ہوسکتی - ہم تو امید کرتے ہین کہ ہر دو مملکت کا
باہمی اتحاد مقتضی اِسکا ضرور ہے -

اگر مال ہی پر گذر جائے تو بھی خیر ہے مشکل تو یہ ہے کہ جان و مال دونون
کا ساتھ ہے اور اِس ملک بیگانہ مین ایک پیسہ بھی مال ہین داخل ہے اور یہان کے

بدو کو ایک پیسہ کے واسطے کسی ہندی کا ہلاک کر دینا کوئی بڑی بات نہین ہے
پر سچ تو یہ ہے کہ ہندوستانی اس ملک مین محض بے بس ہین مملکت
عثمانیہ بپاس خاطر خلق اللہ اگر احکام نافذ بھی فرماتی ہے تو جیسے اُنکی تعمیل اُسی
مملکت کے تابعین کے ہاتھ ہے ویسے ہی اُنسے مستفیض ہونا بھی اُسی
مملکت کی رعایا کو نصیب ہے۔ ابھی تک مجکو کوئی موقع یہ سمجھنے کا نہین ملا کہ
اہل ہند بھی ویسا ہی اُنسے استفادہ اُٹھا سکتے ہین جیسے کہ رعایاے مملکت
عثمانیہ۔ مملکت عثمانیہ کے ادنیٰ سے آدمی کے جسم پر اگر کپڑا نہین نباشد لیکن
ہتھیار ضرور کمر سے بندھے ہین اور ہمارے ہندوستانی بھائی اول تو ہتھیارون
کے نام سے کانپتے ہین کیونکہ نہ تو اُنکی گورنمنٹ نے اِس معاملت خاص مین
اُنکو عام آزادی بخشی ہے، نہ وہ اُنکا استعمال جانتے ہین بلکہ صورت بھی نہین پہچانتے
دوسرے اگر کوئی آبرو والے لائسنسدار یا شوقین ہتھیار لائے بھی تو محض بیکار
ہوتے ہین صرف نمائشی طور پر شاذ و نادر وہ خود ورنہ اُنکے ملازم لیے رہتے
ہین۔ بالعموم ہندوستانی روپیہ اشرفی کی پوٹلی باندھے عرب کے جنگلی رستون
مین بدوون کا شکار ہوتے ہین اور بہت آسانی کے ساتھ اُنکی جانین ضایع
ہوتی ہین۔ ابھی جو قافلہ مدینۂ منورہ سے قبل از حج لوٹا ہے اُسمین بہت سے
ہندوستانی گم ہین بعضون کے قتل کی تو چشم دید حکایتین مین نے خود
سنی ہین۔ ایک بڑھیا کو روتا دیکھکر میرے آنسو نکل پڑے۔ جب اُسنے

ذکر کیا کہ صرف دو آنے پیسے اُسکے شوہر کے پاس تھے جو کمرمین والے پیشاب کو اُترا تھا مگر مُہر نہین لوٹا ہم نہین جانتے کہ ہماری برٹش گورنمنٹ نے ہندی حجاج کی حفاظت کے واسطے کیا کیا تدابیر فرمائی ہین۔ پاس پورٹ تو ہمکو کوئی زیادہ نفع بخش کاغذ نہین معلوم ہوتا۔ جدہ پہونچ کر ہمسے پاس پورٹ کا ایک حصہ لے لیا گیا تھا مگر مملکت عثمانیہ مین داخل ہونے اور رہنے کا کوئی کاغذ ہمکو نہین ملا حالانکہ جب جدہ مین داخل ہوئے تھے تو پہ رنی کس بنام زد مرور تذکرہ (یعنی پروانۂ راہداری) ہمسے داخل کرا لیے گئے تھے جسکی رسید تک نہین ملی سنتے ہین کہ مرور تذکرہ مطوف لوگ بلا اطلاع حجاج کے بالا بالا لے لیتے ہین مین ہنوز اِس تذکرہ کو پورا نہین لکھ سکتا۔ کل انشاء اللہ تعالیٰ جدہ پہونچ کر قنصل متعینۂ جدہ سے ملونگا اور جہان تک ممکن ہوگا دریافت کرکے لکھونگا۔

۱۹۔ جون ۱۸۹۴ء ۱۵۔ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام جدہ۔ یوم تلوت

آج دِن نکلتے ہی مین جدہ مین مع الخیر داخل ہوگیا میرا پہلا کام یہ تھا کہ مین خان بہادر شیخ عبدالرزاق صاحب وائس قنصل سے مِلا۔ بعد سلام و معمولی اخلاق کی باتون کے جب حجاج کی کیفیت کا ملک حجاز کے سفرمین ذکر آیا تو میرے افسوس کے ساتھ وہ بھی شریک ہوگئے اور اُنھون نے تو یہان تک فرمایا۔ کہ جو حاجی ہندوستان سے آتے ہین اُنکی کبھی صحیح فہرست

کسی اسٹیمر کے متعلق نہین ملتی نہ اُنکو وقت واپسی حجاج کے مملکت عثمانیہ سے کوئی فہرست ہند کے حجاج کی ملتی ہے۔ شاہ ہماری گورنمنٹ (برٹش انڈیا) کو اسوقت تک اِسکا علم نہین کہ جسقدر حاجی ہند سے حج کو آتے ہین وہ سب جان لیکر واپس نہین ہوتے۔ یہ تدابیر تو آسان ہین اور آسانی سے مقابلے کے وقت گورنمنٹ معلوم فرماسکتی ہے کہ ہر سال کسقدر حاجی ملک حجاز سے سفر کو گئے۔ اور بعد حج کے کسقدر اپنے وطن کو واپس ہوئے۔ مجکو تو سخت تعجب ہوتا ہے جب مین یہ دیکھتا ہون کہ تعداد کا بھی پتہ نہین ملتا۔ پھر خدا جانے پاس پورٹ کے اجرا کا حجاج کو خاص نفع کیا۔ اور اُسکی دفعۂ ششم کہان تک حمایت حجاج کی کرسکتی ہے اور کارآمد ہوسکتی ہے۔ دفعۂ مذکورہ کی نقل بمزید احتیاط ذیل مین کیجاتی ہے۔

۶۔ چونکہ یہ پاس پورٹ خاصکر حاجیون کے آرام کے لیے جاری کی گئی ہے۔ اِسلیے اِس پاس پورٹ کے رکھنے والے کو حق ہے کہ مشکلات کے وقت اسکو جدّہ کے انگریزی قنصل کے پاس پیش کرکے مدد مانگے"۔

چھوٹے موٹے نقصان یا بدمعاملگی یا مارپیٹ کا حاجی کیا تذکرہ قنصل سے کرینگے۔ ہان جب جان پر آبنی تو پھر زندگی کہان جو قنصل کے پاس جاکر مدد چاہین قنصل کی بڑی بھاری مدد تو حجاج کے واسطے یہ ہے کہ وہ دیکھے کہ جتنے حاجی ہند کے حجاز کو گئے تھے وہ مع الخیر واپس ہوگئے یا نہین اور

جو نہین لوٹے اُنکا کیا حشر ہوا۔ جب سالانہ کمی حجاج کا حال برٹش گورنمنٹ کو
صحیح طور پر معلوم ہوگا تو یقیناً اپنی رعایا کی حفاظت کے واسطے گورنمنٹ موصوف
کوئی معقول تدبیر فرماویگی۔ اسوقت تک تو خود حجاج کو ایک دوسرے کا علم
نہین ہوتا اور نہین کہہ سکتے کہ اُنکے قافلون مین سے کتنے منزل مقصود کو
پہونچے اور کتنے غائب ہوگئے حجاز کا سفر بوجہ سختی موسم وصعب گذاری راہ
وخطرناک مقامات وعدم دستیابی ضروریات ونا واقفیت زبان ونا موافقت
آب وہوا ونا آشنائی محض ودرشتی حجازیان کے ایسا دشوار ہے کہ ہر شخص کو
اپنے نفس کی فکر سلامتی مین رات دِن گذرتا ہے اور دوسرے کی خبر اُسکو
نہین رہتی پس ایسے لمبے قافلے کا حال جسکے اونٹون کی قطار کی انتہا
نہ معلوم ہو ایسا مسافر کیا معلوم کرسکتا ہے جو خود اپنے حال مین درماندہ ہو
اُسکی اصلاح توجب ہی ممکن ہے جب کوئی حمایتی اپنا دردِ دُکھ سُننے والا
ہر قافلے کے ساتھ منجانب حکومت خاص کر تعینات کیا جاوے اور جو مع
اپنے توابع کے خاص نگرانی قافلہ کی رکھے اور وقتاً فوقتاً دیکھتا رہے کہ کیا
حال ہے اور صرف ایسے ملازمون کا آسانی کے ساتھ اور خوشی سے حجاج ہند
ادا کرسکینگے جبکہ وہ بدوون کو اپنی ہمیانیان خاموشی سے حوالہ کردیتے ہین
اور جان کے دینے مین منھ نہین موڑتے تو ذرا سا ٹکس دینا اُنکو ہرگز ناگوار
نہین ہوسکتا عجب تماشا ہے کہ حجاز کے سفر کی پوری کیفیت کوئی شخص

نہین بیان کرسکتا۔ اور اُسکا سبب صرف یہی ہے کہ معلومات کے وسائل
وذرایع اُسکے پاس نہین یہ بالکل ایسی صورت ہے کہ کسی وقت مین ایک
شہر مین ایک ہاتھی شب کو گھس آیا اور ایک کوٹھری مین جا گھسا لوگ
تماشہ کو دوڑے۔ ہاتھی کبھی دیکھا نہ تھا۔ اب جو شخص کوٹھری مین گھستا ہے وہ
اندھیرے مین ہاتھی کو ٹٹول کر واپس آتا ہے اور جسقدر اُسنے ہاتھ سے
ٹٹولا اُسی قدر بیان کرتا ہے مگر پورے ہاتھی کا ذکر کوئی نہین کرتا جسکا ہاتھ
دُم پر جا پڑا وہ کہتا نکلا کہ سانپ کے مانند ہے جسکا ہاتھ سونڈ پر جا پڑا وہ کہتا
نکلا کہ اژدہا سا ہے جسکا ہاتھ کانون پر جا پڑا وہ بولا کہ سوپ سا ہے۔ اور
جسنے پانوٗن جا چھوا وہ بولا کہ بیل پایہ سا ہے۔ علی ہذا القیاس ہر شخص نے
جس حصہ کو دیکھا وہ اُسی قدر قیاس کر سکا۔ پس سفر حجاز مین جس شخص کی جان
گئی وہ کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ جسنے زخم کھایا اُسنے زخم بیان کیا۔ جسنے آسائش پائی
اُسنے تعریف کردی۔ جسنے سختی اُٹھائی اُسنے مذمت کردی۔ گذشتہ سال مین
ہزارہا حاجی وبا کی نذر ہوئین۔ اور یہانتک کثرت اموات ہوئی کہ نہ نمازی
نماز جنازہ پڑھنے کو میسر آئے نہ قلی قبر کھودنے کو ملے نہ کپڑا دفنانے کو ملا
بہت سی نعشین میدان مین جمع کر کرکے بالو مین داب دی گئین۔ اِسوقت
دیکھنے والے موجود ہین جو کہتے ہین کہ ہزارون نے ریت پر تڑپ تڑپ کر
جان دی جنکے مُنھ مین پانی ڈالنے والا کوئی نہ تھا۔ لوگ دیکھتے تھے اور

اپنی جان لیکر بھاگتے تھے کوئی پاس نہ پھٹکتا تھا۔ اسی مرگ انبوہ مین سناجاتا ہے کہ عرب کے سفاکون کو عمدہ موقع نوچ کھسوٹ کا ہاتھ آیا جو مردہ تھے اُنکے بدن کے تار تو اُتارے ہی لیکن جو زندہ تھے اُنکو بھی مار مار کر وبائی مُردون مین شامل کردیا اور جو ہاتھ لگا اُٹھا لیا واللہ اعلم بالصواب۔ لیکن ایسے لوگ جنھون نے مُردون کا مال لیا خاص مکہ مین بھی موجود ہین منجلہ اُنکے سُنا ہے کہ ایک شخص جو محلہ شبیکا مین رہتا ہے پارسال فقیر تھا اور آج امیر ہے۔ اور ایسے ہی مال سے وہ صاحب جائداد ہے۔ تعجب ہے کہ حکومت مین کوئی مقدمہ ایسا نہین گیا۔ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ لاوارثون کی کون داد فریاد سُنے۔

۲۰۔ جون ۱۸۹۴ء۔ ۱۶۔ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام جدہ۔ یوم ربوع

پانچ اسٹیمر ہین جو اسوقت ہند کے جانیوالے ہین لیکن جبتک اُنمین مسافرون کی تعداد پوری نہ ہو وہ نہ چھوٹینگے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کونسا اسٹیمر پہلے چھوٹیگا۔ بہرحال مکہ سے حجاج چلے آتے ہین اور ٹکٹ جہاز کے خرید کرتے جاتے ہین مصری جہاز تو یقیناً سب سے جلد جاوینگے کیونکہ وہان کے جانیوالے تو کثرت سے آگئے۔ یہ صرف ہندوستانی بھائی ہین جو دیر پر دیر کرتے چلے جاتے ہین یا یہ بات ہے کہ اہل ملک اور

اہل حکومت ہونے کی وجہ سے سب سے پہلے سواریان مصریون کو بہم پہونچتی ہین اور سب سے آخر تمبر ہندوستانیون کا ہوتا ہے اور یقیناً یہی امر حق ہے کیونکہ مین نے ہر جگہ اِسکا خیال کیا ہے کہ اچھے اچھے اونٹ تو مصری وشامی وترکی قافلہ والون کے پاس ہین اور کمزور ولاغر بالعموم ہندوستانیون کے قافلون مین ہین۔

یقیناً کل بہت سے لوگ دفعتاً آجاوینگے اور عجب کیا ہے کہ پرسون تک کوئی اسٹیمر چھوٹ جائے مین اُسی وقت ٹکٹ خریدونگا جب سمجھ لونگا کہ فلان اسٹیمر پہلے چھوٹیگا۔ مکہ اور جدہ کی آب وہوا مین بہت بڑا فرق ہے۔ لب دریا ہونیکی وجہ سے جدہ ٹھنڈا رہتا ہے جدہ کے اہل خدمات دِن چڑھے تک سوتے رہتے ہین اور اگرچہ موذن ایک گھنٹہ رات رہے سے جگاتا ہے مگر اُسکی کون سنتا ہے خواہ وہ کیسی ہی خوش الحانی سے جگاوے لیکن سکھ نیند یا سونیوالے کب جاگتے ہین۔ اُنکے کانون مین تو موذن کی بانگ سخت ہی ناگوار گذرتی ہے۔

یہ ذکر کرنے سے رہا جاتا ہے کہ اونٹون کا پورا کرایہ بدوون کو ہاتھ نہین لگتا جیساکہ روزنامچہ مورخہ ۱۸ جون سے ظاہر ہے۔ اور کرایۂ ناجائز حقوق شریف ومطوف وغیرہ مین جیساکہ مدینہ کے راستہ مین ضایع ہوتا ہے اسی طرح سے آمد ورفت جدہ ومکہ معظمہ وغیرہ مین ضایع ہوتا ہے پس یہ وہ ہر گز اس رقم پر جو اسکو بہت سی

کاٹ پھانس کے بعد دیجاتی ہے اور جو بالعموم نصف رہ جاتی ہے مطمئن
نہین ہوتا اور راستہ مین حجاج سے کھانا و انعام مانگتا ہے۔ اور جو ہاے خوشی
سے نہین دیتے تو وہ آنکھین دکھا کر بجبر وصول کر لیتا ہے اور طرح طرح کی ایذا
راستہ مین پہونچاتا ہے۔ علاوہ اُن بدوون کے جو بیرونی حصص ملک سے
قافلے کے لوٹنے کو جا بجا راستون پر لگے ہوتے ہین۔ خود قافلے کے بدو
جنکے اونٹ کرایہ ہوتے ہین اور جو قافلے مین اونٹون کی مہارین سنبھالے
پھرتے ہین حجاج کو مار ڈالتے ہین اور قافلے والے بدو ضرور بیرونی بدوون سے
سازش رکھتے ہین اور اچھی طرح سے اطمینان کے ساتھ بلا خوف و خطر قافلے کو
لٹواتے ہین۔ بدو خواہ وہ قافلے کے ساتھی ہون یا بیرونی۔ امیر ہون یا غریب
جوان ہون یا ضعیف بالعموم سب ہتھیار باندھتے ہین اگر وہ ڈرتے ہین تو صرف
روالور سے مجکو بھی ایک بار روالور نکالنے اور بدو پر سیدھا کرنے کا اتفاق
ہوا ہے۔ روالور دیکھکر البتہ بدو سامنے سے کھسک جاتا ہے۔ بدوون کے
بدہونے مین کوئی کلام نہین۔ حاجیون کی سب چیزین حتیٰ کہ جان بھی وہ اپنی
ملک سمجھتے ہین اور حاجیون کی سب چیزون کا استعمال اسطرح سے کرنا چاہتے
ہین اور کرتے ہین جیسے اُنکے باپ کا مال ہو۔ حاجی کی صراحی کا ٹھنڈا پانی
تو بدو ضرور ہی پی کر خالی کر دیتا ہے۔ حاجی اگر پیاسا مر جائے اُسکی بلا سے پانی پر
اکثر لڑائیان اس ملک مین ہوتی ہین اور اسی ملک مین آکر معلوم ہوتا ہے

کہ پانی کیسا باعث حیات ہے اور کیسی قدر و قیمت کی چیز ہے۔ اگر یہ بدو ترکون کے زیر حکومت نہ ہوتے تو خدا جانے کیا غضب نہ ڈھاتے۔ عجب وحشی و سخت قوم ہے۔ مگر ہم یہ کہے بغیر نہ رہینگے کہ بلحاظ حکومت یہ بھی بد وغیرہ ہین۔

۲۱ جون ۱۸۹۴ء ۱۶۔ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام جدہ۔ یوم خمیس

جدہ کی آبادی کے مغرب لب دریا ایک عمارت بیرون شہر پناہ بنی ہے جو قلعہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ عمارت لب دریا ہے۔ قلعہ کی حیثیت تو نہین رکھتی مگر سامان حرب اسمین البتہ موجود نظر آتا ہے۔ بعض توپین میدان کی اور بعض پہاڑی خارج از استعمال زنگ آلودہ زمین پر رکھی ہوئی زیر دیوار نظر آئین۔ مگر زیر استعمال کوئی دیکھنے مین نہین آئی۔ جدہ مین زنگ آلود ہتھیارون کا ہونا تعجب خیز نہین ہے کیونکہ بندرگاہ ہے۔ سمندر کی ہوا ہر وقت فلزات کو بگاڑتی رہتی ہے۔ اسی قلعہ کے جنوب مین ایک چھوٹی سی عمارت اور بنی ہے جسمین آٹا پیسنے کی ایک کل قائم ہے اور سپاہ سلطانی کے واسطے یہ کارخانہ مخصوص ہے مگر آج کل کارخانہ بند ہے۔ جہاز کی کمپنیان لب دریا آج کل ٹکٹ فروشی مین سرگرم ہین۔ ہند کے جانے والے اسٹیمر چونکہ زیادہ ہین لہذا انکے چھوٹنے مین عرصہ ضرور ہوگا کیونکہ جو مسافر آتے ہین وہ کچھ نہ کچھ سب مین بٹ جاتے ہین۔ دیکھا چاہیے کہ کس وقت تک کونسا اسٹیمر اپنی تعداد کو

پورا کرسکتا ہے -

۲۲ - جون ۱۸۹۴ء ۱۸ - ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام جدہ - یوم جمعہ

اب تو اسٹیمرون کا راستہ دیکھ رہا ہون - ابھی تک تو کسی مین کافی مسافر جمع نہین ہوئے ہر روز مسافر آتے ہین اور جابجا دلالون کے ہاتھ پڑکر اِدھر اُدھر تقسیم ہو جاتے ہین - آج مجکو نادر ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب خان بہادر کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہوا - علاوہ وائس قنصل ہونے کے ڈاکٹر موصوف اسسٹنٹ سرجن بھی ہین اور ایک چھوٹی سی ڈسپنسری جس سے خیراتی دوا تقسیم ہوتی ہے اُسی مکان مین قائم ہے جسمین ڈاکٹر صاحب موصوف مقیم ہین لیکن باوجودیکہ اِس ڈسپنسری کو کھلے ہوئے ایک جُگ بیت گیا اِسکو کوئی فروغ نہین ہوا - غالباً اسکی وجہ یہ ہے کہ شہر مین ایک ترکی شفاخانہ قائم ہے زیادہ لوگ اُسمین رجوع کرتے ہین - اِس ڈسپنسری مین تو جدید بیمار دو سے لیکر سولہ تک یومیہ آتے ہین اور اُنمین عرب آزاد سوڈانی غلام اور ہندی ہوتے ہین - مریضون کی جو تعداد مین نے ظاہر کی ہے وہ ایام حج کی ہے - خالی دنون مین تو مشکل سے دوا کھولنے کی نوبت پہونچتی ہوگی - خان بہادر موصوف اپنے مریضون کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آتے ہین چونکہ مختلف ممالک اور مختلف زبانون کے مریض آجاتے ہین

اِسلیے ایک مترجم کی ضرورت پڑتی ہے اور جو مترجم اُنکے پاس ہے وُہ بہت ہی ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔ یہ وہی غزنین کا پٹھان ہے جسنے ہمسے پہلے پہل جہاز سے اُترتے ہی پاسپورٹ کی نقل لے لی تھی اور جسکا ذکر ہم ۱۲۔مئی مین کر چکے ہین۔

۲۳-جون ۱۸۹۴ء ۱۹- ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام جدہ۔ یوم سبت

آج مجکو مسٹر ڈبلیو۔ ایس۔ ریچرڈسن صاحب بہادر برٹش قنصل کے یہان جانے کا اتفاق ہوا مین نے احتیاطاً صاحب ممدوح سے ذکر کردیا ہے کہ مجکو سارٹیفکٹ کی یقیناً ضرورت پڑیگی کیونکہ جہاز کی روانگی مین اسقدر دیر ہوگئی ہے کہ ٹھیک وقت پر اپنے کام پر حاضر نہ ہوسکونگا۔ صاحب ممدوح نے مجکو یہ صلاح دی کہ مین تبت نامے اسٹیمر پر جو پرسون چھوٹنے والا ہے اور جو کراچی ہوکر بمبئی جاویگا سوار ہوجاؤن۔ مجکو بھی یہ راے پسند ہوئی اور مین نے اُس اسٹیمر کا ٹکٹ خرید لیا۔

مجھ کو آج برٹش قنصل صاحب سے معلوم ہوا کہ حجاج کو روالور باندھنے کی سفر مکہ و مدینہ مین حکومت کی جانب سے ممانعت ہے البتہ وہ پُرانے قسم کے ہتھیار مثل تلوار وغیرہ کے باندھ سکتے ہین۔ ایسے موقع پر مین ضرور اپنے تئین خوش قسمت کہونگا کہ میرے پاس ایک عمدہ روالور تھا جسکو جدہ سے

مکہ جانے کے پیشتر مَین بکس مین رکھے ہوئے تھا لیکن جب مین مکہ کو جدہ
سے روانہ ہُوا تھا تو مین نے کمر سے لگا لیا تھا اور جدہ کو واپس ہونے تک
کمر سے لگائے رہا تھا۔ جدہ مین تلاشی کے وقت یہ ریوالور ملازمان حکومت
کی نظر سے بچ گیا ورنہ ضبط ہو جاتا لیکن مین تو سخت تعجب کرتا ہون کہ سلطنت
کی جانب سے ایسے ہتھیار کے باندھنے کی حجاج کو ممانعت کیون ہے
درانحالیکہ خود رعایاے سلطانی جنسے مراد میری اکثر بدو لوگون سے ہے
اور جنسے مجکو سابقہ پڑا ہے ہتھیار بند ہے اور وہی حجاج کو ہلاک کرتے
ہین اور مال لوٹتے ہین۔ مَین نے مصری و شامی لوگون کو اکثر ہتھیار بند
دیکھا ہے اور حفاظت جان کے واسطے تو ہتھیار رکھنا اور چاق چوبند رہنا
ہرگز خلاف عقل نہین۔ بدوون کے فرقے جیسا کہ مین پہلے بھی کہہ چکا ہون
صرف آتش فشان اسلحہ سے خوف کھاتے ہین اور وہ خود بھی بندوقین اور
پستول استعمال کرتے ہین لیکن اکثر اُنکے ہتھیار پُرانی تراش خراش کے
ہین خیر ہرچہ باشد حجاج کی جان لینے کے واسطے تو اُنکے پتھر کافی ہین جیسا
کہ وہ اکثر کرتے ہین۔ مَین نے اکثر روایتین اسی نوع کی سنی ہین کہ جہان
مسافر پیشاب کرنے بیٹھا بدُّو نے پتھر مارا جب وہ بیہوش ہوا بدو نے کمر
ٹٹولی جو کچھ پایا اُتار لیا۔ اور نعش وہین چھوڑی اور اپنا راستہ لیا۔ بعض
بنگالی لوگ بھی مدینہ کے قافلے مین زخمی ہوئے ہین اور اُنکا مال متاع

لوٹ لیا گیا ہے مگر باایںہمہ شکایت کرنے کوئی بھی نہین گیا۔ بدوون نے تو اپنے نزدیک انکو مار ہی ڈالا تھا مگر وہ خوش قسمت تھے جو بچ گئے۔

۲۴۔جون ۱۸۹۴ء۔۲۰۔ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

مقام جدّہ۔یوم احد

لب دریا ہونے کی وجہ سے جدّہ کے گلی کوچون مین نمی رہتی ہے اور خاک نہین اُڑتی۔ ہوا بھی مرطوب ہے حالانکہ اِس موسم مین مکہ معظمہ مین سخت لو چل رہی ہے۔ اس شہر مین بہ نسبت مکہ کے بہت صفائی ہے۔ یہ مقام بہت بڑا بندرگاہ ہے اور بہت سے جہاز آٹھ پہر لنگرگاہ مین کھڑے رہا کرتے ہین چنانچہ اسوقت ۲۵ جہاز دخانی و بادبانی موجود ہین اور ہوڑیون (یعنی کشتیون) کا تو کچھ شمار ہی نہین لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ لنگرگاہ نہایت ہی ناہموار ہے۔ اور جہازون اور کشتیون کو نقل و حرکت مین ہروقت دقتین پیش آتی ہین جو روزمرّہ کے کشتی چلانے والے آٹھ پہر دریا کے کھینے والے ہین وہ بھی بے اٹکے کشتی نہین نکال سکتے۔ کچھ نہ کچھ دقت خم و پیچ مین لازمی طور پر اُٹھانا ہی پڑتی ہے۔ ہمنے پارسال بھی سنا تھا کہ جدّہ مین سنگین چہ باندھی جائیگی اور آج ہمنے اختر نامے اخبار مین تحقیق طور پر خبر لکھی بچشم خود دیکھی جسمین لکھا ہے کہ سلطنت عثمانیہ نے خاص توجہ مبذول فرمائی ہے اور عنقریب انجنیر لوگ اِس کام پر مامور ہوا چاہتے ہین۔ خدا کرے یہ خبر صحیح ہو۔ اگر سنگین چہ

بندھ جاویگی تو جو مصیبت وقت کہ مسافرون کو جہاز سے کنارے اور کنارے
سے جہاز کی نقل وحرکت مین پیش آتی ہے رفع ہوجاویگی اور بہت بڑی رفاہ
ہوگی۔ آج ایک شخص عجلت کا مارا ہمارے ہمراہیون سے جب جہاز پر چڑھنے
جاتے تھے کشتی سے گر پڑا تھا با۔۔ے خیریت ہوئی کہ زندہ نکل آیا۔ اور ایک
شخص کو سُنا کہ گرکر مرگیا۔ آج دِن نکلتے ہی لوگون نے تبت نامے جہاز پر
چڑھنا شروع کردیا اور شام تک چڑھا کیے لیکن جہاز والون نے کوئی نوٹس
یا اعلان تک نہین دیا عجب غیر آئینی ہے۔ مین نے بھی قنصل کے دفتر سے
سارٹیفکٹ لیا اور جہاز پر آچڑھا۔ جدّہ کا وہ مقام جہان آج کل کشتیان لگتی ہین
بہت متعفن ہے اور اُسی موقع پر شہر کی ایک بدرو گرتی ہے جسکی وجہ سے
عفونت کو اور بھی ترقی ہے جسوقت چہ بختہ بندھ جاویگی۔ یہ سب خرابیان
دفع ہوجائینگی۔ یہ جہاز تبت بڑا ہے۔ اِسمین تیرہ سو آدمی سوار ہے۔ خوب
کشمکش ہے اور اسیطرح یہ ہوا کہ ٹکٹ شمار کرنے اور جانچ کرنے کی غرض سے
سب مسافر بلا تمیز عورت ومرد کے اولاً تتق مین بند کردیے گئے اور پھر ایک
ایک کرکے نکالے گئے اور اپنی اپنی جگھون کو بھیجدیے گئے تتق مین انتہا کی
گرمی تھی اور ہوا کا گذر بہت ہی کم تھا جو لوگ اُسمین جانے کو مجبور کیے گئے
وہ نیم جان ہوکر ضرور نکلے۔ مجکو تو یہ تعجب ہے کہ وہ زندہ کیون رہے۔ اگر جہاز پر
چڑھتے وقت جانچ وشمار کا انتظام کردیا جاتا تو یہ خرابی کاہے کو پیدا ہوتی

مگر سچ یہ ہے کہ کوئی کہنے سننے والا نہین - ہر شخص نے بطور خود قانون اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے کسی قسم کی پابندی ضابطے کی نہین چار بجے شام کو جب جانچ وپڑتال مسافرون کی شروع ہوئی دروازہ مسافرون کی آمد کا قطعی مسدود کردیا گیا اُسوقت دو تین کشتیان اُن مسافرون کی آئین جنھون نے اِس جہاز کا ٹکٹ خریدا تھا اور جو بقیہ بوجہ نہ ہونے اعلان کے پچھل گئے تھے مگر اُن مسافرون کو جہاز پر چڑھنے کی ہرگز اجازت نہین دی گئی اور کوئی واویلا اُنکی سودمند نہ ہوئی الغرض یہان تو جانچ پڑتال مین چراغ جل گئے اور وہان مسافرون کو جہاز پر چڑھنے کے انتظار مین آندھی روگ آگیا نہ تو وہ کنارے پر واپس جاتے ہین جو ایک میل کے قریب ہوگا نہ جہاز کی اُمید چھوڑتے ہین اور یہ بھی صحیح ہے کہ کنارے پر شب تاریک مین لوٹ کر جانا ایسے بندرگاہ مین جہان چپہ چپہ پر پہاڑیان اور ٹیکرے اُتھلے پانی مین چھپے رہتے ہین اور کشتی کو توڑنے اور روکنے مین کبھی کوتاہی نہین کرتے ناممکن ہے اور یہ بھی خلاف عقل ہے کہ جس جہاز کا مسافرون نے ٹکٹ لیا ہے اور جسکی روانگی مین ہنوز بہت عرصہ باقی ہے اُسپر چڑھنے کی امید چھوڑ دین یہ مین تو کشتی کے مسافرون کی فریادین سنتا سنتا سو گیا -

۲۵ - جون ۱۸۹۴ء - ۲۱ - ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ - یوم اثنین

شب کو بار بار اُن مسافرون کی چل پکار نے مجھے جگایا جو جہاز کے

چڑھنے کی امید پر نہ جہاز کا آسرا چھوڑتے تھے نہ کنارے پر واپس ہوتے تھے
منجملہ اُنکے ایک مرد تھا جو ایک شیر خوارہ بچہ اپنی گود مین لیے تھا۔ مگر جسکی عورت
جہاز پر چڑھ چکی تھی۔ اب ہر چند وہ کہتا ہے کہ بچہ بغیر دودھ کے مرجائیگا یا اُسکی
ماں کو جہاز سے اُتار دو یا بچہ کو مان کے پاس پہونچا دو۔ مگر کوئی نہین سنتا اور
جواب بھی دیا گیا تو یہ دیا گیا کہ "چلا جاؤ۔ خبردار جہاز کے پاس رات کو نہ آؤ اب
یہ جہاز مسافر نہ لیویگا" لاحول ولاقوۃ سوال از آسمان وجواب از ریسمان
الغرض بہمین حالت مسافرون نے کشتی مین چڑھتے چڑھتے سویرا کیا۔
کشتی والون نے پانچ پانچ روپیہ فی مسافر محصول لے لیا عجب تماشا ہے
کہ روپیہ دین ٹکٹ خریدین تکلیف اُٹھائین اور پھر نامراد رہین اور تاوان پر
تاوان دیتے چلے جائین۔ یہ تو اندھیر ہے۔ علاوہ اِسکے کہ جہ نہین۔ بندھی
بد انتظامی سخت ہے جسکے یہ خراب نتیجے پیدا ہوتے ہین۔ اِس خاص شکایت
کا سبب تو یہ ہے کہ حاجی قاسم کے تین جہاز اِسوقت جدہ کے بندرگاہ پر
مسافرون کی امید پر کھڑے ہین۔ ایک تبت۔ دوسرا انجور۔ تیسرا زبیدہ۔
تبت نامے جہاز دراصل پی اینڈ او کمپنی کا ہے جو ٹھیکہ پر حاجی قاسم لیے ہین
بلا لحاظ اسکے کہ کس جہاز کے واسطے کتنے مسافر ہونا چاہیین حاجی قاسم کے
ایجنٹ متعینہ جدہ نے ٹکٹ فروخت کرنا شروع کر دیے اور دل مین سمجھ لیا کہ
جب ایک جہاز مین گنجایش نہ ہوگی تو دوسرے جہاز مین مسافر بھر دیے جائینگے

جب ٹکٹون کا شمار نہ رہا اور مسافرون نے تبت پر چڑھنا شروع کر دیا اور چڑھ گئے تب شمار کرنے کی سوجھی اور جس وقت کے ساتھ کہ مسافر تق مین بند ہوکر شمار ہوئے ہین اُسکا ذکر ہم کل لکھ چکے ہین ۔

اب جو مسافر زائد ہوئے تو خواہ مخواہ وہ روکنا پڑے ۔ جہاز رانون اور مالکان جہاز کا کیا بگڑا مگر مسافرون کی مٹی پلید ہوئی ۔ الغرض ۔ ۱ بجے دن کو باہراسان وقت وہ بجہ تومان کے پاس پہونچایا گیا اور باقی سب مسافر واپس کر دیے گئے ۔

جہاز نے ہنوز بندرگاہ نہین چھوڑا کہ موت نے اپنا انتخاب کرنا شروع کر دیا دِن نکلنے سے پہلے ہی معلوم ہو گیا کہ ایک نحیف الجسم سندھی نے جہاز مین قضا کی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اِس جہاز کے ایجنٹ نے ایک غفلت یہ بھی کی کہ مسافرون کو تو جہاز پر چڑھا دیا مگر سارٹیفکٹ روانگی جہاز کا ٹرکش قنصل سے حاصل نہین کیا اور اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کل صبح کے چڑھے مسافر آج ۳ ۔ بجے دن کو روانہ ہوئے ۔ کل اتوار تھا اسوجہ سے کل سارٹیفکٹ دفتر سے نہین ملا آج بعد دوپہر کے مِلا ۔ لہٰذا بعد دوپہر کے تین بجے جہاز نے لنگر اُٹھایا اور عدن کا راستہ لیا بسم اللہ مجریہا ومرسہا ان ربی لغفور رحیم ۔

آج شام کو ایک اور شخص نے چلتے جہاز مین انتقال کیا ۔

۲۶ - جون ۱۹۲۹ء ۲۲ - ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ

یوم تلوت

آج بھی شب کو ایک مسافر نے قضا کی اور دریا کا لقمہ ہوا - خدا غریق رحمت فرمائے کوئی شکایت اسوقت تک موسم کی نہین ہے جہاز بڑی خوبی کے ساتھ تمام شب چلا کیا -

یہ ذکر کرنے سے رہ گیا کہ جدہ مین بندرگاہ پر بہت سے آہنی گرڈر پڑے ہوئے نظر آئے اور دریافت کرنے سے لوگون نے بیان کیا کہ دولت عثمانیہ نے یہ تجویز فرمایا ہے کہ حجاج کے واسطے مکۂ معظمہ مین رباطین منجانب سلطنت تیار کرادی جائین - اسی واسطے یہ گرڈر آئے ہین اگر یہ خبر صحیح ہے تو بہت ہی بڑی رفاہ ہوگی - بشرطیکہ یہ رباطین معقول کرایہ پر حجاج کو دیجاوین اور محکمۂ تعمیرات کے زیرنگرانی رکھی جاوین ورنہ وہی کیفیت ہوگی جو اسوقت شہر کی رباطون کی ہے یعنی اُنمین بالعموم محتاج آباد ہین اور وہ حجاج کو آسائش نہین پہونچاتی ہین بلکہ محتاج خانہ کا کام دیتی ہین مین نے جمیع رباط شہر مکۂ معظمہ کو خود جاکر دیکھا ہے یہ رباطین اور بعض مکانات بھی بالعموم رؤسا ہند کی اولوالعزمی سے تعمیر ہوئے ہین اور سب آباد اور کھچا کھچ آدمیون سے بھرے ہین انمین بعض حجاج بھی ہین لیکن وہی حاجی مقیم ہین جو غیر مستطیع ہین اور بالعموم وہ لوگ آباد ہین جو خواہ بوجہ محتاجی و مفلسی

خواہ بوجہ پیشہ وری کے مکہ معظمہ مین آباد ہو گئے اور اپنے نزدیک مستقل
سکونت اختیار کر چکے ہین۔ انہین سے ایسے دوکاندار بھی ہین جو مکہ معظمہ مین
ہندوستانی چیزین فروخت کرتے ہین الاجو قلیل البضاعت ہین جو میری
نظر سے گذرے ہین وہ چٹنی۔ آچار۔ تماکو۔ مربہ۔ آٹا دال تسبیح و سرمہ وغیرہ
بیچنے والے ہین۔ ایک رباط مین مجکو ایسے لونڈی و غلام آباد سے ملے جنکو بوجہ
ضعیف العمری و بیکار ہو جانے کے انکے مالکون نے آزاد کر دیا ہے
اور جو اب بھیک مانگ کر اپنی زندگی بسر کر رہے ہین۔ یہ حال دیکھ کر عشہ
آتا ہے۔ مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم کی رباط و مدرسہ و مسجد تو البتہ
اسوقت تک اچھی حالت مین ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اُس مرحوم کا
خاص رشتہ دار جو مثل اُنکے لڑکے کے ہے یعنی مولوی محمد سعید ابتک وہین
موجود ہے۔ اور رات دن نگرانی رکھتا ہے ورنہ اور رباطین بے مرمت
پڑی ہین اور کثیف حالت مین ہین کوئی عمارت جب تک کہ اپنی مرمت
کے واسطے اپنی حیثیت و قابلیت کے موافق روپیہ نہ کما سکے کیونکر درست
و قائم رہ سکتی ہے۔ ایک بارکسی عمارت کا بنا دینا ہرگز اسقدر نفع بخش نہین ہوسکتا
جسقدر کہ اسکا قائم رکھنا نفع پہونچا سکتا ہے۔ مکہ معظمہ مین رباطون کا بنانا
ثواب عظیم حاصل کرنا اور جنت مین محل کھڑا کرنا ہے مگر انکا قائم رکھنا
جنت مین آباد ہونا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اکثر اولوالعزم رئیس اِسکو خفت

سمجھتے ہین کہ حجاج سے رباطون کا کرایہ لیوین لیکن ہمارے نزدیک یہ زیادہ خفت کا باعث ہے کہ عمدہ عمارتین بنا کر رفتہ رفتہ اُنکے منہدم ہوجانے کو گوارا کرین۔ یا تو سالانہ مرمت عمارتون کی ایسے رؤسا کو اپنی جیب خاص سے کرنا مناسب ہے یا خود عمارت کی آمدنی سے۔ اور میرے نزدیک صورت آخر الذکر اولیٰ اور مستقل صورت ہے کیونکہ وہ عمارتین ایسی قریب نہین جنکو رؤسا اپنے زیر نگرانی رکھ سکین اور کرایہ پر اُنکا چلنا ثواب کا کم ہونا نہین ہے بلکہ مستمرہ ثواب کا حاصل کرنا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اُنکے کرایہ سے کسی رئیس کو مالی تمتع نہین پہونچ سکتا بلکہ عمارت کو استحکام پہونچتا ہے۔ اگر سلطانی رباطین تیار ہوجاوینگی تو حجاج کو مطوفون کی دراز دستی سے قدرے نجات ملجائیگی ورنہ مطوفون کا گروہ بہت بڑھ گیا ہے اور اُنکی معاش کا دار و مدار صرف حجاج پر ہے کیونکہ وہ خود نہ کوئی پیشہ کرتے ہین نہ کسب معاش کے عمدہ وسائل رکھتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ جہانتک اُنسے ممکن ہوتا ہے وہ حجاج کو لوٹتے ہین اور اسی طرح نوچ کھسوٹ کر برس دن کا اپنا سرمایہ جمع کر لیتے ہین۔ مطوفون کی ضرورت ناواقف حجاج کو ہونی ضرور ہے کیونکہ حجاج نہ تو راہ و رسم ملک سے واقف نہ وہ ارکان حج بلا اُنکی امداد کے ادا کر سکتے ہین مگر مطوفون کی کثرت نے اب یہ نوبت پہونچائی ہے کہ علاوہ اُن خدمات کے جو مطوفون سے خاص تعلق ارکان حج مین

رکھتی ہین ہر کام مین حجاج کے وہ حل انداز ہوجاتے ہین اور پیسہ بنا لیتے ہین
اُنکا گروہ بالکل ایسا ہے جیسے بمبئی کے بازاری دلال۔ جہان مسافر نے
بازار مین قدم دھرا کہ دلالون نے ہجوم کرلیا پس مطوف سوا اسکے کہ دعا وغیرہ
پڑھوانے کے صلہ مین حجاج سے کچھ پاجائین مندرجۂ ذیل کے ذریعون سے
بہت کچھ حاجی کی ہمیانی سے لیجاتے ہین اور انتہا یہ کہ امیر حاجی کو لنگوٹی
بندھوا کر چھوڑتے ہین۔ یہ حالت عام ہے شاذ کا ذکر نہین۔

۱۔ مطوف حاجی کی تلاش مین ہند مین پہونچتے ہین اور گلی گلی مارے
پھرتے ہین اور جا بجا سبز باغ دکھاتے اور لوگون کو اپنے جال مین پھنساتے
پھرتے ہین۔ وہ انواع واقسام سے حجاج کو ہند مین اُنکے گھرون پر جا کر
ترغیب دیتے ہین کہ وہ حج کو چلین اور فلان کی مطوفی مین رہین۔ ہر قسم کی
آسانیان سفر کی اور آرام ہر طرح کا دینا ظاہر کرکے عازمان حج کو آمادہ اور
مطمئن کردیتے ہین اپنے روپیہ بنانے کی فکر مین بہت سی پیش بندیان بھی
بطور تذکرہ کہہ جاتے ہین۔ مثلاً اسقدر روپیہ اتنا اسباب اتنے شخص
لے چلین تو یہ آرام ملے اور یہ آسانی ہو اور اِس خوبی سے سفر کٹے۔

۲۔ جس شخص عازم حج کے گھر پہونچتے ہین اُنکے ناخواندہ مہمان
ہوجاتے ہین اُس سے نذرین لیتے ہین اور فرمائشین کرتے ہین۔ اپنا
اعزاز ہر طرح جتاتے ہین اور قدر وقیمت سفید جبہ اور عمامہ باندھکر بڑھاتے ہین

بیچارے ناواقف ہندوستانیون کو تو یہ کہدینا کافی ہے کہ فلان مطوف مکی ہین یعنی مکہ کے خاص رہنے والے ہین پس یہی فقرہ اُنکو بیع لے لیتا ہے اور اُسی وقت سے وہ مطوف کے ہاتھ مین پھنس جاتے ہین۔ حالانکہ مکہ مین پہونچکر اُنکی قلعی کُھل جاتی ہے کہ کوئی ہندوستانی دُھنیا۔کوئی جولاہہ کوئی بھٹیارہ ہے جو پشت دو پشت سے مکہ مین بس کر مکی بن بیٹھا ہے بعضے اور آفاقی ہین جو بڑھئی۔ لوہار وغیرہ پیشون سے جب تھک گئے تو عبا قبا پہنکر مطوف بن بیٹھے۔

۳۔ جسدن سے حاجیون کو مطوف اپنے ساتھ سفر مین لیتا ہے تمام اخراجات اپنی ذات کے حاجیون کے سر ڈالتا ہے۔

۴۔ جدہ پہونچتے ہی سب دارومدار حاجیون کے آب وخور اور آسایش کے مطوف اپنے ہاتھ مین لے لیتے ہین اور اسی مقام سے وہ علاوہ اپنی ذات کے اپنے حوالی کا صرفہ بھی حاجیون کے سر منڈھ دیتے ہین منجملہ اُنکے کسی کو اپنا وکیل کسی کو اپنا نایب کسی کو خاص اپنا رشتہ دار بناتے ہین۔ حاجیون کے ٹھہرنے کو کوئی مکان اپنے دوستون کا بتادیتے ہین اور اُنسے چلتے وقت خاطر خواہ کرایہ دلواتے ہین اور جو کام ہوتا ہے وہ مطوف اپنے چیلون چپاٹون سے کراتے ہین۔

۵۔ اونٹ کے کرائے وشبری وشغدف کی خریدمین مطوف

پورے طور پر حاجیون کو جُل دیتے ہین - مین نے سیکڑون مثیلین بچشم خود دیکھی ہین کہ جو شغدف مطوف صاحب نے احسان رکھ کر بڑی د... کے ساتھ اور بڑی ارزانی کے ساتھ اٹھارہ یا بیس روپیہ کو خرید کرادیا وہ آخر کار یا تو پوری لیا یا آٹھ آنہ مین فروخت ہوا جو شبری دو روپیہ دس آنہ مین خرید ہوئی وہ دو آنہ مین فروخت ہوئی اور خریدار بھی وہی مطوف یا اُنکے چیلے چپاٹے ہوتے ہین اور کوئی نہین مین نے بہت سے حاجیون کو دیکھا کہ اُنھون نے غصہ مین آکر شغدف و شبری توڑ کر جلادی یا ضایع کردی -

۶ - مکان کے کرایہ اور بازار کے سودا سلف مین سب مین مطوف کے حقوق بندھے ہین اور بہت زیادہ ہین -

۷ - زیارات مین جہان حجاج کو کہ سُنکر لواجاتے ہین وہان نذر ین چڑھواتے چلے جاتے ہین اور اپنے بھائی برادرون کو دلواتے ہین اور خود اسمین حصہ لیتے ہین -

جب ہر طرح سے فارغ ہو کر حاجی کو واپسی کی فکر ہوتی ہے اُسوقت وہ سمجھتا ہے کہ وہ لٹ گیا اور اب اُسکے پاس یا تو واپسی کا مطلق خرچ نہین یا قدر قلیل باقی ہے - جن حاجیون کو مطوف خوب جان لیتا ہے کہ اہل دول ہین اُنکو اپنے پاس سے بصورت کمی خرچ دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے - اور روپیہ بھی قرض دیدیتا ہے اور حاجیون کو اور بھی زیر بار خرچ

و احسان کرتا ہے۔

مطوف بعض اوقات اپنے گھر سے کھانا بھی حاجیون کو بطور دعوت کے کھلاتا ہے اور اُسکا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ اگر ایک روپیے کا کھانا کھلاویگا تو دس پانچ روپیہ ضرور بدلہ مین پا جائیگا۔

علاوہ اُس شخص کے جسنے شب کو قضا کی تھی آج شام تک دو اَور مرد و عورت نے بہشت مین جانے کی سبقت کی۔ آج تین شخص راہیِ عدم ہوئے۔

۲۷ جون ۱۸۹۴ء ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

یوم ربوع

شب کو گرمی سے کسی قدر سب کو بیچینی رہی۔ تمام شب ابر محیط آسمان رہا اور ہوا بند رہی صبح تک یہی کیفیت رہی لیکن دریا تمام دن نہایت خاموش و مسطح رہا بعد مغرب ہوا چلی اور کسی قدر گرمی سے نجات ملی آج بھی ایک ضعیفہ راہیِ عدم ہوئی عدن بھی دیکھنے نہ پائی۔ یہ سچ ہے کہ جو لوگ اِسوقت جہاز مین فوت ہوئے وہ سوا ایک شخص کے سب کے سب ضعیف اور لاغر اندام تھے اور اُنکی حالت اور صورت سے محتاجی برستی تھی۔ مگر قابل اعتراض یہ امور ہین کہ اول ایسی ناتندرستی کی حالت مین یہ لوگ جہاز پر سوار ہی کیون کر لیے گئے۔ دوم جب سوار ہوگئے تو اسٹیمر کے شفاخانہ مین

زیر معالجہ کیون نہین رکھے گئے۔ اس اسٹیمر مین ایک چھوٹا کمرہ جسمین پانچ مریضون
کے واسطے گنجایش ہے موجود ہے مگر اسوقت تک جو دو تین مریض اسمین داخل
کیے گئے وہ اُسوقت داخل کیے گئے جبکہ موت اُنکے سرون پر کھیلنے لگی اور
گھڑی ساعت کے مہمان رہ گئے۔ علاوہ برین سخت افسوس کے قابل یہ
امر ہے کہ مین نے ایکبار بھی اِنکے حلق مین کسی کو پانی یا دوا ڈالتے نہین
دیکھا جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ یہ شفاخانہ نہین ہے دراصل مُردہ خانہ ہے
یہ سمجھ سے باہر ہے کہ جس اسٹیمر پر ڈاکٹر اور شفاخانہ موجود ہو اسمین دوا نہ ہو۔
ڈاکٹر مسمی مسٹر سبی رونیریو اپنی ذات سے بیشک نیک مزاج معلوم ہوتا ہے

۲۸ - جون ۱۸۹۴ء ۲۴ - ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

یوم خمیس - مقام عدن

تمام شب ٹھنڈی ہوا چلا کی اور خوب نیند آئی۔ قبل دوپہر کے عدن
کی بندرگاہ مین پہونچے۔ عبد القادر نامے اسٹیمر کو جو ایک روز پیشتر ہم سے
روانہ ہوا تھا۔ بندرگاہ مین موجود پایا اور معلوم ہوا کہ آج ہی صبح آیا ہے
اس سے تیز رفتاری ہمارے جہاز کی ظاہر ہے۔ افسوس ہے مجکو کوئی موقع
جہاز سے اُترنے اور عدن کی سیر کرنے کا آج بھی نہ ملا آج ہمارا جہاز بندرگاہ
کی آبادی سے قریب تر کھڑا ہوا ہے۔ یہ بندرگاہ بہت ہی خوشنما واقع ہے
اور عجب ترتیب و خوبی کے ساتھ اسکو آراستہ کیا ہے۔ ہر اک پہاڑی پر

تراش خراش عمدہ نظر آتی ہے اور جدھر دیکھو سامان حرب موجود ہے۔
اونچی اونچی پہاڑیون پر بھی سامان حرب کی آہنگی برس رہی ہے۔ میری
نظر سے تو اسوقت تک ایسے استحکام اور خوبی کا بندرگاہ نہین گذرا عمارت کا
کام بہت دور تک خوش قطع وخوش وضع نظر آتا ہے جدے کی تعمیرات
بیشک اپنی نمائش وخوبی مین یکتا ہین مگر عدن کا طرز ہی جداگانہ ہے اور
بلحاظ سامان حرب جو استحکام عدن کو حاصل ہے اور قدرتی طور پر جو انحفاظ
واستحکام اسنے پایا ہے اسکا عشر عشیر بھی جدہ کو میسر نہین بمبئی اور کراچی محض
بندرگاہ ہین اور کچھ نہین۔ عدن تو ایک معرکہ کا مقام نظر آتا ہے۔ یہ چھوٹا
ٹکڑا ملک عرب کا جسکا رقبہ ۷۰ میل مربع ہے ۱۸۳۹ء مین سرکار انگلشیہ کے
قبضہ مین آیا تھا مجکو تعجب ہے کہ آج کسی روح نے ہمارے جہاز سے بہشت بر ین
کا قصد نہین کیا شاید عدن کی پرانی بہشت نے اپنی سیرگاہ مین روک رکھا۔

اِس جہاز مین سندھی۔ حیدرآبادی۔ کچھی اور ہندوستانی زیادہ ہین۔
شفاخانہ مین آج تین شخص موجود ہین اور وہ سب سندھی ہین۔ بڑی خیریت
یہ ہے کہ کوئی متعدی عارضہ بفضل الٰہی نہین ہے خبر ہے کہ آج ہی بعد آٹھ
بجے شب کے ہمارا جہاز لنگر اُٹھا دیگا۔

۲۹۔ جون ۱۸۹۴ء۔ ۲۵۔ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ۔ یوم جمعہ

شب کو ۹ بجے بندر عدن کو جہاز نے چھوڑا اور کراچی کا راستہ لیا

تمام شب خیریت سے گذری۔ مگر دِن کو چار شخص فوت ہوئے۔ کل کا دِن موت سے خالی گیا تھا اُسکی کسر آج نکل گئی۔ تین بجے دن سے دریا زوروں پر ہے اور تلاطم بڑھا ہوا ہے۔ جزیرۂ سقوطرہ جسکے نام سے یہ حصہ دریا کا موسوم ہے یہان سے قریب ہے اور اِس دریا مین تلاطم اکثر زیادہ سنا جاتا ہے۔ یہ جزیرہ مثل عدن کے قبضۂ سرکار انگلشیہ مین ہے اور گورنر بمبئی کے زیر حکومت ہے اب ڈاکٹر زیادہ مستعدی کرتا ہے۔ روزمرہ تمام مسافرون کو خود دیکھتا ہے اور ڈس انفکٹنٹ پوڈر روز چھڑکا جاتا ہے۔

۳۰ جون ۱۸۹۴ء-۲۶ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

یوم سبت

آج تمام شب تلاطم دریا کی وجہ سے جہاز کو جنبش رہی اور دن بھر یہی حال رہا۔ تمام مسافر غلطان و پیچان رہے جسکو دیکھو چکر ہے۔ ایسا تو شاذ و نادر کوئی مسافر جہاز مین ہوگا جسنے پوری غذا کھائی ہو۔ اکثرون نے تو فاقہ کیا۔ خود ملازمان جہاز کے پاؤن بھی ڈگمگاتے رہے اور سیدھا چلنا دشوار رہا۔ لیکن تین بجے دن سے کسی قدر غثیان مین بالعموم کمی ہوگئی اور کچھ لوگون کو ہوش آیا۔ اور اپنے اپنے کھانے پینے کی فکر مین مبتلا ہوئے۔

یکم جولائی ۱۸۹۴ء، ۲۔ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

یوم احد

شب کو آسمان پر تارے کھلے رہے اور مطلع صاف رہا مگر دریا کے
تلاطم نے کسی کو قرار سے سونے نہین دیا۔صبح سے تموج نے اور بھی زیادہ
زور پکڑا۔اِدھر ہوا کا زور اُدھر موجون کا شور ہے۔دریا کی رنگت بھی بدلی نظر آتی
ہے۔پانی پر کچھ بھورا پن آگیا ہے۔موجین ہین کہ آسمان سے باتین کرتی
ہین۔ہر موج بذات خود ایک پانی کا بھاری پہاڑ نظر آتا ہے جو اُبلتا ہوا
آسمان کو چلا جاتا ہے۔کبھی تو ہمارا جہاز چڑھتا ہوا آسمان کو چلا جاتا ہے اور
ہم خیال کرتے ہین کہ اب ہاتھ بڑھا کر آسمان کو چھوئے لیتے ہین اور کبھی
اُترتا ہوا تحت الثریٰ کو چلا جاتا ہے۔گویا اب زمین نظر آئی جاتی ہے ہمنے تو
ساون کے جھولون مین بھی یہ کیفیت نہ دیکھی تھی جو اسٹیمر پر نظر آتی ہے۔
علاوہ اِس جنبش کے جو نشیب و فراز دکھاتی ہے ایک اور بھی جنبش جہاز کو
ہے جس سے نہ تو انسان سیدھا بیٹھا رہ سکتا ہے اور نہ کوئی چیز اپنی جگہ پر
سکون کر سکتی ہے اور اِس جنبش سے جو پہلو بپہلو ہے مسافرون کو غلطیدگی
زیادہ ہے اور ہر شخص کی طبیعت ڈانوا ڈول ہے۔ہمارے نوکرون نے
تو پرسون ہی سے قے کو پکڑ لیا ہے۔نہ بستر چھوڑتے ہین نہ وہان سے
نکلتے ہین۔سر اوندھائے پڑے ہین۔کاش جہاز کے بٹلر ہمارا کھانا

نہ پکاتے ہوتے تو بھوک کے صدمے ہمکو قریب المرگ کر دیتے۔ باوجود
اس عظیم جنبش کے آج کوئی شخص فوت نہین ہوا گو سسکتے ہوئے دوچار
نظر آتے ہین۔

۲۔جولائی ۱۸۹۴ء ۲۰۔ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

یوم اثنین

شب کو تلاطم نے اور بھی ترقی کی۔ہوا نے مشرق سے رخ پلٹا اور
مغرب مین ہو رہی موجون کا پانی اُڑنے لگا اور جہاز کا عرشہ بھگونے لگا
یہ طوفان کا موسم ہے۔خدا خیریت رکھے۔دن بھر اسی طرح کا تموج رہا
تین بنگالی آج چل بسے۔

۳۔جولائی ۱۸۹۴ء ۲۹۔ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

یوم ثلوث

تمام شب خیریت سے کٹی لیکن صبح ہونے سے ایک گھڑی پیشتر
ایک موج کا پانی ازبس تیزی سے عرشہ پر گذرا اگر اس جہاز کے عرشہ کے
گرد چوبین دیوار تین فٹ بلند نہ اٹھی ہوتی تو بہت کچھ چیزین اور عجب کیا تھا
کہ بعض آدمی بھی دریا مین جا پہونچتے۔بارے اسی پر خیریت گذری کہ چھوٹی
موٹی چیزین بہ گئین آدمی اور مال بچ گیا۔لیکن تمام عرشہ پر کیچھا لید رہو گئی
ہمکو دیکھو پانی مین لت پت۔کوئی چیز سوکھی نہین بچی۔لحاف دیکھو تو گیلا

تو فسک دیکھو تو گیلی۔ گٹھری کے کپڑے تک گیلے۔ گٹھون مین آٹے سَن گئے
اور تھیلون مین ستو گھل گئے۔ شکر اور نمک تو پانی ہو کر بہ گیا۔ بورون پر بورے
اسباب کے اور آدمی پر آدمی لد گئے۔ ڈاکٹر عزیز الدین جو ہمارے ہم سفر ہین
بیخبر سو رہے تھے۔ جب موج نے انکو بہا کر چھ سات ہاتھ کے فاصلے پر
ڈالدیا تو پریشان دماغی مین انکو یہ خیال بندھ گیا کہ جہاز اُلٹ گیا اور وہ سب
کے نیچے دب گئے اور ڈوب گئے۔ لیکن دفعتاً جو پانی اوپر سے نکل گیا اور
آنکھ کھلی تو دیکھا کہ تین بورے اسباب کے اور ایک شخص اُنپر لدا ہوا ہے
اور دریا کا کھاری پانی ناک اور منھ مین بھر گیا ہے شیخ محمد اسمعیل صاحب
حیدرآبادی کی عورت اور بچے بھی سوتے سوتے اِس موج سے نہا گئے
لیکن فضل خدا سے سب بچ گئے۔ کوئی ضرر کسی کو نہین پہونچا۔ اِس صبح کی
موج نے ہمارے جہاز کے عرشہ کو کیا دھویا ہمارے جہاز کو دھوبی گھاٹ
بنادیا سورج نکلتے ہی لوگون نے بھیگے سامان دھوپ مین ڈالنا شروع
کیے کپڑے تو ہوا مین پھرائے اور جنس و مصالحہ کے بورے و تھیلے
تختون پر سکھلائے۔ الغرض اسی طرح سے صبح سے شام کی۔ اِس
موج کے بعد ہی ایک سیر بھر کی مچھلی عرشہ پر تڑپتی نظر آئی۔ پکڑی اور
کباب کرکے کھائی ۔۔

---

۴ جولائی ۱۸۹۴ء - ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

یوم ربوع

آج صبح جا بجا آسمان پر ابر کے ٹکڑے نظر آئے اور نہایت باریک دس پانچ بوندین بھی پڑین - آج مجھ سے اور ایک یوروپین نائب کپتان جہاز سے تا دیر گفتگو رہی اُسکا مقولہ تھا کہ جہاز مین جسقدر حاجی ہین وہ بالعموم گندہ - ناپاک - بیرحم اور مفلس ہین اور اسقدر اُسکو نفرت تھی کہ وہ آیندہ کبھی حجاج کو اپنے جہاز مین لانے سے پناہ مانگتا تھا مجھ سے اُسنے بطور طعن یہ بھی سوال کیا کہ کیا یہی لوگ ہین جو جنت کو جاوینگے -

مذہبی شق کو چھوڑ کر مجھے تو کوئی بھی معقول دلیل نہین ملی جس سے مین اس شخص کے اعتراضات کی تردید کرسکتا یا معقول جوابون سے اسکو مطمئن کرسکتا مین تو خود اپنی آنکھون سے دیکھتا ہون کہ جو لوگ حج کرنے ہندوستان سے گئے - یا جو حاجی کا خطاب لیکر ہندوستان کو لوٹے جاتے ہین اُنمین سے فی صدی ایک بھی تو مہذب و تعلیم یافتہ نہین ہے اور نہ اہل دولت ہین - پس کہانتک اُنکے پاک وصاف رہنے - رحمدل اور خوش اخلاق ہونے کی امید کیجا سکتی ہے میرے نزدیک ایسے لوگون کو حکم خدا کے اتباع مین حج کے واسطے سفر کا اتفاق نہین پڑتا بلکہ صرف تین ہی چیزین ہین جو ایسے عوام الناس کے فرقہ کو حج کے واسطے جانے پر مائل کر دیتی ہین اور

یہ شوق اِنکا اتباعِ دین کی نظر سے نہین ہے بلکہ اپنے نفع اور آوہ بھگت کی وجہ سے
ہے منجملہ اُن تین چیزون کے جو ایسے لوگون کو حج پر جانے کو آمادہ کرتی
ہین ایک تو حاجی بننے کا شوق ہے جس سے اپنے اور پرائے اعزاز کی
نظرون سے دیکھنے لگتے ہین - دوم دوسرون کی کمائی پر بیفکری سے ہاتھ
مارنا اور شکم سیر ہونا ہے - تیسرے گورنمنٹ انگلشیہ کی بدولت تھوڑے سے
صرف مین آرام و اعزاز کی سواری مین آن واحد مین کوسون اُڑ جاتا ہے
خلاصہ یہ کہ جب تھوڑے سے خرچ مین دور تک سفر کر سکے اور امن چین
سے جا سکے اور دوسرون کے دستر خوان پر بلا کسی زحمت کے پکی پکائی
روٹیان کھا سکے تو حج کرنے کو کہان تک جی نہ چاہے - افسوس کہ انھون
نے اِس آیۂ شریف سے بالکل آنکھین بند کر لین اور راہ خدا پر چلنا چھوڑ دیا
ورنہ نہ تو وہ ایسے ذلیل و خوار ہوتے نہ اپنی و دوسری قومون کی نظرون مین
حقیر ہوتے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَ
اتَّقُوْنِ یٰاُولِی الْاَلْبَابِ یمن کی بعض قومین بلا زاد و راہ کے حج کو چل کھڑی
ہوتی تھین اور دوسرے لوگون کے سامنے ہاتھ پھیلاتی تھین اور بھیک
مانگ کر اورون کی عافیت تنگ کرتی تھین اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
نازل فرمائی تھی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ " اور توشۂ راہ لیا کرو تاکہ لوگون کے
بارِ خاطر نہ ہو بس بہترین توشہ یہ ہے کہ طمع سے اور لوگون کو تشویش مین

ڈالنے سے اور سوال کرنے سے بچو۔ اور اے عقلمندو مجھ سے ڈرو"۔
بس جو لوگ کہ غیر مستطیع ہین اور جو بغیر مانگے تانگے سفر نہین کر سکتے اُنکے
واسطے حکم خدا بہت صاف ہے۔ ایسے لوگون کو ہرگز سفر حجاز کا قصد نہ کرنا
چاہیے۔ اور اپنی اور دوسرون کی عافیت تنگ نہ کرنا چاہیے۔ یہ بھی دیکھنے مین
آیا کہ جو لوگ کافی خرچ لیکر حج کو گئے تھے وہ بھی بوجہ داد و دہش محتاجون کے
محتاج ہو گئے۔ اور واپسی کا اُنکے پاس خرچ نہ رہا اور بعضے اُنمین مانگتے
لوٹے اور بعضے لوٹ بھی نہین سکے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ جہان اڑھائی تین سو
روپیہ کسی شخص نے جمع کر پایا اُسکو ولولہ حج کا سوار ہو گیا اور وہ اپنے آپ کو
مستطیع سمجھنے لگا سفر کا حساب خوراک اور کرایہ کا جوڑ کر بول اُٹھا کہ بخوبی حج
کر آؤنگا مگر اُسوقت اُسکے ذہن مین نہ تو سفر کی دقتین آتی ہین نہ غیر معمولی
اخراجات پیش نظر ہوتے ہین نہ یہ سوچتا ہے کہ اگر یہ اڑھائی تین سو کی رقم
جسپر حج کرنے چلا ہے گم ہو جائے تو دوسری رقم کہان سے لاویگا۔ کاش
اگر تمام نشیب و فراز پر نظر کر سکے تو وہ جان لے کہ اڑھائی تین سو کی رقم
گو غریبانہ حج کے خرچ کو کافی ہو سکے مگر اڑھائی تین سو روپیہ ہونے سے وہ
مستطیع نہین کہلایا جا سکتا کیونکہ گو اڑھائی تین سو روپیہ اُسکے پاس موجود
ہے مگر سفر مین اڑھائی تین سو کے خرچ کی لیاقت اُسمین نہین ہے
ایسے قلیل سرمایہ پر ایسے بھاری اور دشوار گذار سفر کا اختیار کرنا جان پر

کھیلنا یا گھر پھونک تماشا دیکھنا ہے جن لوگون کو دوسرون کی کمائی کھانے
کی عادت ہوگئی ہے وہ کا ہے کو ہماری سنینگے مگر جو لوگ تھوڑے تھوڑے
سرمایہ پر سفر حجاز کو آسان سمجھ لیتے ہین اور چل نکلنے پر ہزار دن مصیبتین جھیلتے
ہین وہ بھی مشکل سے سمجھینگے پس ایسی صورت مین جب تک کہ گورنمنٹ ہند
اپنی خاص ترحم کی نظر سے مسلمانان عازمان حج کے سامان سفر کو
دیکھ بھال کر توجہ نہ فرمائیگی کوئی امید نہین ہے کہ یہ دقتین اور مصیبتین جو سفر حجاز مین
پیش آتی ہین رفع ہوسکین مجکو واقعی حجاب آتا ہے کہ مین مشرح کیفیت
اور حالت اُن لوگون کی یہان درج کرون جو جہاز پر سوار ہین -

معمولی طور پر جو لوگ ہند مین سفر کرنے مین آسانیان پاتے ہین
وہ اکثر دھوکا کھاتے ہین وہ جانتے ہین کہ جیسے ہندوستان کے اندر
بحمایت سرکار انگلشیہ امن و آسائش کے ساتھ قلیل مقدار صرفہ مین مزے
سے پکی پکائی کھاتے پیتے ریل مین چڑھے ہوا پر اڑتے بے تکان ملکون
ملکون گھومتے پھرتے ہین اسی طرح دوسری سلطنت مین بھی سفر کر سکتے
ہین سرکار انگلشیہ بالیقین اس خیال سے کہ عازمان حج سے کسی امر مین
مستفسر ہونا شاید مذہب مین دست انداز ہونا متصور ہو بالکل دست بردار ی
فرمائے ہوئے ہے اسلئے عازمان حج کے حالات قبل از روانگی مطلق دریافت
نہین فرماتی -

اِس محل پر گورنمنٹ آڈر نمبری ۹۸۰ مورخہ ۲ نومبر ۱۸۸۳ء ملاحظہ طلب ہے کہ جسکے ذریعہ سے پاسپورٹ اجرا ہوا ہے اور پاسپورٹ کی دفعات ۳ و ۴ بھی غور کے قابل ہین۔ اِن دفعات کو احتیاطاً ہم ذیل مین نقل بھی کیے دیتے ہین آڈر مذکورہ مین گورنمنٹ ہند نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ سفر عرب یا واپسی وطن کے لحاظ سے حجاج کی استطاعت دیکھنے کے لیے نہ تو کوئی امانت رکھوائی جاویگی نہ اور کسی قسم کا اطمینان کرایا جاویگا۔ لیکن ایک محل پر یہ بھی فرمایا ہے (ہوم ڈپارٹمنٹ نمبری ۶/۲۰۹ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۸۴ء) کہ حجاج کو اِس امر سے آگاہ کر دینا چاہیے کہ اسقدر خرچ اُنکے پاس ہونا چاہیے کہ بعد جدہ پہونچنے کے تین یا چار سو روپیہ نقد اُنکے پاس موجود رہے کیونکہ جدہ مین کوئی امداد زر سرکاری انگریزی سے اُنکو نہین پہونچ سکتی۔

نقل دفعہ ۳۔ سلطنت انگلشیہ مسکین حاجیون کو حجاز سے پھر اُنکے گھر پہونچا دینے کی ذمہ دار نہین ہے۔

نقل دفعہ ۴۔ سلطنت انگلشیہ کی خواہش نہین ہے کہ حج جانے والون کی آزادی پر دست اندازی کرے لیکن وہ اُنکو ہوشیار کر دیتی ہے کہ کوئی شخص جبتک اُسکے پاس حج جانے کا اور وہان سے لوٹ آنے کا کافی سامان سفر مہیا نہو حجاز کا سفر نہ کرے۔

لیکن در اصل یہ خیال ہی خیال ہے اور ایسی دست برداری مسلمانان

عازمان حج کو سخت نقصان پہونچاتی ہے اور ہر سال بہت سی جانین ضایع ہوتی ہین ہم تو مطیع و خیرخواہ رعایا سرکار انگلشیہ کے ہین پس ضرور مستحق اسکے ہین کہ جہان تک ہماری جان و مال کا خطرہ ہو اپنی سرکار کی حمایت ڈھونڈھین —

کیا یہ التجا ہماری بیجا ہوگی کہ سرکار امور ذیل پر توجہ فرمائے ۱ عازمان حج جب تک کافی زادراہ آمد و رفت کے واسطے چلتے وقت دکھلا نہ دین جہاز چڑھنے سے باز رکھے جائین ۲ علاوہ زر نقد کے اُنکے پاس اسقدر پارچہ پوشیدنی ہونا چاہیین جو وہ وقتاً فوقتاً بدلتے رہین اور صاف او رپاک رہ سکین ۳ جہاز پر سوار ہونے سے پیشتر اسکی جانچ ہونی چاہیے کہ اُنکے پاس کوئی سامان ڈوبنے سے بچنے کے واسطے موجود ہے کیونکہ بالعموم جہازون مین ہرگز اسقدر سامان موجود نہین ہوتا کہ وہ کل مسافرون کو کبھی مصیبت کے وقت ڈوبنے سے بچا سکین - اسی اسٹیمر مین جسمین ہم سوار ہین صرف آٹھ کشتیان ہین جو زیادہ سے زیادہ دو سو آدمیون کی جانین بچا سکتی ہین اور اس جہاز مین تیرہ سو آدمی سوار ہین پس ظاہر ہے کہ اگر خدانخواستہ یہ جہاز ڈوبے تو گیارہ سو جانین ضایع ہوجائینگی اور ہم تو دو سو کی جانبری کی بھی امید نہین رکھتے کیونکہ ہر کشتی پر مسافر ٹوٹ پڑینگے اور جنکی جانین بچ سکتی ہین اُنکو بھی ڈبو دینگے اور خود تو ضرور ڈوبینگے

اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ بلا سامان کے جہاز پر چڑھنا کہا نتک خطرناک ہے۔ ضعیف العمر بیمار جو صدمات سفر دریا و خشکی کے متحمل نہ ہون جہاز پر چڑھنے سے بالیقین روکے جائین ۔ دیکھا جاے کہ جو جہاز کہ مسافرون کو سوار کراوے وہ کافی آسائش کے سامان رکھتا ہے مثلاً ۔(ا) ۔ ہر مسافر کے لیے کم سے کم نو نو فٹ مربع جگہ پر خطوط لگے ہین تاکہ نہ تو کوئی شخص زائد جگہ لے سکے نہ کم جگہ پر بیٹھنے پر مجبور کیا جاے ۔(ب) غسلخانے اور پاخانے اسان طریقے کے کافی موجود ہین ۔(ج) ۔ پمپ آب دریا کا مقامات مناسب پر کھلا ہوا ہے ۔(د) باورچیخانے کافی اور فراخ موجود ہین ۔(ہ) ۔ مقامات ۔ (ا) و (ب) و (ج) و (د) کے محاذی کافی جگہ موجود ہے تاکہ لوگون کو وقت آمد و رفت و نشست برخاست مین نہو ۔ (و) ۔ آب شیرین کی تقسیم کے واسطے بلحاظ کثرت مسافرون کے متعدد اور کافی مقامات بنے ہین ۔(ز) مسافرون کے جہاز مین ڈاکٹر و دوا موجود ہے اور مریضون کے لیے کوئی جگہ مثل شفاخانہ کے علحدہ رکھی گئی ہے ۔(ح) ۔ مسافرون کے اسباب رکھنے کے واسطے ایسی گنجایش رکھی گئی ہے کہ آسانی کے ساتھ اپنی ضروری چیزین مسافر لے سکین اور استعمال کر سکین ۔ وقس علیٰ ہذا ۔ فہرست حجاج کی جو ہند سے جہاز پر سوار ہوے مرتب ہونی چاہیے اور ایک نقل جدہ کے برٹش قنصل کے پاس پہونچنا چاہیے تاکہ وہ مقابلہ کر کے دیکھے کہ جو لوگ

گم ہین وہ اور اُنکا مال و متاع کیا ہوا - اور جو پہونچ گئے وہ آیندہ ملک عرب
مین خشکی کا سفر آسانی و فراخی کے ساتھ کر سکتے ہین ۔ جب سفر خشکی شروع ہو
تو کوئی افسر سرکاری مثل انسپکٹر کے قافلہ کے ساتھ رہ کر دیکھے کہ راستہ مین
کیا واقعات پیش آتے ہین اور مقامات مناسب سے اپنے روزنامچے
برٹش قنصل کے پاس بھیجا رہے -

وقت واپسی جدہ مین پھر فہرست پر جائزہ دیا جائے اور جو لوگ پہونچنے سے
باقی رہین اُنکے حالات دریافت ہون کہ وہ کیا ہوئے اور اُنکا مال و
متاع کیا ہوا -

۵ جولائی ۱۸۹۴ء یکم محرم ۱۳۱۲ھ
یوم خمیس - کراچی بندر

خدا خدا کر کے آج صبح کچھ پہاڑیون کا سلسلہ جانب شمال و مشرق نظر
آیا تھا جس سے امید ہوئی کہ اب کراچی بندر قریب آگیا لیکن کسی نے کہا ہے
کہ مرگ سے چھوٹا تو کھجور مین اٹکا وہی مثل ہوئی یعنی کراچی تو نو بجے سے
پہلے پہونچ گئے مگر دریا مین اسقدر پانی نہ تھا کہ جہاز جیٹی تک پہونچ سکتا آخرش
دو پہر تک مد کا انتظار کرنا پڑا دوپہر کو بھی اسقدر پانی کی باڑھ نہ تھی کہ جیٹی پر
جہاز جا لگتا تاہم جہاز قریب جیٹی کے جا لگا اور کراچی کے اُترنے والون کو
کشتیون پر اُترنا پڑا چونکہ میری رخصت عنقریب ختم ہونے والی ہے

مین نے بھی کرانچی مین اُترنا مناسب سمجھا اور آفتاب ڈوبنے سے ایک گھنٹہ پیشتر ریلوے اسٹیشن پر جا پہونچا جہان سے مین نے اپنے رشتہ دارون اور احباب کو خیریت کے تار بھیجے۔ اپنے ملک کی سرزمین پر پانون رکھتے ہی جی مین جی آگیا۔ کرانچی کے بہت سے لوگ اپنے رشتہ دارون اور احباب کو لینے جہاز پر دوڑے تھے اور اُنکو بڑی مسرت و خوشی کے ساتھ جہاز سے اُتار کر لائے اور گاتے بجاتے گھرون کو لے گئے اُسوقت اُنکی خوشی قابل دید تھی۔ کرانچی بندر ایک خوشنما اور وسیع بندرگاہ ہے اور آبادی اسکی اب بہت بڑھ گئی ہے یہان کی صفائی اور رونق قابل دید ہے۔ مکہ معظمہ و جدہ مین ایام حج مین جو کمی صفائی کی ہے وہ یقیناً اسوجہ سے زیادہ تر ہے کہ اُن شہرون مین بہت سے لوگ جو مکان کرایہ پر نہین لے سکتے گلیون مین پڑے رہتے ہین اور ہر قسم کی غلاظت کرتے ہین مگر کوئی پرسان حال نہین ہوتا یہ ایک قدرتی امر ہے کہ ہوا مکہ کی گرم و خشک اور زمین ریتلی ہے اور پانی نہایت ٹھنڈا ہے اسی وجہ سے بیماری کم ہوتی ہے ورنہ ہیضہ کا وہان پھیلنا کوئی تعجب خیز امر نہین ہے۔

۶ - جولائی سنہ ۱۸۹۴ع ۲ - محرم سنہ ۱۳۱۲ھ

یوم جمعہ

بعد نو بجے شب کے مین ڈاک گاڑی مین سوار ہوا اور خوب جی بھر کر

سویا دوپہر کو ہماری گاڑی سکھر پہونچی اور دریاے سندھ کو وہان عبور کیا۔ ریل
اس دریا کے کنارے کنارے جاری ہے۔ آج کل یہ دریا خوب طغیانی پر
ہے اور اسکا سیلاب ریلوے کے دونون جانب ہے جدھر دیکھو پانی کا
فرش نظر آتا ہے اور یہ حالت البتہ ریلوے کے واسطے مخدوش ہے
پل آہنی اس دریا کا عجب صنعت سے باندھا گیا ہے اور قابل دید ہے۔

۷ جولائی ۱۸۹۴ء ۳ محرم ۱۳۱۲ھ

یوم سبت

آج صبح کی نماز ملتان مین آکر پڑھی یہ دیار سرسبز و شاداب ہے اور
جون جون ریل لاہور کے قریب پہونچتی جاتی ہے سرسبزی و خوشنمائی
بڑھتی جاتی ہے۔ دو بجے دن کو لاہور پہونچے۔ افسوس ہے کہ اتنی مہلت
نہین ہے کہ ایک نظر پھر اس شہر کو چل پھر کر دیکھ لون جسمین ٹھیک بیس برس
گزرے کہ مین ڈاکٹری پڑھتا تھا۔ اسطرف جا بجا فصل خریف بودی گئی ہے
اور بعض بعض کھیت خوب لہلہا رہے ہین۔ آج دوپہر کے بعد سے بارش شروع
ہوئی اور شام تک برابر بارش ہی ملا کی۔

۸ جولائی ۱۸۹۴ء ۴ محرم ۱۳۱۲ھ

یوم احد

آج بھی خوب بارش ہو رہی ہے۔ دن نکلتے ہوئے ہمکو نجیب آباد ملا

جسمین بعض پٹھان اچھی نسل کے آباد ہین ۔

۹ جولائی ۱۸۹۴ع ۵ محرم ۱۳۱۲ھ

یوم اثنین مقام گونڈہ

یہ دن میرے سفر کا آخری روز ہے ۔ صبح مجکو فیض آباد مین ہوئی اور چونکہ گھاگھرا کے عبور کرنے مین ہنوز کچھ عرصہ باقی تھا مین نے اِسکو غنیمت سمجھا اور چاہا کہ اجودھیا جی کی سیر مین اپنے وقت کو صرف کرون یہ ایک بہت بڑا معبد اہل ہنود کا ہے اور بہت پُرانا شہر ہے ۔ جدھر دیکھو مندر ہی مندر بنے ہین ۔ یہ شہر خوب آباد ہے ۔ اچھے اچھے ہندو فقیر اب بھی یہان موجود ہین ۔ شہر کی رونق کو آنریبل مہاراجہ پرتاب نرائن سنگھ صاحب تعلقدار اجودھیا کی اولوالعزم اور ہر دل عزیز طبیعت نے بہت کچھ فروغ دے رکھا ہے ۔ ایک محل سرا خوش قطع اور عظیم الشان تیار ہو رہی ہے جسکا نام راج محل رکھا گیا ہے جسمین ہر قسم کی آسایش اور منظر مد نظر رکھے گئے ہین جا بجا تفریح کے مقامات بنائے گئے ہین اور حوالی مین باغ عجیب وغریب گل و بوٹے کے لگائے گئے ہین ۔ خوشنما حوض اور فوارہ مقامات موزون پر کھودے گئے ہین ہر مقام کے نام جدا جدا تجویز ہو کر بزبان سنسکرت سنگ مرمر پر کندہ ہو کر لگائے گئے ہین ۔

پانی کی چادرین عجب خوش آیندہ طرز پر کہین کہین چلائی گئی ہین ایک

لائبریری جناب کرنل فنڈل کری صاحب بہادر کمشنر کے نام سے کھولی گئی
ہے جسکے واسطے ایک بنگالی کلکتہ سے بلا کر نوکر رکھا گیا ہے۔ اِس لائبریری کی
ابھی ابتدا ہے لیکن یقین کیا جاتا ہے کہ یہ لائبریری جلد تر مکمل ہو گی اور اسکا
فیض دور تک پہونچے گا محل سرا کے آگے ایک عمدہ بازار کا طرز ڈالا گیا
ہے اور اسکی دکانیں بنتی جاتی ہین۔ اِس بازار کے تیار ہو جانے پر اجودھیا
کا مقام یقیناً اپنی پُر رونقی پر ناز کر اُٹھے گا۔ یہ بازار بہت ہی عمدہ موقع پر
واقع ہوا ہے اور ہنومان گڑھی کو جو بہت ہی بھاری معبد ہے اِس جگہ
سے سیدھی سڑک گئی ہے۔

حسن اتفاق سے مہاراجہ بہادر سے بھی مجکو نیاز حاصل ہوا اور مین
نہین کہہ سکتا کہ کسقدر مسرت مجکو اُنکے دیکھنے سے ہوئی تین مہینے کامل سفر
خشکی و تری کے بعد یہ پہلی شفیق صورت تھی جسکے مجکو درشن ہوے ورنہ مین تو
احباب کی صورت دیکھنے کو ترس گیا تھا۔ الغرض اسٹیمر چھوٹنے کا وقت آپہونچا
اور مین اجودھیا جی سے رخصت ہو کر گھاگھرا پار پہونچا اور اپنے ضلع کی
ریل پر چڑھ کر گونڈہ پہونچا۔ اور ہزار ہا شکر اُس جامع المتفرقین کے کیے
جسنے خیر و عافیت سے مجھے میرے بچون سے ملایا گھر مین سنئے
سرے سے عید ہو گئی۔ اِسمین تو کوئی شک نہین ہے کہ سفر حجاز سے لوٹنا نئے
سرے سے زندگی پانا ہے۔

سائین کا گھر دور ہے جیسے لمبی کھجور
چڑھے تو چاکھے پریم رس گرے تو چکنا چور

خاتمہ

سفر حجاز مین جو جو ضروری سامان سفر درکار ہوتا ہے اُسکو اکثر بزرگون نے اپنی اپنی کتابون مین پوری شرح و بسط کے ساتھ درج فرمادیا ہے اور مجکو چندان اُسکے ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی مگر اکثر احباب نے مجھسے اسکا اصرار فرمایا کہ مین بھی حسب ضرورت اُسکو لکھدون چنانچہ اپنے تجربہ کے لحاظ سے حسب فرمائش احباب تمامۂ سفرنامہ بر ذیل مین اُسکا ذکر کرتا ہون ۔ مخفی نہ رہے کہ ۹۔ اپریل ۱۹۰۳ء سے ۹ جولائی ۱۹۰۳ء تک مین سفر مین رہا ہون یعنی تین چہارم گرمی اور ایک چہارم بارش میرے کل زمانۂ سفر کے حصص ہین اور اُسی لحاظ سے سامان سفر کا بالعموم ذکر کرسکونگا البتہ ایسی بھی بہت سی باتین ہونگی جو ہر موسم کے سفر مین کارآمد ہونگی اور اُنکا انتخاب حسب ضرورت عازمان سفر خود فرماسکتے ہین ۔

(۱) استطاعت

سفر اختیار کرنے سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا ہمکو اتنی استطاعت باقی ہے کہ سیرچشمی کے ساتھ ہم روپیہ خرچ کرسکینگے اور اتفاقی ضروریات پیش آجانے کی وجہ سے تردد مین نہ پڑینگے نہ قرض لینے کی یا ششش و پنج مین

پڑنے کی ضرورت ہوگی نیز اینکہ اگر دولت کی طرف سے اطمینان ہے
تو اطمینان قلبی بھی ہمکو حاصل ہے۔ شرما شرمی نہین بلکہ ذوق وشوق کے ساتھ
سفر حجاز اور فرض حج ادا کرنا چاہتے ہین۔

(۲) رفیق

جب استطاعت سفر موجود ہو تو رفیق کی تلاش اشد ضروری ہے
اور اس سفر مین ایک رفیق سے کام نہین چلتا بلکہ جسقدر رفیق زیادہ اُسیقدر
اطمینان۔ و دلجمعی زیادہ کم سے کم چار شخص رفیق ہون تو گویا ہر جگہ پنج موجود
ہین۔ رفاقت جب کسی کی کیجاوے تو رفیق پر نظر کرنے سے پہلے اپنے اوپر
نظر کر لینا چاہیے کہ ہم اپنے رفقا کی کیا خدمت کر سکینگے۔ اور اُنکے درد
دُکھ کے کہانتک کام آوینگے۔ اگر اپنے آپ مین رفاقت کی قابلیت
نہین تو یقیناً سفر کی قابلیت نہین۔ اسکے بعد رفقا پر نظر کرنا چاہیے کہ
اگر ایک اُنمین سے کوئی خاص مدد وقت ضرورت کے نہین پہونچا سکتا
تو دوسرا یا تیسرا یا چوتھا پہونچا سکتا ہے یا نہین اور اگر کوئی قابلیت امداد کی
کسی مین نہین تو بھی سفر کا خیال عبث ہے۔ رفیق سچے اور پکّے ہونا چاہیین
جو ہر حال مین شریک ہون۔

(۳) خرچ

روپیہ خرچ کے واسطے صرف بقدر اپنی ضرورت ہی کے نہ لینا چاہیے

بلکہ اتنا لینا چاہیے کہ وقت ضرورت کسی دوسرے کے کام بھی آسکے
اور جسکو پاک و صاف طبیعت کے ساتھ بلا خیال قرض کے عازم حج
دے سکے۔ روپیہ لیجانے کی صورتین مختلف ہین جسکو جسمین آسانی ہو وہ اختیار
کرنا مناسب ہے حج سے پیشتر انگریزی نوٹون کے خریدار ہندی
سوداگر مقیم مکہ بہت مل جاتے ہین مگر بعد حج پورے داموں پر نوٹ
کا چلنا ذرا سا تکلف پیدا کرتا ہے۔ سکہ چاندی و سونے کا ہاتھون ہاتھ
چلتا ہے اور کسی ملک کا سکہ چلنے سے نہین رکتا اگرچہ کسی قدر بٹہ پڑجاے
جن لوگون کے پاس کثرت سے روپیہ ہو وہ بمبئی و جدہ مین باآسانی
مہاجن پیدا کرسکتے ہین اور برٹش وائس قنصل سے جاکر مشورہ لے سکتے
ہین۔ چھوٹے سرمایہ والے اپنا اپنا روپیہ پیسہ مختلف طور پر مختلف
مقامات پر رکھنے سے مطمئن ہوسکتے ہین۔ کیونکہ ایک مقام کی رقم اگر
چوری بھی جاوے تو دوسرے مقام کی رقم انکو مطمئن رکھے گی بعض اپنے
صندوق مین بعض کمر مین بعض کسی رفیق کے پاس رکھتے ہین بہتر ہو کہ اپنے
سرمایہ کو ہر جگہ تھوڑا تھوڑا رکھین[1]۔

---

[1] گورنمنٹ ہند نے ۱۹۲۳ء مین (رزولیوشن نمبری 142-22/1 مورخہ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۲۳ء ڈپارٹمنٹ ملاحظہ طلب) کک اینڈ سن کمپنی کے ساتھ ہمارا انتظام واسطے عازمان حج کے فرمایا تھا اور کمپنی موصوف نے علاوہ خبرگیری جمیع اقسام متعلق سفر یا حاجیان کے حجاج کے زرِ امانت رکھنے کا بھی انتظام کیا تھا مگر افسوس ہے کہ وہ انتظام بعد انقضاے میعاد مذکورہ نہ چلا اور نہ معلوم کیا اسباب ہوئے کہ اسکو ترقی کے پیش ہونے ورنہ حجاج کو اپنے زر روپیہ کی حفاظت کا پورا اطمینان تھا۔

(۴) غذا

اپنے وطن سے ایسی چیزین جو چھ مہینے تک بھی رکھنے سے خراب نہون اور جو ایسی ہون کہ بھوک کے وقت کام آسکین بقدر ضرورت وحاجت ساتھ لینا چاہیین مثلاً بسکٹ۔ کھجورین۔ خمیری سوکھی روٹیان یا شیرمال۔ تھوڑی وہ جنس جسکے کھانے کا معدہ ہمیشہ عادی ہو جیسے گیہون کا آٹا دال چانول۔ گھی۔ یقیناً ساتھ ہونا چاہیے اور ان چیزون کا استعمال وہی موقعون مین کرنا چاہیے ایک تو اُس صورت مین جبکہ جنس کسی مقام پر ملتی نہو۔ مثلاً جہاز پر دوسرے ایسے موقع پر جہان معدہ مین کوئی ذرا سا بھی نقص معلوم ہوتا ہو۔ یا جی کو رغبت وطن ہی کی جنس سے ہو معدہ کو رفتہ رفتہ خوگر عرب شریف کی غذا کا کرنا چاہیے۔ دفعتاً کوئی غذا پیٹ بھر کر غیر ملک کی کھانا البتہ فساد پیدا کریگی۔ جن جہازون پر کھانے کی ذمہ داری مالکان جہاز نہین کرتے اُنپر اسقدر جنس اپنے ساتھ رکھ لینا چاہیے کہ جو کم سے کم پانچ ہفتہ کو کافی ہو اور جدہ تک فراغت سے پہونچا دیوے مرغ بھی بقدر حاجت جہاز پر رکھ لینا چاہیین۔ انڈے بھی اِس احتیاط سے ساتھ لینا چاہیین جو جہاز پر نہ تو خراب ہون نہ ٹوٹین۔ اگر انڈے احتیاط سے رکھے جاوین اور ٹوٹین نہین تو دیر تک جہاز مین نہین بگڑتے بعض لوگ اُنکو خوب اُبال کر رکھ لیتے ہین اور بعض نمک کے ساتھ رکھتے ہین تا کہ خراب نہ ہون مگر

میرے تجربے مین تو صرف آنکی اسی قدر حفاظت درکار ہے کہ وہ صدمہ
نہ پاوین - آب شیرین وہمیشہ ہر جہاز پر ملتے ہین - بہت بڑی احتیاط کامران
کے مقام پر کرنا لازم ہے - اکثر لوگ وہان کی مچھلیان دیکھ کر للچا جاتے ہین
اور وہ شدت سے گرم ہوتی ہین اور اسہال پیدا کرتی ہین برسات کے
دنون مین جو غذا وطن مین مفید ہوتی ہو اُسی کا استعمال بحالت سفر دریا رکھنا
سودمند ہوگا کیونکہ بالکل مرطوب ہوا سے رات دن واسطہ ہوگا اور بمبئی
سے لیکر جدہ تک یہی حال رہیگا - جدہ کے بعد جون جون سفر خشکی کا جانب
مکہ معظمہ ہوگا گرم وخشک آب وہوا ملتی جاویگی - اِسکا لحاظ رکھنا چاہیے کہ جو آٹا
بمبئی کی کل کا پسا ہوا جدہ ومکہ معظمہ مین فروخت ہوتا ہے وہ میرے نزدیک اچھا
نہین ہے - اگر خاص عرب کا پسا ہوا آٹا خریدا جاوے تو وہ بہت ہی عمدہ ہے - یا
اپنکہ خاص اہتمام کے ساتھ پسوایا جائے تاکہ گیہون کے تمام اجزا اُسمین موجود ہون
اور صرف میدہ نہ رہگیا ہو - اکثر نگاہ آٹے کی شناخت مین غلطی کرتی ہے اور
باریک اور سفید کو عمدہ سمجھتی ہے - اگر آٹے کی جگہ بمزید احتیاط سوجی یعنی روے
کا استعمال کیا جاوے تو سب سے اچھا ہے اور یقیناً اِس سے کوئی خلش
معدے کو نہ ہوگی - ہان اِسکا بڑا لحاظ رہے کہ جہانتک ممکن ہو تا قیام ملک عرب
کے خمیری اور تنوری روٹیان پکا کر کھانا مناسب ہین - اگر بمبئی کا آٹا ہی ملے
اور اُس سے اچھا نہ مل سکے تو آسکے پراٹھے پکوا کر کھانا کوئی نقصان نہ دینگے

یعنی جب وہ آٹا گھی مین بھون دیا جاویگا تو ضرر نہ پہونچا دیگا لیکن ہر وقت پراٹھے بھی نفع نہ دینگے ضرور ہے کہ سادی اور زود ہضم غذا کا استعمال کیا جاوے گوشت دنبہ کا اکثر اہل ہند کو ناموافق آتا ہے اُسکے واسطے تین تدبیرین عمدہ میرے تجربے سے گذرین ایک تو یہ کہ اُسکا پلاؤ پکوا کر کھایا جاوے اور بوٹی نہ کھائی جاوے۔ دوسرے یہ کہ خوب گلا کر اُسکا شوربہ صرف کھایا جاوے اور بوٹی نہ کھائی جاوے۔ تیسرے یہ کہ ترکاری ڈال کر پکایا اور کھایا جاوے مگر خالی گوشت کا یا اُسکے کبابون کا استعمال ضرور خوف دلانیوالا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ گوشت کا بالکل ترک کر دینا بھی مناسب نہین ہے ورنہ طاقت گھٹتی جاویگی۔ جدہ سے آگے بڑھنے پر بھوک بھی بڑھتی معلوم ہوگی بلکہ مکہ معظمہ مین پہونچ کر معمولی اوقات سے تجاوز کرنے کی نوبت پہونچے گی اور بجاے دو بار کے تین بار کھانا کھانے کو جی چاہے گا۔ ایسی صورت مین کھانا تو دوہی وقت کھانا چاہیے لیکن تیسرے یا چوتھے وقت جس طرف طبیعت رغبت کرے کوئی ہلکی غذا مثل چاے بسکٹ کے کھانا مفید ہوگا۔ اِس ملک کے تربوز خربوزے کوئی نقصان نہین پہونچاتے۔ اور بہت خوشگوار ہوتے ہین۔ چاے کا پینا اِس تمام سفر مین خواہ جہاز پر خواہ خشکی مین بہت ہی مفید ہے۔ چاے ملک عرب مین جدہ و مکہ مین بالعموم بلا دودھ کے پیتے ہین اور یقیناً بلا دودھ ہی کی چاے

مفید بھی ہے جیسا کہ مجھ کو خوب تجربہ ہوا چاے کے بغیر تو سفر ہی شروع نہ کرنا چاہیے۔ کامران کا پانی نہایت خراب ہے وہاں تو دن مین تین چار بار چاے پینا مناسب ہے۔

مصالحہ ہر قسم کا پسا ہوا بقدر ضرورت ساتھ لینا مناسب ہے اور اگر ایک کھرل یا اوکھلی مصالحہ وغیرہ پینے کی غرض سے ساتھ رکھ لیجاوے تو اور بھی اچھا ہے۔ پیاز کا استعمال بالخصوص بمبئی سے لیکر جدہ تک تو نہایت ہی مفید ہے اور میرا تو یہ قول ہے کہ اگر پیاز کچی خالص یا چٹنی مین یا اچار مین یا پختہ گھی کی بھونی یا اور طور سے کھانے مین پڑے اور کھائی جاے تو امراض کو دفع کرتی رہتی ہے اور قوت بخشتی رہتی ہے۔

چٹنی۔ اَچار۔ املی لیمو۔ سفر دریا مین عجب خوش ذائقہ اور مفید معلوم ہوتے ہین۔

ہر حال مین یہ اصول مد نظر رکھنا لازم ہے کہ ہمیشہ معدہ کسی قدر خالی رہے اس سے دو فائدے ہین اول تو تندرستی قائم رہتی ہے۔ دوسرے مرض پاس نہین آتا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے۔

اندرون از طعام خالی دار	تا درو نور معرفت بینے

(۵) دوا

جہانتک مجکو تجربہ ہوا صرف تین بیماریان بالعموم مین نے پائین

ایک تو پیچش - دوسرے اسہال - تیسرے بخار - ہان جہاز مین ایک
اور بھی عارضہ جہاز کی جنبش سے پیدا ہوتا ہے جس سے قے ہوتی ہے
اور سر گھومتا ہے - مگر وہ عارضہ صرف جہاز کی جنبش سے ہے اور اُسکا کوئی
علاج نہین نہ اُسکو علاج کی حاجت جیسے کہ وہ فوراً شروع ہو جاتا ہے
ویسے ہی فوراً رفع بھی ہو جاتا ہے - البتہ لوگ اس سے پریشان ہوتے
ہین اور دوا ڈھونڈھتے ہین تو دراصل دوا اس عارضہ کی تو صرف سکون
ہے مگر تسکین بیمار کے واسطے ترشی کا استعمال کراتے ہین جہاز مین بلحاظ
رطوبت ادرک کا چورن خوشگوار اور مفید ہوتا ہے - سونف اور اسبغول ایسی
عمدہ دوائین ہین جو پیچش اور اسہال اور بخار سب کو نافع ہین اور بلا تردد بھی
ہین - اِنکے علاوہ جس شخص کو جس دوا سے نفع پہونچا کرتا ہو وہ اسکو اپنے ساتھ
رکھنا لازم ہے -

(۶) ظروف

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اُسکو اپنی ذاتی ضرورت کے لحاظ سے کیا کیا شئے
درکار ہوگی - مین صرف اسیقدر یہان بیان کرنا چاہتا ہون کہ وُہ ظروف
ساتھ رکھے جاوین جو صدمہ کھا کر بھی نہ ٹوٹین اور کام دیتے رہین - مثلاً
لوہے اور تانبے کا برتن یا اِنیمل جو شل چینی کے برتنون کے خوشنما ہین
اور پاک صاف رہتے ہین - دیگچیان ایسی ساتھ ہونا چاہیین جو جگہ کم

روکین اور فراخ ہون او سایک کے اندر ایک تہ بہ تہ آتی چلی جائین. چاء کا
سامان پورا ساتھ ہونا لازم ہے - آہنی چولھا بھی بڑی کار آمد شے ہے -
ڈول خواہ چمڑے کا ہو خواہ لوہے کا خواہ کپڑے کا مع ڈوری کے اور
مشک ضرور ہمراہ ہونا چاہیے - مشک کی جگہ اور ظروف بھی مثل پیپہ
چوبین یا ٹین کے کار آمد ہو سکتے ہین مگر مشک سب سے اچھی چیز ہے -

(۷) پوشاک

یہ اپنی اپنی طبیعت پر موقوف ہے کہ پوشاک مین کس کپڑے کی زیادہ
اور کس کی کم ضرورت ہوگی لیکن یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ مہینے بھر مین اگر
ایکبار بھی دھوبی ملے یا ایک بار ایک مہینہ کے عرصہ مین کپڑے
دھل سکین تو بھی کپڑے بدلنے مین اور پاک صاف رہنے مین تکلف پیدا
نہ ہو یعنی اسقدر کپڑے ساتھ مین ہونا چاہیین کہ اگر مہینہ بھر تک بھی
دھولانے کی نوبت نہ پہونچے تو بھی پرواہ نہ ہو - اور نیز اینکہ چھ سات مہینہ تک
کے واسطے کافی ہون - میرے نزدیک رنگین کپڑا استعمال کرنا مناسب
نہین کیونکہ اسکی کثافت کو آنکھ نہین پکڑ سکتی - لنگی - چادرین - دُلائیان - اور
ایک آدھ تھان خاصہ یا لنکلاٹ کا جو اٹھارہ گرہ کا عرض رکھتا ہو ضرور
ساتھ رکھنا چاہیے -

باوجودیکہ گرمی مین سفر ہوتا ہم ایک توس یا لوئی یا شال یا الوان کا

چادر اور ایک آدھ جوڑا اونی بالیقین ساتھ لینا چاہیے۔ کوئی سامان اِس قسم کا کہ جو وقت غارت ہونے جہاز کے ڈوبنے سے بچا سکے ہمراہ لینا چاہیے۔ آج کل عمدہ عمدہ ایجادین ہو رہی ہین اس قسم کے کوٹ ملتے ہین جسکو پہننے سے انسان ڈوبنے سے بچ سکتا ہے یا ایسے بیلٹ ہین جنکو کمر مین لگانے سے دریا مین نہین ڈوبتا۔ بنادر مین تلاش سے یہ سامان مہیا ہو سکتا ہے۔ انگریزی اسلیپر یا ہندوستانی جوتہ جس سے پشت پانہ ڈھنکے ساتھ رکھنا چاہیے کیونکہ احرام باندھتے وقت اُسکے پہننے کی ضرورت ہوتی ہے اور اہل ہند یلملم کے برابر جاکر احرام باندھتے ہین اور جہاز پر اُنکو احرام باندھنا پڑتا ہے۔

(۸) فرش

حسب حیثیت ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اُسکو کیسے فرش کی ضرورت ہوگی ٹاٹ سے لیکر نفیس قالین تک اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔ چونکہ جس ملک مین سفر ہوتا ہے وہ ریتیلا ملک ہے بس کوئی فرش خراب نہین ہوتا تاہم یہ مناسب ہے کہ ہلکے خوشنما ٹاٹ کے ٹکڑے جو چھپے ہون (یعنی جنپر جانماز نہ چھپی ہو) بلکہ سادے ہون الا خوشنما خطوط جنپر پڑے ہون کم سے کم چار گز لنبے اور دو دو گز چوڑے رکھ لیے جائین یہ سب سودمند ہوتے ہین۔ پلنگ اور کرسیان کینوس کی ٹوٹ کی بشرط حاجت ساتھ لیجا سکتے ہین

کل کا ساتھ رکھنا بہت ہی مفید ہے اور اُسکا استعمال بہت سی ضرورتون پر
ہوسکتا ہے اور امیر غریب دونون کے کار آمد ہے۔

(۹) متفرق

سفر مین سب کے ساتھ لطف و مدارات سے پیش آنا چاہیے۔
لڑائی جھگڑے سے پرہیز مصالحت کرنے اور صلح کرانے پر ہمیشہ مستعد
دوسرون کی حاجت روائی مین ہمیشہ سرگرم رہنا چاہیے۔

جہاز یا مقام قرنطینہ یا کسی اور مقام پر اپنے پانوٗن سے چلنا پھرنا کسی
نہ کسی طرح سے ضرور جاری رکھنا چاہیے۔ چلنا پھرنا تندرستی کے واسطے
ازبس مفید ہے کسی شے کا عادی ہوجانا انسان کو سفر مین بہت تکلیف
دیتا ہے پس جو لوگ جس شے کے عادی ہین اُسکا اُنکو اہتمام معقول
کرلینا لازم ہے حقہ پینے والون کو چاہیے کہ ایسے مضبوط حقے مع
پورے سامان کے اپنے ساتھ رکھین جو ٹوٹین نہین یا ٹوٹنے پر
اُنکا علاج ہوسکے چلمین مٹی کی بہت بڑی حفاظت چاہتی ہین۔ خاص
عرب مین مثل ہندوستان کے کوئی حقہ نہین پیتا البتہ بعض ہندی جو
پیتے ہین وہ اپنا خاص اہتمام کرتے ہین۔ یہان کے مانند حقے اور
چلم اور تما کو عرب مین نہین ہین پس حقہ پینے والون کو وہان تکلیف ہوتی
ہے اگر ایک آدھ شخص وہان تماکو ہندوستان کے طرز پر بناتا ہے

تو وہ بہت گران فروشی کرتا ہے اور ہمیشہ یقینی خراب اور آمیزش کا تماکو ہوتا ہے
مین نے ایک ہی شخص کو تمام مکہ مین دیکھا کہ وہ بجاے گڑ کے کھجور سے تماکو
بنا کر مین روپیہ سیر بیچتا تھا مگر وہ کسی کام کی تماکو نہ تھی - مین خود تو حقہ نہین پیتا
مگر اپنے رفقا کو دیکھ کر کہتا ہون - آج کل مکہ شریف اور جدہ مین بھی چرٹ اور
پائپ پینے کا کثرت سے رواج پھیل گیا ہے اور اُنکی خرید و فروخت بھی یہان
کثرت سے جاری ہے علاوہ ازین یہان کے لوگ سوکھی تماکو قلیان مین
پیتے ہین اور یہ قلیان جسمین ہندی تماکو واقعی نہین پی جاتی ہر قہوہ خانہ مین
جابجا کثرت سے موجود ہین پس اگر حقہ پینے والے چرٹ و پائپ و سوکھی تماکو پر
قناعت کر سکین تو بہت آسانی سے وہ اپنی طلب بجھا سکتے ہین - پان تماکو بھی
عرب نہین کھاتے لیکن جو ہندی یا ہندی النسل ہین وہ خشک پانون کا استعمال
کرتے ہین - اور یہ پان ڈھولی کی ڈھولی خشک ہو کر ہندوستان سے جاتے
ہین اور مکہ معظمہ مین فروخت ہوتے ہین ذرا سی نم دینے سے یہ پان تہ در تہ
کھل جاتے ہین اور مردہ پان کی طرح معلوم ہوتے ہین - یہ تو ناممکن ہے
کہ سبز پان کا مزا آئے مین ہو لیکن جی کی تسکین (پان کھانے والون سے سُنا گیا
ہون) ہو جاتی ہے -

سفر مین ایک بکس ٹین کا ہو یا لکڑی کا مگر جو مستحکم بنا ہو اور محفوظ ایسا ہو کہ
ہوا بھی نہ جا سکتی ہو ضرور ساتھ لینا چاہیے اور اشیا ذیل جنکی بار بار

حاجت ہوگی ضرورت کے موافق اسمین رکھ لینا چاہیین - یہ واضح رہے کہ سمندر کی ہوا سے لوہہ پر زنگ بہت جلد دوڑتا ہے اور چیزین خراب جلدی ہوتی ہین - لہذا جسقدر ایسی بگڑنے والی چیزین ہون وہ خوب بندیکا ہوا سے محفوظ رہنا چاہیین -

(۱) کاغذ - قلم - داوات - پنسل -

(۲) لفافے سادے جو کامران و اسکے بعد سے اور لفافے ٹکٹدار و ٹکٹ جو عدن تک - وطن کو خطوط بھیجنے کے کام آوینگے -

(۳) قلم تراش - چاقو کلان - مقراض خرد - اُسترا -

(۴) سوئی - ڈورا - بٹن مع رنگ حسب خواہش -

(۵) کنگھا -

(۶) عینک سبز یا آسمانی یا دخانی جس سے وقت تابش آفتاب سمندر پر اچھی طرح سے دیکھ سکین اور آنکھون کو کوئی ضرر نہ پہونچے -

(۷) یادداشت کی کتاب سادی مع پنسل کے جسمین روزمرہ کا حساب کتاب و یادداشت ضروری درج کیجاوے -

(۸) جنتری سنہ دوان کی -

(۹) کتاب جسمین ضروری مسائل و جمیع ارکان حج و ضروری دعائین درج ہون -

(۱۰) کافور اور کوئی خوش آیندہ عطر کی بھری شیشی۔

(۱۱) جیبی گھڑی اگر استعمال مین ہو۔

(۱۲) وہ کارآمد چیزین جنکی عادت پڑی ہو۔ مثلاً ناس دانی۔ دو خلال کے تنکے سرمہ دانی۔ مسواک تسبیح۔ وغیرہ۔

علاوہ اُن چیزون کے جنکا ذکر اوپر ہوچکا بعض اور متفرق چیزین ہین جو کارآمد ہین اور جنسے اکثر اوقات سابقہ پڑیگا وہ یہ ہین۔

چھڑی۔ چھتری۔ لالٹین پنکھا دستی۔ ایسے ہتھیار جو آتش فشان نہ ہون (کیونکہ گورنمنٹ ترک اُنسے مزاحمت کریگی) لیکن جو ہاتھ چڑھے ہون ضرور ساتھ رکھنا چاہیین۔ ایک متوسط حیثیت کا شخص میرے نزدیک کفایت کے ساتھ آٹھ سو روپیہ نقد مین ہندوستان سے جاکر حج و زیارات سے فارغ ہوکر لوٹ سکتا ہے۔ اور اگر وہ خادم بھی لیجانا چاہتا ہے تو بحساب پانچسو روپیہ فی خادم کے اُسکو اور زیادہ لینا چاہیے۔ امرا کے واسطے کوئی حد معین نہین کیجا سکتی جسقدر چاہین صرف کرین۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ روپیہ کے توڑانے مین جابجا دقتین پیش آتی ہین بلکہ حرج ہوجاتا ہے اسلیے بقدر گنجائش و ضرورت ریزگاری یعنی دوانی چوانی دُاٹھنی اپنے ساتھ رکھکر لیجاوین۔ دوانی چونی کا زیادہ صرف پڑتا ہے۔ سفر مین ساتھ لیجانے کی اشد ضروری چیزین تو بیان ہوچکین اب اُنکا ذکر کردینا مناسب ہے

جنکا وطن مین چھوڑ جانا لازم ہے۔ سفر حجاز شروع کرنے سے پہلے جسقدر
اپنے وابستگان ہون اُنکی معاش و پرورش کا انتظام جہان تک کہ عازم
سفر پر واجب ہو کر دینا چاہیے۔ خانگی معاملات مین جو جو امور کہ عازم
کی ذات پر موقوف ہون اُنکا تصفیہ کر دینا لازم ہے۔ جو جو امور لایق
وصیت سمجھے جاوین وہ بطور وصیت کے لکھ پڑھ دینا یا کہہ سن دینا چاہیےین
کوئی معاملہ اِس نیاد پر نا تمام نہ چھوڑ جانا چاہیے کہ لوٹ کر آؤنگا تو کرونگا
جسوقت سفر کو شروع کرے یقینا سفر آخرت اُسکو سمجھے دوست کو اپنا دوست
اور دشمن کو دوست بنا کر جاوے۔

مین نے بہت سے لوگون کو مکہ معظمہ مین پہونچ کر اپنے وطن کی
خبر سننے کا از حد مشتاق پایا اور اُنکا اضطراب مین نے کبھی رفع ہوتے
نہ دیکھا انھون نے اپنے گھر والون کو نہ تو کوئی اپنا پتہ بتایا تھا نہ کوئی ہدایت
کی تھی۔ کہ کیونکر اور کہان خطوط بھیجے جاوین پس عازمان سفر حجاز کو
لازم ہے کہ گھر چھوڑنے سے پہلے اپنے احباب کو یہ ہدایت کر دوین
کہ ہفتہ وار خطوط اُنکو مکہ معظمہ بن فلان مطوف یا فلان پتہ سے بھیجے
جاوین یا اینکہ صرف حرم شریف کا پتہ لکھا جائے۔ جن لوگون کا کوئی
شناسا نہین ہے اُنکے لیے محض حرم شریف کا پتہ کفایت کرتا ہے۔
وہان کے ڈاک خانہ سے چٹھیان حجاج کو تقسیم نہین ہوتین ڈاک خانہ مین

پڑی رہتی ہین اور حاجی خود جاکر اپنی چٹھی ڈھونڈھ لیتا ہے ہندوستان
سے تو اطمینان کے ساتھ بلا رجسٹری کے خط پہونچ جاتے ہین لیکن مکہ معظمہ
سے بلا رجسٹری کے بعض اوقات گم ہوجاتے ہین پس اولیٰ تو یہ ہے کہ
جانبین سے رجسٹری ہی کے خطوط بھیجے جاوین میرا ایک پمفلٹ جسمین
مین نے ایک جزا پنے سفرنامہ کا مکہ معظمہ سے بذریعۂ اپنے مطوف کے
رجسٹری کرا کے بھیجا تھا مطبع اودھ اخبار مین نہین پہونچا اور مجھ کو مکرر اپنی
یادداشت سے نقل کرکے بھیجنا پڑا۔ اِس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ
خطوط کی روانگی مین خود توجہ کرنا چاہیے اور محض مطوفون پر یا ملازمون پر
نہ چھوڑ دینا چاہیے۔ حرم شریف سے ڈاک خانہ بالکل متصل ہے۔ اور
باب ابراہیم سے دس بارہ ہی قدم مشرق کی جانب ہے پس دس بارہ
قدم کی تکلیف کے لحاظ سے ایک اندیشہ مول لینا اچھا نہین مین نے
تو اکثر اپنے خطوط خود جاکر تلاش بھی کیے اور روانہ بھی کیے۔ میرے
خانگی خطوط کوئی بھی گم نہین ہوے۔ اِس قلیل زمانے کے سفر مین جو
جو امور پیش آتے گئے وہ واسطے آگاہی عازمان حج کے مین لکھتا گیا۔
لیکن ہنوز دل مین یہ تمنا باقی ہے کہ بشرط زندگی ایک بار اُس دیار کا اور
سفر کرون اور حج بھر کے سفر کردن۔

اس سفرنامہ کے پڑھنے والون سے یہ التجا رکھتا ہون کہ خطا و نسیان سے

چشم پوشی فرماکر میرے حق مین خاتمہ بالخیر کی دعا فرمامین۔

بس از ما همین گل وہد بوستان
نشینند با یکدگر دوستان

فقط

راقم مرزا عرفان علی بیگ
ازمقام گونڈہ - ۲۵ - اگست سنہ ۱۸۹۴ء

قطعۂ تاریخ از مرزا عرفان علی بیگ صاحب متخلص بہ عارف مصنف سفرنامۂ حجاز

چو آمد بہ تکمیل این نامہ نامی	مشرف و مقبول گشت و گرامی

پے سال تصنیف و طبعش ز عارف
شنیدم کہ میگفت - تاریخ نامی
۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع از فکر بلیغ واحسن جناب شاہ محمود الحسن صاحب المتخلص بہ آویس خلف الرشید جناب شاہ محمد شفیع صاحب رئیس صفیپور ضلع اناؤ

چو عرفان علی بیگ فرخندہ خو	برفت از پے حج بیت کریم
نوشتہ کتابے ہدایت نما	پے رہروان رہ مستقیم

بتاریخ طبعش بگفتہ اویس
سفرنامۂ راہِ بیتِ رحیم
۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ از طبع رسائے جناب شیخ اطہر حسین صاحب اکبر کوتوالی گونڈہ متخلص بہ اطہر

عرفان علی کا حج کو جانا
قصہ تو بہت دراز ہے یہ

کیا بخت رسا نے یاوری کی
کیا رحمتِ کارساز ہے یہ

حج کرکے پھر آئے ومع الخیر
احباب کو فخر و ناز ہے یہ

اک نامہ کیا سفر کا تیار
افسانۂ دلنواز ہے یہ

اطہر نے کہا زروے جودت
ذکر سفر حجاز ہے یہ
۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ از جودت طبع جناب منشی شیخ علیم الدین صاحب متخلص بہ علیم نائب محافظ دفتر فوجداری گونڈہ

چو عرفان علی بیگ عالی ہمم
بطبع خدا عاشقِ مصطفا

برفت از پئے حج بیت الحرام
بسودہ جبین بر درِ کبریا

چو باز آمدہ از دیارِ عرب
نوشتہ سفرنامہ صد مرحبا

زروے پولا گفت سالش علیم
بیا و ببین راہ بیت خدا ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ قلم جواہر رقم جناب منشی مشرف علی صاحب وکیل عدالت ہائی کورٹ و پریسیڈنٹ انجمن اسلامیہ گونڈا

چو عرفان علی بیگ رفتہ بہ حج — نوشتہ مفصل سفرنامۂ
پے ضبط تحریر تاریخ طبع — زطبع رسا خواستہ خامۂ

سر دشمن دین قلم کرد و گفت
رفیق شفیق سفرنامہ ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ از طبع رسائے جناب منشی خلیل احمد صاحب ناظر عدالت ججی گونڈا متخلص بہ وجد

عرفان علی بفضل خداوند کارساز — سوے حجاز رفت پے حج بصد نیاز
در بر و بحر رفت ہم از خشک و تر گذشت — بر ریل شد سوار پس رفت بر جہاز
رفت از کمال شوق ہم آمد بکام دل — رفت از نیاز و عجز ہم آمد بفخر و ناز
بنوشت واقعات سفر ہم مناسکات — حالات جانگداز و کنایات دلنواز
از رنج و راحت آنچہ گذشت آن ہمہ نوشت — حال سفر نمود ہمہ وقف سوز و ساز

تاریخ طبع بے سر رحمت نوشت وجد
مطبوع خلق باد سفرنامۂ حجاز
۱۳۱۲ء

دیگر

پے حج میرزا عرفان علی بیگ | سفر فرمود سوے ارض بطحےٰ

نوشتہ وجد تاریخ از سر زہد
جزاک اللہ فے الدارین خیرا
۱۳۰۲ف

دیگر بزبان اُردو

جو عرفان علی بیگ حج کو گئے | وہ حاصل ہوا تھا جو مطلوب دل
تمنائے حج ارض بطحیٰ کی سیر | یہ مکنون خاطر وہ مرغوب دل
سفرنامہ اک لکھ کے شایع کیا | جو ہے طالب داد مطلوب دل
عجب دلربا یانہ تحریر ہے | کہ ہے جان سے بڑھ کے محبوب دل

جو ایسا ہوا ہر تاریخ طبع
کہا وجد نے ہے یہ مرغوب دل
۱۳۱۲ء

قطعہ تاریخ از فکر بلیغ بابو یوسف علی صاحب متخلص ببسمل قائم مقام

اسسٹنٹ ٹریزری کلرک گونڈا

میرزا عرفان علے فرمود بہر حج سفر	انچہ پیش آمد بہ آمد رفت در نامہ نوشت
بسمل از ہاتف سوال سال تاریخش نمود	گفت از روے ادب عمدہ سفرنامہ نوشت

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعمت بخدمت رہروان منازل تدقیق و سالکان مراحل تحقیق التماس ہے کہ یہ جو سفر دور و دراز مین اقسام تکالیف کا سامنا ہوتا ہے اور جسکے سبب سے السفر صورۃ السقر کہا جاتا ہے اسکی یہی وجہ ہے کہ جب مسافر نادیدہ راہ کا سفر کریگا اور بغیر رہبر شفیق کے منزل بعید مین قدم دھریگا اسپر جسقدر صعوبات نہ گذرین عجب نہین خصوصًا سفر حجاز ہندی نژاد کے واسطے کہ جہان ہر مقام پر مردمان اجنبی مختلف اللسان سے سابقہ اور معاملہ پڑتا ہے بغیر حصول تجربہ سابق مثمر انواع مکروہات ہے۔ پھر تجربہ کیونکر ہو جب متوسط الحال شخص نے اول مرتبہ سفر کیا اور آمد و رفت مین فشار قبر کا مزہ پاکر تجربہ بھی حاصل کیا اب اُسکے پاس کیا ہے کہ دوبارہ سہ بارہ کے سفر مین اپنے تجربہ سے کامیاب ہو۔ یہ تو جب ہو کہ اسکو اول سے حالات سفر من و عن معلوم ہون اور اپنے سابقین کی سرگذشت سے اسکو کما حقہ آگاہی ہو۔ یہ آگاہی تو جب ہو کہ ہر شخص اپنی اپنی سرگذشت کو قلمبند کرکے اپنے برادران ایمانی کے واسطے مشتہر کرادے پس اِس رفاہ عام اور ہمدردی انام کے لیے صرف زر چاہیے اور علاوہ برین ہمت و لیاقت بھی ہو۔ مگر نہین سے ہر کسی را بہر کار ساختند + اِس زمان برکت اقتران مین عالی ہمت والا جاہ بلند مرتبت فلک بارگاہ فارس

مضمار ایمت یکہ تاز جولانگاہ فتوت جناب حاجی میرزا عرفان علی بیگ صاحب بالقابہ
ڈپٹی کلکٹر ضلع بستی نے اپنے حالات سفر حجاز کو از یوم روانگی تا واپسی مع حالات ریل و جہاز
و قرنطینۂ کامران و جدہ و حرم شریف و مناسک حج و طرز معاشرت مردمان و دیگر سوانح
جزئی و کلی وغیرہ پیش آمدہ ہر روزہ کو تاریخوار بطور روزنامچہ بعبارت شستہ و رفتہ تدوین فرمایا
اور نام اس کتاب نایاب کا سفرنامۂ حجاز رکھا اور آخر کتاب مین ہدایات عازمان حج کے لیے
مع تدابیر سامان سفر وغیرہ درج فرمائین - فی الحقیقت ایسی نثر دلچسپ کہ جسمین ایسے فوائد لاتحصی
مندرج ہون آج تک دیکھنے مین نہین آئی تھی حتماً و جزماً ہم کہہ سکتے ہین کہ جس عازم حج
کے پاس یہ کتاب ہوگی اُسکو کسی بدرقہ کی حاجت نہ ہوگی اور تمام کوائف راہ مثل آئینہ
اُسکے پیش نظر ہر دم رہینگے - اگر اس کتاب کو حرز جان کیا جائے تو زیبا ہے اور اگر اسکو
دستور العمل قرار دیا جائے تو بجا ہے - کریم کارساز کا ہزار ہزار شکر کہ یہ تحفۂ نایاب اور صحیفۂ لاجواب
حسب تحریر و تصحیح حضرت مصنف مطبع نامی و گرامی جناب منشی نول کشور صاحب
سی - آئی - ای - واقع لکھنؤ مین باراول بخط خوب و تقطیع خوش اسلوب نہایت
اہتمام اور حسن انتظام جناب بابو امراؤ لال صاحب مہتمم پرنٹنگ ڈپارٹمنٹ مطبع سے
بماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۲ ہجری مطابق ماہ فروری سنہ ۱۸۹۵ عیسوی طبع ہو کر
مقبول عالم ہوا